الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

کتاب مستطاب المسمی بہ

خاتمہ

از تصانیف حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات

صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

(بہ تصحیح)

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ام۔ اے۔ سی۔ ای

ناظم تعمیرات وظیفہ یاب سرکار آصفیہ

کتاب کے ملنے کا پتہ:- بتوسط مولوی سید عطا حسین صاحب محلہ لنگر پلی - حیدرآباد دکن

قیمت کتاب دو (عـ) روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ الحمد للہ الودود الکریم العزیز الحکیم التواب الرحیم الذی خلق الانسان لعبادتہ وانعم علی اولیائہ بمحبتہ ومعرفتہ وقربہ ومشاھدتہ والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین خاتم النبین سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین المھدین

۲۔ یہ کتاب جو خاتمہ کے نام سے موسوم ومشہور ہے حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات مخدوم سیّد محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف میں ممتاز درجہ کی تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم امام زید شہید بن امام ہمام سیدنا زین العابدین علیہما السلام کی اولاد میں ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب اور سلسلہ طریقت دونوں بائیسویں واسطے سے حضرت سرور کائینات مفخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان کا نام محمد کنیت ابوالفتح اور لقب صدرالدین ولی الاکبر الصادق ہے۔ دکن میں وہ عام طور پر خواجۂ بندہ نواز کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس زمانہ تک سادات سر کے بال بڑھایا کرتے تھے چونکہ حضرت مخدوم کی کاکلیں نہایت

طویل تھیں اس لئے اونھیں گیسو دراز بھی کہتے آئے ہیں اور یہ لفظ اُن کے نام کا جزو ہو گیا ہے۔ اس طرح القاب اور کنیت کے ساتھ حضرت مخدوم کا پورا نام سیّد صدر الدین ولی الاکبر الصادق ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز ہے۔ اون کے والد ماجد کا نام سیّد یوسف حسینی عرف سیّد راجا تھا اور اُن کا تخلص بھی راجا تھا۔ حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ بھی سیدہ تھیں اور بی بی رانی نام تھا۔ حضرت سید یوسف حسینی قدس سرہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدّین محمد اولیا بداونی کے مرید تھے اور اون کے خلیفہ خاص خواجہ نصیر الدّین محمود اودھی چراغ دہلی کے بھی فیض یافتہ تھے۔

۳۔ حضرت مخدوم ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت سلطان المشائخ اُس وقت مسند ارشاد پر متمکن تھے (اُن کی رحلت ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ہوئی اور مادہ تاریخ رحلت "شہنشاہ دین" ہے) ۷۲۷ھ میں سلطان محمد تغلق نے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد (دکن) جانے کا حکم دیا۔ حضرت سید یوسف حسینی چشتی قدس سرہ اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہوئے اور چار مہینے کے سفر کے بعد ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچے اور قلعہ دولت آباد کے شمالی جانب بالاے کوہ اُس مقام پر جو اب روضہ خلد آباد کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہوئے اور حضرت سلطان المشائخ کے سب مریدوں اور خلفا نے بھی جو اُس

زمانہ میں سلطان محمد تغلق کے جبر سے دولت آباد آئے (مثلاً حضرت
برہان الدین غریب اور خواجہ امیر حسن علاء السجزی دہلوی شاعر)
اسی مقام کو پسند کیا اور یہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت سید یوسف
حسینی نے ۵ر شوال المکرم ۷۳۱ھ کو یہاں انتقال کیا اور اپنے مکان
کی دہلیز کے بیرونی صحن میں دفن ہوے۔ اون کا مزار اب بھی مرجع
خلایق ہے۔ والد کے انتقال کے وقت حضرت مخدوم کی عمر
دس سال تین مہینے اور ایک روز کی تھی۔

۴۔ روضہ خلد آباد میں قیام کے زمانہ تک حضرت مخدوم
اپنے والد ماجد کے اور اون کے بعد اپنے نانا کے (وہ بھی
حضرت سلطان المشایخ سے مرید تھے) اور بعض دوسرے اوستادوں
کے زیر تعلیم و تربیت رہے۔ قرآن شریف حفظ کیا اور اس وقت
کے نصاب کے مطابق صرف و نحو اور فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں
پڑھیں۔ والد اور نانا سے حضرت سلطان المشایخ اور خواجہ نصیر الدین
محمود چراغ دہلی کے فضایل اور کمالات ظاہری و باطنی کی باتیں سنا
کرتے تھے۔ سنتے سنتے اونھیں حضرت چراغ دہلی کی ذات پاک کیساتھ
غائبانہ عشق پیدا ہو گیا تھا بہت چاہتے تھے کہ اون کی خدمت میں
حاضر ہوں لیکن کم عمری اور دہلی کا بعد مسافت مانع تھا۔ اتفاقاً حضرت
مخدوم کی والدہ ماجدہ کو اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی سے
جو بادشاہ کی جانب سے صوبہ دولت آباد کے صوبہ دار (گورنر) تھے

رنجش ہوگئی۔ وہ اس قدر برخاستہ خاطر ہوئیں کہ اپنے دونوں بیٹوں (یعنی حضرت مخدوم اور اُن کے بڑے بھائی حضرت سید حسین عرف سید چندن حسینی) کو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہوگئیں اور یہ مختصر قافلہ ۴ رجب ۷۳۶ھ کو دہلی پہنچا۔ حضرت مخدوم کی عمر اُس روز پورے پندرہ سال کی ہوئی تھی۔ اونکا دل حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کی محبت سے لبریز تھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بےچین تھے۔ جمعہ کا دن آیا۔ سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے گئے۔ حضرت چراغ دہلی بھی وہاں تشریف لائے۔ حضرت مخدوم اونھیں دیکھتے ہی وارفتہ ہوگئے اور اپنے بھائی سید چندن حسینی کو ہمراہ لیکر ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھائی کیساتھ مرید ہوگئے۔ اُس وقت سلطان محمد تغلق تخت سلطنت پر متمکن تھا اُس کی رحلت ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو ہوئی۔

۵۔ مرید ہوتے ہی حضرت مخدوم ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے لیکن سلسلہ درس کو بھی جاری رکھا۔ مولانا شرف الدین کیتلی اور مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی (قاضی عبدالمقتدر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے) اور بعض دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اثنائے تعلیم میں دو ایک بار غلبہ حال سے مجبور ہوکر پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بقدر ضرورت میں نے پڑھ لیا ہے اب اگر

حکم ہو تو سلسلہ درس کو چھوڑ کر تمامتر اشغال باطنی میں مشغول ہو جاؤں لیکن انھوں نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ سلسلہ درس کو تمام کرو کہ "مارا با تو کارہا است"۔

۶۔ انیس[19] سال کی عمر میں حضرت مخدوم تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور اب تمامتر ریاضت و مجاہدہ اور اشغال باطنیہ میں مصروف ہو گئے جس قدر مجاہدہ اور ریاضت شاقہ انھوں نے کی اور کونین کو پس پشت ڈالکر جس طرح وہ ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہوئے اوس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس مختصر مقالہ میں اس کی گنجائش ہے۔ جب تک خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمہ دنیا میں رہے حضرت مخدوم اون کی خدمت میں حاضر رہے اور اُن کے فیض تربیت سے مستفید ہوتے رہے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو حضرت خواجہ چراغ دہلی رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ حضرت مخدوم نے اُن کی نعش مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور دفن کیا۔ رحلت سے چند روز پیشتر پیر نے حضرت مخدوم کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا اُنکی رحلت کے چند روز بعد وہ سجادۂ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ حضرت مخدوم کی عمر اُس وقت چھتیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ جب وہ چالیس کے ہوئے والدہ ماجدہ کے اصرار پر سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال الدین مغربی رحمتہ اللہ علیہما کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ مولانا جمال الدین مغربی نہایت بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور حضرت مخدوم کے دادا خسر تھے۔

باوجود اس کے وہ حضرت مخدوم سے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم نے
اپنی بعض تصانیف میں احیاناً انکا ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ ان کے مرید
تھے اونھیں لفظ "برادرم" سے یاد فرمایا ہے۔ بیجاپور کے نہایت
مشہور اور صاحب سلسلہ بزرگ حضرت میرانجی شمس العشاق قدس سرہٗ
کے پیر حضرت کمال الدین واصد الاسرار بیابانی حضرت سید جمال الدین
مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

۷ سنہ ۸۰۰ھ تک حضرت مخدوم دہلی میں سجادہ ارشاد پر متمکن رہکر
خلق خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔ اُس سال امیر تیمور نے ہندستان
کا رخ کیا اور محرم سنہ ۸۰۱ھ میں اٹک پہنچکر دہلی کی جانب بڑھا۔ اس
شہر کی تباہی اور بربادی اور باشندوں کے قتل عام کا منظر حضرت
مخدوم کے چشم بصیرت کے سامنے پھر گیا۔ اونھوں نے دہلی سے ہجرت
کرنا واجب خیال کیا اور شہر کے سادات و علما اور عامہ خلائق کو
آنے والی بلا سے متنبہ کیا اور دہلی سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔ ۷
ربیع الثانی سنہ ۸۰۱ھ کو وہ دہلی سے روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد تیمور
دہلی پہنچا اور شہر پر حملہ کیا۔ خاندان تغلق کے آخر بادشاہ سلطان
ناصر الدین محمود نے ۵ جمادی الاول سنہ ۸۰۱ھ کو شہر سے باہر نکل کر
امیر تیمور سے مقابلہ کیا۔ اس کو شکست ہوئی اور تیموری لشکر شہر میں
داخل ہوگیا۔ دہلی پر جس قدر تباہی آئی اور باشندوں کی جس قدر خونریزی
ہوئی وہ تاریخوں میں مذکور ہے۔

۸ ۔ محمد علیؒ سامانی حضرت مخدوم کے ایک خاص مرید تھے۔ اُنکے ہمراہ وہ بھی دہلی سے نکلے تمام سفر میں اُن کے ہمراہ رہے اور اُن کے ہمراہ گلبرگہ آئے اور یہاں بھی پیر کی خدمت میں اُنکی رحلت کے وقت تک حاضر رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے حالات میں ایک کتاب مسمی بہ سیر محمدی لکھنی شروع کی جس کی تکمیل محرم ۸۳۱ھ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم کے حالات میں یہ کتاب سب تذکروں سے مقدم اور سب سے زیادہ مستند ہے۔ مصنف نے دہلی سے گلبرگہ تک تمام سفر کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس سے اقتباس کر کے راقم اس سفر کے حالات کو نہایت اختصار کے ساتھ لکھتا ہے۔

۹ ۔ اس سفر کے متعلق محمد علی سامانی لکھتے ہیں ''

''درآنکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی بودند دو سہ سال پیش از حادثہ مغل بر ہمہ میگفتند دریں مقام بلا نامزد شدہ است ایں مقام خراب خواہد شد تا آنکہ میتوانید بیروں آئید اما میدانم بیرون آمدن نخواہید توانست ہمچناں شد کہ فرمودہ بودند۔ گاہے یارے برائے پابوس رفتہ بود فرمودند درکدام راہ آمدی گفت میاں بازار کماں فرمودند ایں بازار کماں ایں چنیں شود کہ اینجا شیراں بمانند آخر بعد حادثہ مغل آنجا شیرے آمدہ ماندہ بود''

۱۰ ۔ ۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو حضرت مخدوم اپنے اہل وعیال

اور متعلقین کو ہمراہ لیکر دروازہ بہیلسہ سے دہلی سے روانہ ہوئے بہادر پور پہنچکر ۱۸ ربیع الثانی کو حضرت مولانا علاء الدین گوالیری کو (جو حضرت مخدوم کے مرید تھے) خط لکھا اور اپنے سفر کی اطلاع دی۔ جب گوالیر کے نزدیک پہنچے مولانا علاء الدین نے تمام علما اور عابد کے ہمراہ پیشتر آکر اون کا استقبال کیا اور گوالیر لیجا کر اپنے مکان میں ٹہرایا۔ حضرت مخدوم گوالیر میں ۲۲ ربیع الثانی کو داخل ہوئے یہاں چند روز قیام فرمایا اور مولانا علاء الدین کو خلافت دیکر (حضرت مخدوم نے اس وقت تک کسی کو خلافت نہیں دی تھی) ۱۷ جمادی الثانی کو گوالیر سے روانہ ہوئے۔ بھاندیر اور ایرچہ ہوتے ہوئے چندیری پہنچے۔ یہاں تھوڑے دنوں قیام فرمایا اور یہاں سے کوچ کرکے شب عید الفطر سنہ ۸۰۱ھ کو بڑودہ پہنچے۔ شوال کا مہینا یہاں ختم کرکے ذیقعدہ سنہ ۸۰۱ھ میں کھنبایت تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام فرمایا اور بڑودہ واپس آکر سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد کی جانب روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچکر روضہ خلد آباد میں قیام فرمایا اور والد ماجد کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سنہ ۸۰۰ھ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی دکن کے تخت سلطنت پر بیٹھ چکا تھا۔ اوسے حضرت مخدوم کے دولت آباد تشریف لانے کا حال معلوم ہوا عضد الملک کو جو اس کی جانب سے دولت آباد کے صوبہ کا گورنر تھا لکھا کہ حضرت مخدوم کے پاس نذر لیجاؤ اور گلبرگہ تشریف لانے کے لئے التجا کرو۔

حضرت مخدوم قصبہ آلند ہوتے ہوئے جب گلبرگہ کے قریب
پہنچے سلطان فیروز بہمنی نے اپنے تمام اہل خاندان اور امرا اور سادات
و علما اور فوج کے ساتھ پیشوائی کی اور اثنائے راہ میں ملا اور بہت
ادب و احترام کے ساتھ گلبرگہ لایا یہاں تشریف لاکر حضرت مخدوم
چند سال تک قلعہ کے قریب فروکش رہے اس کے بعد اُس جگہ
سکونت پذیر ہوئے جہاں اب اُن کا مزار مبارک ہے۔ اور یہی
مقام پر بروز دوشنبہ درمیان وقت اشراق و چاشت بتاریخ ۱۶ ماہ
ذیقعدہ ۸۲۵ھ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ مولانا بہاء الدین
امام نے غسل دیا اور اسی روز دفن کئے گئے۔ مخدوم دین و دنیا مادہ تاریخ
رحلت ہے۔

۱۱۔ حضرت مخدوم کی رحلت سے ایک ماہ اور گیارہ اور پیشتر
یعنی ۵ ماہ شوال ۸۲۵ھ کو سلطان فیروز بہمنی نے مرض موت کی حالت
میں اپنے چھوٹے بھائی سلطان احمد کو تخت نشین کیا اور دس روز کے
بعد یعنی ۱۵ ماہ شوال ۸۲۵ھ کو رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ سلطان احمد
بہمنی کو حضرت مخدوم سے بے حد عقیدت تھی۔ اون کے مزار مبارک پر
نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا اور گنبد اور دیواروں کے اندرونی
حصہ کو فرش سے اوپر تک مختلف قسم کے رنگوں اور طلائی نقش و نگار
سے آراستہ کیا اور دیواروں پر طلائی حروف میں قرآن پاک کی
چند آیتیں اور چہل اسما کو لکھوایا۔ یہ نقش و نگار آج بھی قائم ہیں اس

کلانی اور بلندی کا گنبد ہندوستان میں کسی بزرگ کے مزار پر تعمیر نہیں ہوا۔

۱۲۔ محمد علی سامانی نے سیر محمدی میں حضرت مخدوم کے گلبرگہ تشریف لانیکی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اول کی تشریف آوری کا سال ۸۱۵ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط ہے اس لئے کہ تمام تذکروں میں بہ اتفاق مذکور ہے کہ حضرت علاء الدین گوالیری گوالیر سے ۸۰۶ھ میں گلبرگہ آئے اور بہت دنوں تک حضرت مخدوم کی خدمت میں رہے۔ اس کے علاوہ محمد علی سامانی کے بیان کے مطابق حضرت مخدوم کا پورا سفر دہلی سے کھمبایت اور وہاں سے گلبرگہ تک جلد جلد طے کیا گیا اور تقریباً ایک سال کی یا اس سے کسی قدر زیادہ مدت میں ختم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اوایل ۸۰۳ھ یا اس سے کچھ پہلے گلبرگہ تشریف لائے۔

۱۳۔ حضرت مخدوم کو دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑے فرزند حضرت مخدوم سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی تھے۔ ان کے کمالات ظاہری و باطنی کے متعلق خود ان کے والد بزرگوار نے اپنی عظیم القدر تصنیف خظایر القدس میں لکھا ہے

در فرزند کہ مولود از من است و موجود از صلب من ست
مسترشدے طالبے بیشتر نمی گویم ازیں سخن پدرم گمان نبرد
کہ رعایتے و نفاپیتے دارد۔ واگر نہ گویم کہ دانشمندے
کہ در وہلیز اجتہاد قدمے استوار نہادہ است و در

حقایق ومعارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق ایں کار و حقایق
مردان کبار کم نباشد و ہرچہ گوید و شنود و داند از مشاہدہ
ومعاینہ او باشد اگر او مرا پسر نبودے من ابریق کشی او
میکردم۔ نیک نفسے صاف ولے پاک چشمے کاملے
راشدے مرشدے"

اواخر ۸۱۱ھ میں حضرت مخدوم نے ان کو خلافت دی اور
سجادہ پر بٹھایا لیکن تقریباً سات ہی ماہ بعد بروز چہار شنبہ
پانزدہم ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ اون کی رحلت ہوئی۔ حضرت مخدوم
نے انھیں اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ انکا مزار مبارک حضرت مخدوم کے
مزار کے پائین میں علیحدہ گنبد میں ہے۔ اسی گنبد میں انکی والدہ ماجدہ بھی مدفون ہیں۔

۱۴۔ حضرت مخدوم کے دوسرے فرزند سید یوسف المعروف
بہ سید اصغر حسینی تھے والد نے انکو اپنے آخر عمر میں خلافت دی۔ انکی رحلت
کے بعد چند سال تک سجادہ ارشاد پر متمکن رہے۔ انتقال کے بعد
والد کی گنبد میں ان کے مزار کے پائیں دفن ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی
کی طرح یہ بھی نہایت باکمال بزرگ تھے۔ کبھی کبھی ان پر جذب کی کیفیت
غالب ہوجایا کرتی تھی۔

۱۵۔ حضرت مخدوم پندرہ سال کی عمر میں مرید ہوئے۔ عشق
ومحبت الٰہی اور خدا طلبی اور خدارسی کا مادہ جس کو مبدء فیاض نے بدو فطرت
سے ان کی ذات میں ودیعت رکھا تھا اور مراتب کمال باطنی کے

انتہائی ترقی کا جوہر گرانمایہ جس کو قسام ازل نے ان کے لئے مہیا کر رکھا تھا اُن سب کو ان کی پیر کی جوہر شناس نظر نے مرید کرتے ہی وقت دیکھ لیا تھا اور اسی وقت سے اونھوں نے حضرت مخدوم کی باطنی تعلیم و تربیت شروع کر دی تھی۔ مادہ نہایت قابل تھا اس تعلیم کا اثر اُن پر بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہوا اور ان پر مکاشفات اور تجلیات کی بارش ہونے لگی۔ جو واردات اُن پر گذرتی تھیں اور جو تجلیات اُن پر ہوتی تھیں اُن کو وہ پیر کی خدمت میں عرض کر دیا کرتے تھے۔ محمد علی سامانی لکھتے ہیں کہ اُن کو سنکر کبھی کبھی"

"حضرت شیخ رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ بعد ہفتاد سال کودکے مرا از سر شورانیدہ است و واقعات سابق مرا یاد دہانیدہ"

چھتیس سال کی عمر میں وہ درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے یہاں تک کہ رحلت سے کچھ دنوں پہلے ان کے پیر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے اون کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا محمد علی سامانی لکھتے ہیں :-

"ازاں روز باز کار حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عالی شد و میان طایفہ ایشان شہرت گرفت تا بحدیکہ صوفیان کامل بیک زبان می گفتند کہ ایں مرد راہم در جوانی مقام پیران واصل و مقتدایان کامل حاصل شد۔"

۱۶۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کی جلالت شان کا

اندازہ کرنا محال ہے۔ اون کے زمانہ کے اکابر اولیا اون کے فیض سے
مستفید ہوے اور اُن کے علومرتب کی شہادت دی بمثال کے طور پر
حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا ذکر کردینا کافی ہے۔ا
یہ بزرگ ہندوستان کے نہایت کامل مکمل اولیائے کبار میں ہیں اوایل
عمر میں سمنان کی حکومت چھوڑکر درویشی اختیار کی اطراف واکناف عالم
میں سفر کیا اور اس زمانہ کے صدہا اولیا سے ملکر اون کے فیض صحبت سے
مستفید ہوے۔ پھر ہندوستان آئے اور حضرت مخدوم جہانیاں
سید جلال الدین بخاری سے ٹھٹہ میں ملے اور اُن کی صحبت میں رہکر اُن سے
فیوض حاصل کئے۔ اوس کے بعد دہلی آے اور دہلی سے بہار آے۔
اسی روز حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری بہاری کی
رحلت ہوی تھی۔ اُن کی وصیت کے مطابق حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر
سمنانی نے اون کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ چند روز قیام کے بعد بنگالہ کی
جانب روانہ ہوے اور وہاں پہنچکر حضرت علاء الدین بنگالی (جو حضرت
اخی سراج قدس سرہٗ خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے) کے
خدمت میں حاضر ہوے اور مرید ہوے۔ چند سال تک اُن کے
زیر تربیت رہکر خلافت حاصل کی اور جونپور آے اور قصبہ کچھوچھہ میں
سکونت اختیار کی۔ سلطان ابراہیم شرقی جیسا بادشاہ اور ملک العلما
قاضی شہاب الدین دولت آبادی جیسا عالم متبحر اون سے مرید ہوے۔
ایسے بلند پایہ محدث اور فقیہ تمام کمالات باطنیہ کی تکمیل کر لینے اور

سجادہ ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد کچھوچھہ سے نہ صرف ایک بلکہ دوبار اس قدر دور و دراز راہ طے کر کے گلبرگہ آئے اور ایک مدت تک حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کی خدمت میں رہکر اُن کے فیضان ظاہری و باطنی سے مستفید ہوئے۔ نظام حاجی غریب یمنی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نہایت برگزیدہ اور مقبول مرید اور خلیفہ تھے۔ یمن میں اُون سے ملے اور اسی وقت سے ان کی رفاقت اختیار کی اور اُن کے آخر عمر تک ہمراہ رہے۔ انھوں نے پیر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے جو **لطائف اشرفی** کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کے متعلق اپنے پیر کی زبان سے سنکر لکھا ہے۔

"حضرت قدوۃ الکبرا (یعنی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) میفرمودند کہ چوں بشرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو دراز مشرف شدم آں مقدار حقایق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از ہیچ مشائخ دیگر نبود سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند"

اس کے بعد نظام حاجی غریب یمنی لکھتے ہیں۔

"مدتے در ولایت دکن بقصبہ گلبرگہ اتفاق نزول افتاد و دو مرتبہ دران دیار گذر رایات علائی شد"

۱۷۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں

حضرت مخدوم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :۔

سید محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی خلیفہ راشتین شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی است جامع است میان سیادت وعلم وولایت شانے رفیع ورتبتے منیع وکلام عالی دارد او را درمیان مشائخ چشت طریقے مخصوص است۔

۱۸۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز متقدمین کبرائے طریقت کے ہم پلہ اور وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی ممتاز ترین وبرگزیدہ ترین جماعت کے فرد فرید ہیں۔ ان کے بعد ایسے جامع کمالات ظاہری وباطنی اور ایسے عالی مرتبت اولیا معدودے چند ہی پیدا ہوے۔ علوم ظاہری میں بھی وہ نہایت بلند درجہ رکھتے تھے انکی تصانیف کے مطالعہ سے اون کے وفور علم وتحقیق کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔ تفسیر میں حدیث واصول حدیث ورجال میں فقہ اور اصول فقہ میں کلام اور بلاغت ومعانی میں ادب اور شعر میں وہ بڑے بڑے ایمہ کے ہمسر معلوم ہوتے ہیں۔ لوگوں میں عام خیال ہے کہ اوس زمانہ میں ہندوستان میں علم حدیث بہت محدود تھا اور حدیث دانی کا دار ومدار صرف مشارق الانوار اور مصابیح پر تھا لیکن حضرت مخدوم کی تصانیف سے نہ صرف نفس حدیث میں بلکہ رجال اور اصول حدیث میں بھی ان کے وفور علم اور وسعت نظر کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ معانی حدیث میں جیسی ان کی نظر باریک ہے اس کی نظیر بہت کم نظر آتی ہے۔ ان کا

حافظہ بھی عجیب و غریب تھا۔ اُن کے سب تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ حضرت مخدوم کو زمانۂ فطام کی باتیں یاد تھیں۔

۱۹۔ چشتیہ طریقہ کے بزرگوں میں حضرت سید التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی نے تصنیف و تالیف کی جانب توجہ نہیں کی حالانکہ ان میں سے ہر بزرگ علوم ظاہری میں بھی محققین اور مجتہدین کا درجہ رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس جانب توجہ کی اور بڑی بڑی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسایل بکثرت تصنیف کئے۔ دکن میں عام طور پر مشہور یہ ہے کہ اُن کی عمر ایکسو پانچ ۱۰۵ سال کی تھی اور ان کی تصانیف کی تعداد بھی ایکسو پانچ ۱۰۵ ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا ہے:۔

"ہر کس کہ در آن حضرت سلوک کرد بہ چیزے مخصوص شد
ما بہ سخن مخصوصیم خدائے ما را دولت بیان اسرار خویش داد
ہر چند کہ میخواہم کہ نظر من از سخن خویش ساقط شود نشد البتہ
مرا نظر بر سخن خود باشد و از سبب این معنی نیک اندوہگین
باشم چرا باشد کہ نظر از یں ساقط نشود"

حضرت مخدوم کی تصانیف میں جو زیادہ مشہور ہیں اون کے نام لکھے جاتے ہیں:۔ ملتقط تفسیر قرآن۔ اول پانچ پارہ کی دوسری تفسیر کشاف کے طرز پر۔ شرح مشارق الانوار۔ معارف شرح عوارف

درعربی (یہ نہایت مبسوط شرح ہے) ۔ ترجمہ عوارف فارسی (یہ بھی عوارف کی فارسی شرح ہے لیکن ترجمہ عوارف کے نام سے مشہور ہے اور معارف کی بہ نسبت مختصر ہے) شرح تعرف شرح آداب المریدین درعربی ۔ شرح آداب المریدین در فارسی (اس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا) خاتمہ ۔ شرح فصوص الحکم ۔ شرح تمہیدات عین القضات ہمدانی ۔ شرح رسالہ قشیریہ ۔ خطایر القدس معروف بہ رسالہ عشقیہ ۔ اسرار الاسرار حدایق الانس ۔ استقامت الشریعت بطریق الحقیقت ۔ حواشی قوت القلوب ۔ شرح فقہ اکبر درعربی ۔ شرح فقہ اکبر در فارسی ۔ رسالہ وجود العاشقین ۔ رسالہ در رویت باری تعالی ۔ در کرامات اولیا رسالہ دربیان حدیث رایت ربی فی احسن صورت ۔ شرح الہامات حضرت غوث الاعظم غوث الثقلین سید عبدالقادر الجیلانی ۔ رسالہ در ذکر ۔ رسالہ در مراقبہ ۔ رسالہ دل آرام ۔ رسالہ ضرب الامثال ۔

۲۰ ۔ حضرت مخدوم کی ایک خصوصیت جو اُن کے تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے یہ تھی کہ تصانیف کو وہ خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں لکھتے تھے بلکہ کاتب (مستملی) سے لکھوایا کرتے تھے اور کسی کتاب کو لکھوالینے کے بعد اس کی نظر ثانی کبھی نہیں کی اور کبھی دوبارہ پڑھوا کر نہیں سنا جو کچھ ایک بار لکھوا لیتے تھے وہی قائم رہ جاتا تھا ۔

۲۱ ۔ حضرت مخدوم کے مکتوبات کا ایک مجموعہ بھی ہے جس کو اون کی رحلت کے بعد انکے ایک مرید نے جمع کیا ۔ انکے ملفوظات کا

بھی ایک مجموعہ مسمی بہ جوامع الکلم ہے یہ ایک بے نظیر اور
نہایت مشہور کتاب ہے۔ حضرت مخدوم کے ایک صاحب کمال
مرید کہ اونکا نام بھی محمد تھا دو شنبہ ۱۸ رجب ۸۰۲ھ سے پنجشنبہ
۲۲ ربیع الثانی ۸۰۳ھ تک کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ محمد علی
سامانی کی کتاب سیر محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملفوظ کے
علاوہ ملفوظات کے تین مجموعے اور بھی جمع کئے گئے تھے دو کو
حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ نے
جمع کیا تھا ایک دہلی میں اور دوسرے کو سفر گجرات کے زمانہ
میں تیسرا مجموعہ حضرت مخدوم کے مرید قاضی علم الدین بہرچی
نے گلبرگہ میں ۸۱۱ھ کے بعد جمع کیا

۲۲۔ حضرت مخدوم کبھی کبھی بے ساختہ غزل اور رباعیاں بھی
کہدیتے تھے انکی رحلت کے بعد اون کے نبیرہ حضرت سید ید اللہ
عرف سید قبول اللہ حسینی قدس سرہ کی فرمایش پر اُن کے ایک مرید
نے غزلوں اور رباعیات کو جمع کرکے دیوان مرتب کیا جو حجم میں
تقریباً خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کے برابر ہے۔

۲۳۔ شیخ الطریقہ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر
سہروردی علیہ الرحمہ کے تصانیف میں ایک کتاب عربی زبان
میں مسمی بہ آداب المریدین ہے یہ اپنے موضوع کی غالباً
پہلی کتاب ہے جو اسلام میں تصنیف ہوی۔ یہ نہایت مستند اور

بکار آمد کتاب ہے۔ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے اس میں جو کچھ لکھا ہے ہر ہر مضمون کے متعلق کلام اللہ شریف کی آیت یا حدیث صحیح اور بہت جگہ دونوں کو بطور سند نقل کر دیا ہے جس پایہ کے مصنف تھے کتاب بھی اسی پایہ کی ہے۔ انھوں نے اس میں مختصر مگر جامع طور پر یہ بتایا ہے کہ مرید کو جب وہ طلب حق میں قدم رکھے عبادت اور معاملات میں کن کن آداب کا پابند ہونا چاہیئے۔ اس کتاب کی ایک شرح حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری قدس اللہ سرہٗ نے لکھی۔ اسکے نسخے بہت ہی کمیاب ہیں اور صرف پٹنہ اور گیا کے اضلاع میں دو چار جگہ موجود ہیں۔ دوسری شرح حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کی ہے۔ اونھوں نے اس کی شرح چند بار لکھی۔ آخر مرتبہ جو شرح ۸۰۱ھ میں لکھی گئی اوس کا ایک نسخہ کلکتہ کے رایل ایشیاٹک سوسایٹی کے کتب خانہ میں ہے اور راقم کا خیال ہے کہ ہندوستان میں غالباً اب صرف یہ ہی ایک نسخہ باقی ہے۔ اس کے دیباچہ میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے لکھا ہے:—

اما بعد محمد یوسف الملقب بہ گیسو دراز دو سہ بار این کتاب (آداب المریدین) را ترجمہ کردہ است ہم بہ تطویل و ہم بہ ایجاز۔ برائے ہر کہ کردہ ام او آنرا بدل و جاں گرفت و ضنتے و غیرتے دریں باب کرد کہ بکسے ندادہ

این چہارم کرت باشد کہ این کتاب جدید القدر وعظیم الخطر را ہم بفارسی کردم وہم شرح عربی نبشتم۔ زمانہ آخراست تاریخ ہجرت ہشصد وسیزدہ رسید ...."

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مخدوم کی جو شرح اب موجود ہے اس سے پیشتر لوگوں کی درخواست پر آداب المریدین کی شرح یا ترجمہ وہ تین بار لکھ چکے تھے اور ہر بار اُس شخص نے جسکی درخواست پر انھوں نے شرح لکھی اوسے بالکل غایب کردیا اور وہ سب شرحیں حضرت مخدوم کے زمانہ ہی میں معدوم ہو گئیں چوتھی مرتبہ اونھوں نے ایک شرح (یا ترجمہ) فارسی میں اور ایک عربی میں لکھی۔ عربی شرح بھی اب بالکل ناپید ہے راقم کو بے حد جستجو پر بھی اس کا پتہ نہیں ملا۔ فارسی شرح کا ایک نسخہ غالباً لندن کے برٹش میوزیم میں ہے اور ایک کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ہے اور ہندوستان میں غالباً یہی نسخہ اب موجود ہے

۲۴۔ آداب المریدین گو جامع کتاب ہے لیکن مختصر ہے۔ حضرت مخدوم حکیم الامت تھے اور اپنے زمانہ کے حالات ورجحانات اور کمزوریوں سے واقف تھے۔ انھوں نے محسوس کیا کہ آداب المریدین کے موضوع پر ایک مبسوط اور مکمل کتاب کی ضرورت ہے جو وضاحت اور شرح وبسط کے ساتھ اُس وقت کے روزمرہ کے مطابق نہایت صاف اور سلیس زبان میں

لکھی جائے اور عبادات و معاملات کے آداب کے جزئیات پر حاوی ہو۔ اس لیے آداب المریدین کی ان پہلی تین شرحوں (جنھیں حضرت مخدوم ۸۱۳ھ کی آخر شرح سے پہلے لکھ چکے تھے) میں سے ایک کے سلسلہ میں خاتمہ کو تصنیف کیا۔
مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان تین شرحوں میں سے کس شرح کے سلسلہ میں یہ کتاب خاتمہ تصنیف کی گئی۔ لیکن جیسا کہ خود حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے انھوں نے اس کو ۸۰۷ھ میں تصنیف کیا (خاتمہ صفحہ ۱۱۳ فقرہ ۴ ۱۹) یہ کتاب چونکہ آداب المریدین کی شرح کے سلسلہ میں بطور اس کے تکملہ یا ضمیمہ کے لکھی گئی تھی اس لئے مصنف نے سلسلہ کو قایم رکھا اور اس کتاب کے آغاز میں حمد و نعت کے تحریر کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی اور نام بھی خاتمہ ترجمہ آداب المریدین یا مختصراً خاتمہ رکھا۔ ۸۱۳ھ میں حضرت مخدوم نے آداب المریدین کی جو آخر مرتبہ شرح لکھی اس کے آخر میں اونھوں نے خاتمہ کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:-

محمد حسینی میگوید تجاوز اللہ عن سیئاتہ وغفر اللہ لہ زلاتہ
خاتمہ کتاب خزاین کہ شیخ فرمودہ نوشتہ ام
ودراں باب از جہت خویش اقصی الغایات کردہ ام
بعضہ از آنہا اسے کہ بہ اصحابے کہ صحبت داشتم

از یاران خدمت شیخ نظام الدین و یاران خواجہ خود و صوفیاں
دیگر و آنچہ در کتب دیگر مسطور است اگر ترا مطلوب باشد
کہ ورلے ایں آداب بدانی دراں خاتمہ نظر کن الحمد للہ
علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والآصال ؎

یہ کتاب خاتمہ صوفیوں اور ارباب بصیرت میں نہایت مقبول
ہوی بہت سے اکابر نے اس کو مدت العمر اپنے مطالعہ میں رکھا اور
اس دستور العمل پر کاربند رہے۔

۲۵۔ **تصوف** علم اور عمل کا مجموعہ ہے۔ اداب المریدین
میں حضرت شیخ الطریقہ ابو النجیب سہروردی قدس اللہ سرہ نے اور
ترجمہ اداب المریدین حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جو وضاحت کی ہے
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔ پیروان مذہب حقہ اہل سنت وجماعت
تین جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ جماعت اول محدثین کی ہے:۔

"واین اصحاب حدیث بمنزلہ پناہ دین اند زیراچہ بنیاد
دین سنت رسول اللہ است کہ خدائے تعالیٰ فرمودہ است
آنچہ رسول بہ شما بیارد و بفرماید آنرا بگیرید و از آنچہ باز دارد
باز مانید (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا) علی ہذا اساس دین باشند پس مشغول شدند
بسماع حدیث و در تحقیق لفظ او کہ تا از حرفے از کلمہ احتیاط
کردند تفکرے دراں کردند تدبرے رواں کردند در شان او

در نزول او در گفتار رسولؐ اللہ وحدیث سقیم راکہ دراں اعتماد
نیست وحدیث صحیح راکہ دراں اعتماد است تمیز کردند صحیح
از سقیم بیرون آوردند پس ایشاں بمشابہ نگہبانان دین باشند
زیراچہ خزانۂ سنت رسول اللہ را ایشان پاسبانانند"

دوسری جماعت فقہا کی ہے کہ :-

"بعد ازانکہ ایشانرا علم حدیث شد مشغول باستنباط معانی
دقیق شدند ہرچہ در حدیث باشارات نص یا بدلالت نص
یا با قتضاے نص معنی دقیق معلوم میشد ایشاں آنرا استخراج
کردند الفاظے معانے مصطلح ایشان شد عام وخاص ومشترک
مجمل مفسر ناسخ منسوخ مطلق مقید محکم متشابہ ....
بہ تحقیق ایں از کلام رسول اللہ مسائلے تخریج کردند پس
ازیں جہت ایں اند کہ ایشان حکام دین باشند وایشاں اعلام
دین باشند زیراچہ شعار دین بایشان مستقیم است پس ہرائینہ شعار
دین ایشاں باشند"

تیسری جماعت صوفیوں کی ہے ۔ یہ لوگ یعنی :-

"صوفیان با اہل حدیث وبا اہل فقہ ہم متفق اند در معانی ایشاں
ودر رسوم ایشان وقتیکہ بینند میان دو طریقہ از اہل حدیث
وفقہا کہ از ہواے نفس واثبات دعوی خویش مجتنب اند
بلکہ ونبال حق اند واز فقیہ واں محدث برسبیل اقتداے

رسول اللہ اند۔ واگر صوفی را چیزے مسئلہ پیش آید ہم باصحاب حدیث و باصحاب فقہ رجوع کنند و اگر برکاتے محدثان و فقہا اجماع کردہ اند صوفیان ہم بداں اجماع روند و دراں حکمے کہ محدثان و فقہا اختلاف دارند آنچہ احوط و اسلم باشد صوفیان آنرا اختیار کنند چنانچہ ماء مستعمل امام نجس گوید یوسف مخفف گوید محمد طاہر گوید شافعی طاہر و مطہر گوید صوفیان عمل بقول امام کنند زیرا چہ عمل بداں احوط و اسلم است"

۲۶۔ اس کے علاوہ صوفیوں نے کلام اللہ شریف کی دو آیتوں کو بالتخصیص پیش نظر رکھا اور اپنی ساری زندگی ان آیتوں کے منشا و مفاہیں صرف کردی ایک وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ دوسری وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ انسان کی تخلیق کا منشا و مقصود عبادت آلہی ہے۔ اس لئے صوفی کا مدعا از ابتدا تا انتہا یہ ہے کہ کونین سے منقطع ہوکر اور تمام ماسوی اللہ کو پس پشت ڈالکر قولاً و فعلاً حالاً ہمہ تن ہر لحظ و ہر آن عبادت الٰہی میں مشغول رہے لیکن محض خشک عبادت میں نہیں بلکہ اس عبادت میں جو اللہ سبحانہ و تبارک و تعالی کے عشق اتم اور محبت کاملہ میں فانی ہوکر کیجائے۔ عاشق کا مدعا صرف ایک ہی ہوتا ہے وہ یہ کہ معشوق تک اس کی رسائی ہوجائے تاکہ اس کے نظارۂ جمال اور شربت وصال سے بہرہ ور ہوسکے اور تشنہ کامی کو سیراب کرسکے۔ صوفی جب معشوق و مطلب و مقصود

حقیقی کی جانب قدم بڑھاتا ہے راہ راست پر چلنے کے لئے دو مشعل ہدایت اوس کے سامنے رہتی ہیں ایک یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ دوسری قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یعنی تقوائے کامل جیساکہ حق ہے اور سنت نبوی کی اتباع کامل قولاً وفعلاً وحالاً۔ بغیر ان دونوں کے طلب حق میں ایک قدم بھی صحیح راستہ پر نہیں اٹھ سکتا۔ حضرت مخدوم نے اس کتاب خاتمہ میں بار بار جتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ "بیغامبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کے بغیر راہ بمطلوب نتواں یافت۔"

۲۷۔ حضرت مخدوم کے نزدیک طالبان حق کے دو طبقے ہیں۔ ایک وہ جو عقل اور حکمت کی ہدایت کے بموجب طلب حق کے راستہ میں قدم رکھتا ہے۔ دوسرا طبقہ طالبان عشاق کا ہے جو تقاضائے عشق الٰہی سے مضطر ہوکر اس راہ میں آنے پر مجبور رہوتا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۰۸ فقرہ ۱۸۰) میں فرماتے ہیں:—

"طالبان بر انواع اند طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد زیرا چہ اعلی و اجل است و اوجب واثبت است و اعظم و اقدم است۔ اکنوں آں مرد طالبے برہ حکمت است عاشق نیست۔ عاشق و محب دیگر است آں حالتے است کہ جز القاء من اللہ نیست در عشق گفت و شنید نمیگنجد واجد مبتلا داند ازاں قضیہ کہ گفتیم"

اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ انھوں نے اسماء الاسرار کے سمر سی و نہم[۳۹] میں بیان فرمایا ہے ۔ مضمون نہایت ہی لطیف اور پرحقیقت ہے اور بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اس لئے اس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ فرماتے ہیں :۔

شیوخ رضی اللہ عنہم بالتثبت والرسوخ علی الاجماع والاتفاق گفتہ اند کہ اجل مطالب و اجل مقاصد محبت و معرفت خداوند است تعالیٰ ۔ و موانع ادراک ایں سعادت را چہار چیز شمردہ اند دنیا و خلق و نفس و شیطان ۔ و طریقہ دفع دنیا قناعت و طریقہ دفع خلق عزلت ورہ دفع نفس خلاف ورہ دفع شیطان ساعۃً فساعۃً التجا الی اللہ تعالیٰ نیکو سخنے ایں اما ایں فضل در باب کسے است کہ از رہ حکمت و سبیل ہمت خواہد سلوکے کند ایں چہار بند پائے او باشد و بداں طریق کہ فرمودہ اند کشادن آں بند ہا بود ۔ اما نیکی سخنے کہ در اصل خلقت او را محب و محبوب آفریدہ است دنیا چہ وزن دارد کہ پابند راہ مطلوب شود اورا کہ اقل من جناح بعوضۃ نامند روندہ راچگونہ از روش او باز دارد اول دنیا عدم و آخر او عدم وجودے متخلل بین العدمین شد ہم بداں باز گشت ..... ایں چنیں زایلے فانیے وہمے خیالے بکدام صورت پاپند شود ۔ خلق ہماں است کہ ایں

شخص یکے از ایشان است۔ تغیر و زوال از نفس احساس
درستے میکند چگونہ باشد ایں چنیں لاثباتے ولا اعتبارے
طالب و محب و مشتاق را مانع از راہ قدیم ازلی و ابدی
آید۔ شیطان نقش بندی در نفس کند و رنگ آمیزی نماید و عنقریب
آں نماند و نپاید ہر حظے کہ حسی بود ہم بیکبار رخت وجود خود
را بربست چہ صورت باشد بکدام معنی مانع و پابند محب شود۔
مجنوں را از عشق لیلیٰ کہ باز آرد و چگونہ باشد بغیر لیلیٰ پردازد"

حضرت مخدوم کا منشا اس بیان سے یہ ہے کہ انسان کے عالم وجود
میں آنے کا اصلی اور حقیقی مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت و معرفت
کاملہ کا حاصل کرنا اور اس محبت و معرفت کا نتیجہ جو اوس کے لئے
مترتب ہوتا ہے اُس ذات پاک واجب الوجود کا تقرب اور
وصل اور دیدار ہے۔ لیکن جب انسان اس راہ طلب میں قدم
رکھتا ہے نہایت زبردست چار موانع اُس کے سامنے آکر سد راہ
ہو جاتے ہیں۔ طالب سالک جب تک اون کو دفع نہ کرلے
قدم آگے نہیں بڑھا سکتا۔ دنیا کو ترک کرنا چاہیئے۔ خلق سے
منقطع ہو جانا چاہیئے۔ خواہشات نفس کی مخالفت کرتے رہنا چاہیئے
اور شیطان کے مکر و فریب سے بارگاہ رب العزت میں ہر وقت
استعاذہ کرتے رہنا چاہیئے۔ لیکن کچھ ایسے عزیز الوجود افراد بھی
ہیں جو بد و فطرت سے محب و محبوب پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت

باری عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ
اس کو دنیا اور خلق اور نفس تو کیا خود شیطان بھی جو اس کا نہایت قوی دشمن
ہے طلب حق سے باز نہیں رکھ سکتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ
ابتدائے سلوک ہی میں یہ عزیز الوجود طبقہ جس منزل پر پہنچ جاتا ہے
پہلا طبقہ بہت دنوں تک شدید مجاہدہ اور ریاضت کرنے کے
بعد وہاں پہنچ سکتا ہے۔ عراقی نے اسی حقیقت کو اپنی ایک غزل
کے مطلع میں نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ضمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

۲۸۔ صوفی کو جو طلب حق میں قدم رکھے روزمرہ ہر لحظہ اور ہر آن
عمل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل کی ضرورت ہے جس کا ماخذ
تمامتر کتاب وسنت ہو۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں نہایت جامع
اور مکمل دستور العمل مہیا کر دیا ہے جس میں ہر شخص کے لئے عبادات
ومعاملات کے متعلق انھوں نے شرح وبسط کے ساتھ ہدایتیں
درج کی ہیں۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت۔ شاہ اور گدا۔ آزاد
اور غلام غرض ہر طبقہ کے انسان کے لئے جو طلب حق کے سلوک
میں قدم رکھے ہدایتیں موجود ہیں۔ اکثر اکابر طریقت کا خیال رہا ہے
کہ چالیس سال کی عمر کے بعد جب قوی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے
طریقت میں قدم رکھنا زیادہ سودمند نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ محنت و
مشقت مجاہدہ وریاضت کا زمانہ باقی نہیں رہتا لیکن حضرت مخدوم ہی

وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پیر فانی تک کے لئے بھی راستہ بتایا ہے اور اُسے حصول مقصود کا امیدوار کیا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۶۳ فقرہ ۳۰۱) میں فرماتے ہیں:-

"پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار حضر بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالیٰ چشم دل بداں روشن گردد......

اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت را در کار امیدوار و از فضل خدا من بسیار پر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام

ورنہ کہ زد ایں در کہ بر وکشو وند

من چنیں سیگویم کہ ہر گز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در رود در آید بلکہ در کشادہ اند ندائے ہم میکنند عجب کارے است ایں پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بانتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیان برسد عجب عجب کل العجب"

اس کے بعد فرماتے ہیں (خاتمہ صفحہ ۱۶۷ فقرہ ۳۰۶):-

"مرشداں پیراں را در برنگرفتہ اند و اقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در ورد و گذار دنے داشتہ اند و فرمودہ اند تراآواں طلب گذشتہ است منم کہ پیراں را برامید میدارم براہ آلے وبر وجدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان

باری عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ
اُس کو دنیا اور خلق اور نفس تو کیا خود شیطان بھی جو اس کا نہایت قوی دشمن
ہے طلب حق سے باز نہیں رکھ سکتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ
ابتدائے سلوک ہی میں یہ عزیز الوجود طبقہ جس منزل پر پہنچ جاتا ہے
پہلا طبقہ بہت دنوں تک شدید مجاہدہ اور ریاضت کرنے کے
بعد وہاں پہنچ سکتا ہے۔ عراقی نے اسی حقیقت کو اپنی ایک غزل
کے مطلع میں نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ضمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ؂ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

۲۸۔ صوفی کو جو طلب حق میں قدم رکھے روزمرہ ہر لحظہ اور ہر آن
عمل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل کی ضرورت ہے جس کا ماخذ
تمام تر کتاب و سنت ہو۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں نہایت جامع
اور مکمل دستور العمل مہیا کر دیا ہے جس میں ہر شخص کے لئے عبادات
و معاملات کے متعلق اونھوں نے شرح و بسط کے ساتھ ہدایتیں
درج کی ہیں۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت۔ شاہ اور گدا۔ آزاد
اور غلام غرض ہر طبقہ کے انسان کے لئے جو طلب حق کے سلوک
میں قدم رکھے ہدایتیں موجود ہیں۔ اکثر اکابر طریقت کا خیال رہا ہے
کہ چالیس سال کی عمر کے بعد جب قوی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے
طریقت میں قدم رکھنا زیادہ سودمند نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ محنت و
مشقت مجاہدہ وریاضت کا زمانہ باقی نہیں رہتا لیکن حضرت مخدوم ہی

وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پیر فانی تک کے لئے بھی راستہ بتایا ہے اور اُسے حصول مقصود کا امید وار کیا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۶۳ فقرہ ۳۰۱) میں فرماتے ہیں:۔

"پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالیٰ چشم دل بداں روشن گردد ......
اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت راور کار میدار و از فضل خدا من بسیار پیر روندہ رہ آسان کردہ ام بنمودہ ام

ورنہ کہ زد این در کہ برو کشودند

من چنین مگویم کہ ہرگز این در نہ بستہ اند اما آں گو کہ در رو در آید بلکہ در کشادہ اند ندائے ہم میکنند عجب کارے است این پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیان برسد عجب عجب کل العجب"

اس کے بعد فرماتے ہیں (خاتمہ صفحہ ۱۶۷ فقرہ ۳۰۶):۔

"مرشداں پیراں را در پیر نگرفتہ اند و اقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در ورود و گذار دنے داشتہ اند و فرمودہ اند نزا آواں طلب گذشتہ است منم کہ پیراں را بامید میدارم براحوالے و برو جدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان

بسے آب شو و کہ ہیچ کار نیاید ''

۲۹۔ علوم کتابوں مندرج ہیں اور کتابیں موجود ہیں لیکن استاد کی ضرورت باقی ہے جب تک طالب علم کتابوں کو اوس سے نہ پڑھے علوم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ تقویٰ اور اتباع سنت دو مشعلیں ہیں جنکی روشنی میں طالب "راہ راز چاہ میتواند شناخت" لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سالک کو ایسے راہبر کی احتیاج ہے جو راستہ سے کماحقہ واقف ہو۔ نشیب و فراز راہ کو جانتا ہو۔ اُسکے مہالک کو پہنچانتا ہو۔ راہزنوں اور قطاع الطریق سے مقابلہ کرنے اور انکو دفع کرنے کی قوت رکھتا ہو۔ اگر سالک چلتے چلتے راستہ میں تھک جائے اور پست ہمت ہو جائے تو اُسکو قوت اور ہمت دے سکے بلکہ اگر ضرورت پیش آئے خود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر آگے لیجا سکے۔ وہ راہبر سالک کو جس طرح راستہ کے مہالک سے بچا سکتا ہو اُسی طرح اسکو راستہ کے مناظر کی دلفریبیوں میں کبھی پھنسنے نہ دے۔ ان وجوہ سے طالب سالک کو پیر راہبر کامل کی دستگیری لابدی ہے۔ بغیر ایسے پیر کے وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں

"از معظمات سلوک اینست کہ نخست مرشد ہادی را پیدا کند" خاتمہ (صفحہ ۷۹ فقرہ ۱۱۷)

جب ایسا پیر راہبر کامل ملجائے تو لازم ہے کہ سالک خود کو تمامتر اس کے تفویض کر دے اور کسی وقت کسی حالت میں اُسکے فرمان سے

تجاوز نہ کرے اور جب تک ممکن ہو اُس کی صحبت سے دور نہ ہو۔
حضرت مخدوم فرماتے ہیں۔ (خاتمہ صفحہ ۲۷ فقرہ ۱۰۷):—

"ہلہ بہش باش بہر حالتے کہ ہستی وتا آنجا کہ رسیدہٴ اگر صحبت
پیر میسر است مگذاری۔ اینجا چیز نیاتے است دقیقہ و لطیفہ
است کہ مہر نظرے و مہر بصیرتے آنرا احساس نمی تواند کرد
ومن ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام باخود
گمانہا داشتم چوں او از سر من رفت محقق شد کہ بسیار کار
بایستے کردن کہ آن احتیاج بحضور او داشت اماچو باز ہم
بد و بر بستم چنانچہ حق بر بستن است او از من غایب نشدہ
و تربیت بساعت فساعت از من دریغ نداشت تا آنکہ ایں کہ
گفتم از فہم خود نہ بمجرد علم۔"

۳۰۔ اہل سنت وجماعت کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ مومن
قیامت کے روز اور بہشت میں حضرت رب العزت عز اسمہ کے دیدا
سے مشرف اور اسکے جمال کے نظارہ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ حضرت
عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکم ستروں ربکم
کما تروں ھذا القمر لا تضاموں فی رویتہ الخ لیکن مومن کی تعریف
ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ حب شدید اور عشق اتم کے
مبتلا کو قیامت تک صبر کرنے کی قوت کہاں؟

ولے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است ٭ ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگ است

اُس کو معشوق کا دیدار اور وصل "نقد وقت" ہونا چاہیئے۔ لیکن کیا رویت باری تعالیٰ حیات دنیا میں ممکن ہے؟ علمائے متقدمین میں معدودے چند کا یہ خیال ہے کہ حیات دنیا میں ممکن نہیں ہے مگر جمہور علمائے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ حیات دنیا میں خواب میں خداوند تبارک وتعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور اخص الخاص اولیا اللہ کو نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام الایمۃ المجتہدین امام ہمام ابوحنیفہ کوفی اور امام المحدثین والمجتہدین امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدہا بار خواب میں دیدار باری تعالیٰ سبحانہ سے مشرف ہوئے اور دوسرے اکابر اولیا کے متعلق بھی روایت کی گئی ہے کہ بارہا اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ جب خواب میں ممکن ہے تو بیداری میں کیوں نہیں اگر کاملین کو خواب میں رویت نصیب ہوا کی ہے تو وہ خواب کیسا تھا اور اگر بیداری میں بھی ممکن ہے تو اُس بیداری کی کیا تعریف ہے؟ حضرت مخدوم خاتمہ (صفحہ ۱۴۷ فقرہ ۲،۲) میں فرماتے ہیں:۔

"ایماں را دو رکن است۔ اقراری وتصدیقی۔ اقراری بر اینکہ ہر کہ او را جوید یابد و او شئے موصوف بصفات کمال است وتصدیق او بدیں است ہر کہ بشرط جستہ است و پیر اشارت کردہ است البتہ بخدا رسیدہ است او را شناختہ است و دیدہ است۔ بعضے فقہا انجا انکارے کنند علمائے ظاہر را

از باطن خبرے نیست ایشان چنیں میگویند کہ رویت
بہترین نعم است باید بہترین نعم در فاضل ترین اماکنہ باشد
و دیگرے میگوید برائے ابصار را مسافتے باید نہ بعد
بعید نہ قریب قریب و این در ذات او متصور نہ
انہ منزہ عن کل جہت و سمت و فوق و تحت
و مقابلۃ و محاذات آرے ایں باصرہ اگر بیند کہ من
و تو بر سر داریم برائے آنرا مسافتے باید و سخن ہر کہ
تو گفتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ مکان متصور نیست
نہ رائی را و نہ مرئی را اینجا رائی و مرئی ہر دو یکیست نہ مسافت
است نہ مکان نہ قرب است نہ بعد نہ قرب قریب
و نہ بعد بعید اما درین حالت آن رائی ایں مرئی را می بیند
و ہر دو یکے اند۔ آن مرید طالب را نصیب جمالے و
و نظارۂ وجہے ہیچے است درایں یگانگی بیگانہ را عکسے
و پرتوے نصیب میشود۔ اے مرد فقیہ اے خواجۂ
دانشمند اے شیخ زاہد و متقشف اے مولانائے مجتہد
و مفتی اگر سر این کار دارید صورت اینست کہ ما گفتیم
دا گرنہ اینست ؎

نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو کہ ترا سعادت باد و مرا نگونساری

۱۳۱۔ ترجمہ اداب المریدین میں حضرت مخدوم نے اس مسئلہ کے

متعلق زیادہ وضاحت سے فرمایا ہے :-
قوله۔ واجمعوا علی جواز رویت اللہ بالابصار
فی الجنة واجماع صوفیان است کہ خداوند تعالی را بدیا
چشمے کہ بر روے است ایں حدقہ کہ ہست و در روشنائی کہ
درایں حدقہ کہ ہست بہمیں روشنائی کہ خدائے را خواہند
دید۔ من کہ محمد حسینی ام میگویم کہ خدائے را بندگان باشند
کہ ہم در دنیا بچشم دل بہ بینند و ہمیں چشمے کہ بر روے است
چشم منعکس بیشود و چشم دل میگردد و ہمیں چشم می بینند ۔ در
فتاوی سراجی است رویت اللہ فی المنام جایزة
وانچہ مردم در خواب می بینند آنکہ چشم دل می بینند ہمیں منعکس
بیشود و در دل ہم چیزے را بخواب می بینند ۔ در عقیدہ حافظی
است روا باشد خدا را در خواب بینند زیرا چہ سلف صالح
خدا را در خواب دیدہ اند۔ اکنوں بدانکہ این خواب کہ
کہ در دنیا دیدہ اند اینچنیں نیست کہ اینجا چیزے دیگر
بہ بینند و فردا چیزے دیگر زیرا چہ صفت باری است
لایتغیر فی ذاته ولا فی صفاته ولا فی اسمائه
بحدوث الاکوان واختلاف الازمان پس ثابت
شد کہ طالب صادق و مشتاق واثق جمال حضرت سبحانہ تعالی
بلا کیف و کیفیت در دنیا بیند۔ یکے اندیشہ باید کرد کہ

سلف صالح ومشائخ طبقات خانماں برباد کردند یا دیہا
گرفتند واز خلق بکلی عزلت داشتند وچہل گان روز وگان
ماہ گرد طعام وآب نگشتہ اند وصمت وسکوت را ملازم
حال خود کردہ اند وورذکر ومراقبہ غرق ماندہ اند این ہمہ
برائے چہ بود وبرائے این قدر چندیں برچہ کنند ... برائے
این را چندیں بالا کشیدن ومشقت دیدن چہ حاجت
است نہ آنکہ طلب نقدے وامنگیر دل ایشاں شدہ است"

۳۲۔ شیخ ابوبکر کلاباذی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب تعرف
میں مسئلہ رویت کے متعلق لکھا ہے لم یذھب الی ان اللہ یرٰی بالبصر
فی الدنیا الا نفر ذمۃ قلیلۃ من المتصوفۃ لا یعبأ بھم" حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں یہ
عبارت نقل کی ہے اور اوسکا ترجمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"... میگویند کہ سالک این راہ بجائے رسد کہ بصر وبصیرت
یکے گردد وظاہر باطن یکرنگ شود وامتیاز صورت
ومعنی از میاں برافتد آن زماں خواہ بگوید کہ بدیدۂ دل
می بینم یا بچشم سر۔ حاصل ہر دو عبارت یکے است
اللہ اعلم کہ این چہ اشارات است کہ ایشاں میکنند
حقیقت حال را ایشاں دانند کہ گفتہ اند ودریافتہ۔
ولیکن چنیں دانم کہ وجود این مرتبہ بس عزیز ونادر است

یکے بجز و اعتقاد مذہب اہل وحدت وجود و تحصیل معنی توحید و فہم سخنان ایشان سخن میگوید یا بقدرے از صفای ذکر و روشنائی باطن کہ بہم رسیدہ و رشاشۂ از منبع حال انصباب یافتہ ادعا بینما ید اینہا آسان است و لے آنکہ سخن بغلبہ قہرمان حال و سطوت سلطان وقت برآید آنرا تاثیرے دیگر و عزتے دیگر است۔ و با وجود آن حق ہمان است کہ کاشفان سر حقیقت و متوطنان مقام تمکین کہ قوت نورانیت علم و حال ایشان باعتدال حقیقی رسیدہ است مہیمن و رقیب احوال و مقامات گشتہ قرار دادہ اند۔ از شیخ ما غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ منقول است کہ مریدے از مرید ایشان دعوی کرد کہ من خدا را بچشم سر می بینم این حکایت چون بحضرت وے رسید منع کرد و زجر نمود تا باز ازین مقولہ دم نزند و اینچنین نگوید گفتند زجر و نصیحت بابے دیگر است سوال از ان است کہ وے درین دعوی محق است یا مبطل فرمود محق مشتبہ است او بہ دریافت خود راست میگوید ولیکن او را در اطلاع بر حقیقت حال اشتباہ شدہ است و سہو کار در نیافتہ وے حقیقت را بچشم بصیرت دیدہ است واز بصیرت وے روزنے بجانب بصر وے کشادہ

درحقیقت نظرو ے بربصیرت افتاد گمان برد کہ مگر بہ بصر می بیند
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ این
کلمہ از ان حضرت گفتن بود و حاضران را بصعقہ وصیحہ افتادن
و دیوانہ شدن و راہ صحرا گرفتن سخن کہ از حقیقت برآید
ویرا این تاثیر است وحکایت ادعائی ہماں حال دارد
ویقرؤن القرآن ولا یجاوز عن حناجرھم"
حضرت مخدوم نے رویت باری تعالیٰ کے مسئلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے
اس میں تعرف کی اسی عبارت کی جانب جو اوپر لکھی گئی اشارہ کرکے
فرماتے ہیں :۔
"شیخ ابو بکر کلاباذی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ بظاہر نہ بباطن
رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید بعلم اللہ من آں
طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم
نماندہ اند"

فرق مراتب یہاں صاف نظر آتا ہے۔ آمنا وصدقنا تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اور فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ حضرت محدث
دہلوی نے نہایت صحیح لکھا ہے کہ
"چنیں دانم وجود این مرتبہ بس عزیز و نادر است" سچ ہے ؎
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند
۳۳۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

کی کتاب خاتمہ اور انکی بعض دوسری تصانیف سے اخذ کر کے میں نے
جو کچھ اوپر لکھا ہے اُس سے ایک حد تک معلوم ہو سکے گا کہ تصوف
کیا ہے اور صوفی کسے کہتے ہیں۔ صوفیوں کا کوئی علیحدہ مذہب و ملت
اور اُن کا کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی ایک جماعت
ہے جس کا مطمح نظر یہ ہے کہ کتاب و سنت کے ہر جزئیات پر قولاً و
فعلاً و حالاً عمل کیا جائے اور ریاضت اور مجاہدہ کر کے دنیا کی محبت
اور خلق کے تعلقات کو دل سے کامل طور پر دور کر دیا جاوے اور
خواہشات و جذبات نفسانی پر بدرجہ اتم غلبہ حاصل کر کے انکو مقہور
و مغلوب کیا جاوے تاکہ صوفی طالب کا دل تمام تعلقات کی کثافتوں
اور غلاظتوں سے پاک و صاف ہو کر محبت اور عشق الٰہی سے معمور
ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکے۔ انسان کی خلقت کا مدعا عبادات الٰہی کا
بجالانا اور معرفت الٰہی کا حاصل کرنا ہے۔ صوفی عزیمت کے ساتھ
ہر وقت اور ہر لحظہ اور ہر آن عبادت الٰہی میں مستغرق ہو کر اور بمقتضائے
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کونین سے منہ موڑ کر اور ماسوی اللہ سے
بالکل منقطع ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں فانی اور مستہلک
ہو جاتا ہے اور تقرب کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ترقی کرتا جاتا ہے۔ اکابر صوفیہ
اوس مقدس جماعت میں شریک ہیں جن کی شان میں حدیث قدسی
وارد ہے بی یسمع و بی یبصر الخ اور یہ وہ لوگ ہیں جو وَالسّٰبِقُوْنَ
السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی گروہ کے رکن رکین ہیں۔ اُنکے لئے

بشارت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ (سورہ فصلت، رکوع ۴) اور اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (سورہ یونس رکوع ۷)۔

۳۴۔ امام المحدثین حافظ الحدیث ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ کی تصانیف میں حلیۃ الاولیا مشہور تصنیف ہے (فی الحال مصر میں چھپ رہی ہے اور نصف کے قریب طبع ہو چکی ہے)۔ یہ اس قدر بلند پایہ اور مقبول کتاب ہے کہ بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس کے متعلق لکھا ہے "

واز نوادر کتب او (یعنی محدث ابونعیم) کتاب حلیۃ الاولیا است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ ...... کتاب حلیۃ الاولیا در حضور او آنقدر شہرت و رواج پیدا کرد کہ در نیشاپور بچہار صد دینار خرید شدہ "

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے مصنف علیہ الرحمہ نے اس میں تصوف اور کبرائے صوفیہ کا ذکر کیا ہے اور صوفیوں میں سب سے پہلا طبقہ اجلہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا قرار دیا ہے اور سب سے پہلے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین

میں لکھتے ہیں :۔

"گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب سنت وجماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اند وراے ایں فرقہ ناجیہ حاشا وکلا۔ خاصہ وخلاصۂ ایں ملت اقوم محققین صوفیہ اند کہ در ظاہر و باطن مقتبسان انوار سنت و مکاشفان حقیقت اند و در سلوک طریقہ اتباع عملاً و حالاً و اختیار عزلت ظاہراً و باطناً و تحقیق معنی صدق و اخلاص و معرفت مکاید نفس و دقایق ورع و تہذیب اخلاق و تصفیہ باطن ہیچ کس از ایشاں پیش نکردہ وآنچہ ایشاں را از اعمال و اخلاق و احوال و مقامات و مواجید و اذواق و برکات و اشارات و سایر کمالات دست دادہ ہیچ فرقہ دیگر را ندادہ ....."

۳۶۔ حقیقت تو وہ ہے جو بیان کی گئی لیکن تصوف اور گوشہ نشینوں اور مرنج ومرنجان صوفیوں کے متعلق لوگ عجیب عجیب خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صوفیوں نے اپنے اذکار و اشغال کو جوگیوں کے اعمال سے اخذ کیا ہے حالانکہ ایک کو دوسرے سے کسی قسم کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔ زمانہ حال کے مدعیان "ریسرچ" تحقیق کی ایک جماعت کہتی ہے کہ لفظ "تصوف" یونانی لفظ کا معرب ہے لیکن لیکن اگر معرب ہوتا تو "تسوف" حرف "س" سے ہوتا نہ کہ "تصوف" "ص" سے جیسے فلسفہ سوفسطہ موسیقی وغیرہ۔ یونانی زبان میں حرف "ص" کہاں ہے جو۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کی تھیوسوفی اور اسلام کا تصوف ایک ہی چیز ہیں بعض کہتے ہیں کہ تصوف فلسفہ الٰہیات ہے جس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ بعضے یونانیوں کے

فلسفۂ اشراق اور مسلمانوں کے تصوف کو بلکہ ہندؤں کے ویدانت اور تصوف کو ایک ہی
چیز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔ ہمکو جس چیز کا علم نہیں
ہے اوس میں خواہ مخواہ دخل دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰئِکَ
کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ صوفیوں کا مقصود تقرب الی اللہ ہے اور وہ کتاب و سنت
کی اتباع پر منحصر ہے۔ حضرت مخدوم خاتمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے سوا وصول الی اللہ کی تمام راہیں مسدود
کر دی گئی ہیں دوسری جگہ (صفحہ ۸۲ فقرہ ۱۲۳) فرماتے ہیں۔

بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و
جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جائے یا بند مطلوب در حجب غیرت
و تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں
رہ کہ پیر نمود و پیغامبر برد۔

ایک اور جگہ بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ پیر وہی حکم دیتا ہے جو
حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور اُنکے احکام کی تفسیر بھی کر دیا کرتا
ہے تاکہ طالب اچھی طرح سمجھ جائے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ ؎

کہ سعدی مپندار راہِ صفا ٭ تواں رفت جز بر پے مصطفیٰ

۳۷۔ حضرت مخدوم کی تقریباً سب تصنیفیں نہایت سلیس اور اوس وقت کی
عام فہم فارسی میں لکھی گئی ہیں عبارت آرائی کہیں نہیں کی گئی ہے اُس وقت کے
محاورات اور روزمرہ اُن کی کتابوں میں عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً نشستن

میں لکھتے ہیں :-

"گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب سنت وجماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اند وراے ایں فرقہ ناجیہ حاشا وکلا۔ خاصہ وخلاصئہ ایں ملت قوم محققین صوفیہ اند کہ در ظاہر و باطن مقتبسان انوار سنت و مکاشفان حقیقت آنہا اند و در سلوک طریقہ اتباع عملاً وحالاً واختیار عزلت ظاہراً و باطناً وتحقیق معنی صدق واخلاص ومعرفت مکاید نفس ودقایق ورع وتہذیب اخلاق وتصفیہ باطن ہیچ کس از ایشان پیش نکردہ وآنچہ ایشاں را از اعمال واخلاق واحوال ومقامات ومواجید واذواق وبرکات واشارات وسایر کمالات دست دادہ ہیچ فرقہ دیگر را ندادہ ....."

۳۶۔ حقیقت تو وہ ہے جو بیان کی گئی لیکن تصوف اور گوشہ نشینوں اور مرنج ومرنجان صوفیوں کے متعلق لوگ عجیب عجیب خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صوفیوں نے اپنے اذکار واشغال کو جوگیوں کے اعمال سے اخذ کیا ہے حالانکہ ایک کو دوسرے سے کسی قسم کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔ زمانہ حال کے مدعیانِ ریسرچ وتحقیق کی ایک جماعت کہتی ہے کہ لفظ تصوف یونانی لفظ کا معرب ہے لیکن لیکن اگر معرب ہوتا تو "تسوف" حرف "س" سے ہوتا نہ کہ "تصوف" "ص" سے جیسے فلسفہ سوفسطہ موسیقی وغیرہ۔ یونانی زبان میں حرف ص کہاں ہے جو۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کی تھیوسوفی اور اسلام کا تصوف ایک ہی چیز ہیں بعض کہتے ہیں کہ تصوف فلسفۂ الٰہیات ہے جس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ بعضے یونانیوں کے

فلسفۂ اشراق اور مسلمانوں کے تصوف کو بلکہ ہندوؤں کے ویدانت اور تصوف کو ایک ہی
چیز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات ۔ ہمکو جس چیز کا علم نہیں
ہے اوس میں خواہ مخواہ دخل دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ
کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ۔ صوفیوں کا مقصود تقرب الی اللہ ہے اور وہ کتاب و سنت
کی اتباع پر منحصر ہے ۔ حضرت مخدوم خاتمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے سوا وصول الی اللہ کی تمام راہیں مسدود
کردی گئی ہیں دوسری جگہ (صفحہ ۸۲ فقرہ ۱۲۳) فرماتے ہیں ۔

بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و
جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جائے یا بند مطلوب در حجب غیرت
و تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دران
رہ کہ پیر فرمود و پیغامبر برد ۔

ایک اور جگہ بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ پیر وہی حکم دیتا ہے جو
حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور اُنکے احکام کی تفسیر بھی کردیا کرتا
ہے تاکہ طالب اچھی طرح سمجھ جائے ۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ۔ ؎

کہ سعدی مپندار راہِ صفا ٭ تواں رفت جز بر پے مصطفیٰ

۳۷ ۔ حضرت مخدوم کی تقریباً سب تصنیفیں نہایت سلیس اور اوس وقت کی
عام فہم فارسی میں لکھی گئی ہیں عبارت آرائی کہیں نہیں کی گئی ہے اُس وقت کے
محاورات اور روزمرہ اُن کی کتابوں میں عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً شستن

اور 'شیند' کے بجاے 'شستن' اور 'شیند'

۳۸۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں کہیں کہیں کسی واقعہ کی جانب صرف اشارہ کر دیا ہے اور اس واقعہ کی صراحت نہیں فرمائی ہے۔ میں نے حضرت مخدوم کی دوسری تصانیف سے اور بعض دوسری کتابوں سے اخذ کر کے اون واقعات کو لکھا ہے اور اس کتاب کے آخر میں بطور تعلیقات کے شریک کر دیا ہے۔

۳۹۔ اس کتاب کو حضرت مخدوم نے ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا ہے بلکہ اوس کو مسلسل لکھا ہے اور جو مضمون جہاں خیال آیا وہاں لکھ دیا ہے۔ ناظرین کی سہولت کے لئے میں نے کتاب کے مضامین کو فقرہ فقرہ علیحدہ کر دیا ہے اور فقروں کے نمبر از اول تا آخر مسلسل دیدے ہیں اور مضامین کی ایک مکمل فہرست مرتب کر کے آخر میں شریک کر دی ہے امید ہے کہ مضامین کی تلاش میں ایک حد تک سہولت ہو جائیگی

۴۰۔ خاتمہ کے تین قلمی نسخے مجھے دستیاب ہوے۔ ایک نسخہ ۱۰۵۷ء کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرے اور تیسرے نسخوں پر سنہ کتابت درج نہیں ہے لیکن وہ دونوں ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کے لکھے ہوے معلوم ہوتے ہیں۔ ان تین نسخوں کے باہم مقابلہ سے تصحیح کی گئی اور تصحیح میں کہیں کہیں کتبخانہ آصفیہ کے قلمی نسخوں سے بھی مدد لی گئی۔

۴۱۔ اس کتاب مستطاب کی تصحیح نہایت محنت اور جانفشانی سے کی گئی اور اب وہ طبع ہو چکی اور شایع بھی کی جارہی ہے لیکن مجھ سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس محنت اور جانفشانی اور وقت کے صرف کرنے سے حاصل اور اس قسم کی کتابوں کی طباعت و اشاعت سے منفعت کیا ہے؟ زمانہ مادیت سے لبریز ہو چکا ہے اس وقت کتنے ایسے ہونگے جو اس قسم کی کتابوں کی جانب متوجہ ہو کر اون سے منفعت

حاصل کر سکیں گے؟ اس کتاب کی زبان بھی فارسی ہے جو ملک ہند سے تقریباً مندرس ہو چکی ہے کتنے ایسے موجود ہیں جن کو اس زبان سے دلچسپی باقی ہے؟ جب یہ حالت ہے تو فارسی زبان کی اس تصوف کی کتاب کی اشاعت سے فائدہ کیا؟ اعتراض بالکل صحیح ہے۔ خیر القرون کے بعد زمانہ جوں جوں گذرتا گیا اپنے سابق کے زمانہ کی بہ نسبت خیر و برکت دینی میں گرتا ہی گیا۔ ترجمہ اداب المریدین کے دیباچہ میں خود حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کے متعلق نہایت پر درد الفاظ میں رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

زمانہ آخر است تاریخ ہجرت ہشتصد و سیزدہ رسید اللہ اعلم سپس آں باشد ہم کسے قدمے در سلوک نہد و طلب وصول خداوند سبحانہ در بہر افتد و بہ اسباب وصول مباشرت شود۔ ایام فتنہ و محل است علامات قیامت خروج دجال طلوع آفتاب از مغرب باشد و غلق توبہ شود وظہور دابۃ الارض پیدا گردد و نزول عیسیٰ روے نماید۔ اکنوں طالب کہ سلوک کہ مرشد کہ رو تند وکہ۔ اللہ اللہ اللہ کار بجائے است ہن کہ اقل وارزل ایں طائفہ باشم مردم گویند شاید ختم ایں کار برایں شخص شود۔ ؎

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ٭ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

شیخ مصنف (یعنی حضرت ابو النجیب سہروردی مصنف کتاب آداب المریدین) از زمانہ خویش نالید و ازاں زمانہ چہار صد سال گذشتہ باشد اکنوں ہما چہ رسد بنیاد کار خراب شدہ است درہا بستہ اند جز یک شہرے باقی نماندہ است تاکدام نیکبخت باشد کہ بہمہ مشقت و محنت دراں شہر

درآید و دران خانہ نزول کند۔ ہاں وہاں گوش دار کہ من چند سخنے را ترجمہ میکنم یحتمل کسے ازین نصیبہ گیرد مستعینا باللہ دانہ رفیق شفیق و بالا جابۃ جدیر و حقیق"

حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کی شکایت کی ہے اوس کے مقابلہ میں آج ساڑھے پانسو سال کے بعد کے زمانہ کو کیا کہا جائے۔ تاہم جیسا کہ اونھوں نے فرمایا

"من سخنے را ترجمہ میکنم یحتمل کسے ازین نصیبہ گیرد"

میں نے بھی اس کتاب خاتمہ کی تصحیح طباعت اور اشاعت میں محنت کی اور مشقت اوٹھای اور وقت صرف کیا صرف اس خیال سے کہ یہ نہایت مفید کتاب تلف ہونے سے بچ جاے اور چونکہ سید فیاض کا فیض منقطع نہیں ہوا ہے شاید کبھی کسی کو اس کتاب کے مطالعہ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ہو وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ

سید عطا حسین
۱۱؍ ربیع الثانی ۱۳۵۶ ہجری

لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا
تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ
اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ج وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ
اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ

خاتمہ ترجمہ آداب المریدین

المعروف بہ

خاتمہ

تصنیف حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الواصلین شاہباز بلند پرواز
لامکاں غواص بحر عشق و عرفان قطب الاقطاب خواجہ
صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

تصحیح

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ام۔ اے۔ سی۔ ای ناظم تعمیرات وظیفہ یاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وضو و تجدید وضو
فریضہ و احتیاط
حفاظت چاہ

(۱) از رسوم مستمرہ و عادت ملتزمہ دوام وضو است۔ عوام و خواص ایشاں بے وضو نباشند مگر در حالت مرض یا عرض کہ از روئے حکمت استعمال آب زیانکار آید۔ و دیگر اہتمام دارند برائے ہر فریضہ را تجدید وضو شود۔ و اہتمام دارند بریں کہ مقام در کنارۂ آب رواں کنند یا جوئے یا حوضے و اگر بضرورت احتیاج بہ آب چاہ باشد آں چاہ را احتیاط بسیار کنند۔ کفش و نعلین کسے براں چاہ نیاید و آنکہ پا برہنہ و پیادہ گردد بے پا شستن بر سر چاہ نگذارند و بر سر چاہ جائے بلندے باشد و لو آنجا بدارند یا آویختہ بر سر چاہ باشد۔ و دہن چاہ را بستہ دارند تا پیخال زاغے و غلیوازے و غیر آں نیفتد۔

کردن

(۲) و در استعمال طہارت و وضو بہ نسبت مردم دیگر استعمال آب بیشتر باشد برائے احتیاط تطہیر را۔ و یکے ایستادہ ایشانرا وضو کناند ہر چند کہ اشتراک در عمل میشود ایشاں میخواہند دیگرے ہم ثواب رسد۔ و دیگر مردم نازک مزاج اند صوم دوام و تقلیل طعام ملازم حال ایشانست ازیں سبب کہ در مقدار دو سہ آوند آب گنجد برداشتن آں بر ایشاں دشوار باشد و آنکہ دیگرے آب

مسواک در وضو

اندازد احتیاط در تطہیر بیشتر میشود۔ و ہیچ وضوئے بے استعمال سواک نباشد۔
و شرط کار ایشانست ہرگز زبان و دل را بیکار ندارند و آں وقتے کہ ایشاں را
بیکاری گزرد بلائے در وقت ایشاں باشد۔

تحیۃ الوضو و فرایض
بہ اول وقت ادا کنند
سنت نماز عصر

(۳) و بعد ہر وضوئے ادائے شکر وضو نمایند۔ و البتہ فرایض بہ اول وقت
ادا کنند و در سنت نماز دیگر آنچناں اہتمام نمایند کہ گماں رود کہ مگر موکدہ است
و اگر بسبب دریافت جماعت سنت فوت شود بعد ازاں بخلوتے بگذارند و اگر
فرصت چہار گانہ میسر نیاید بدوگانہ اختصار کنند۔

بے وضو نخسپند
چوں از خواب بیدار شوند
وضو کنند

(۴) و ہرگز بے وضو نخسپند و اگر از خواب بیدار شوند تجدید وضو کنند و دوگانہ
بگذارند بعد ازاں بخسپند۔

(۵) و بعد صبح دمیدن تا تاریکی شب باشد نفلے کہ ازاں شب باقی ماندہ باشد
بداں وقت ادا کنند۔

در نماز فریضہ در قرأت
اختصار بہتر است
حضور نماز مقدم است

(۶) و البتہ در قرأت فریضہ چنانچہ فجر و خفتن و مغرب قرأت بہ اختصار باشد
و آنکہ طوال مفصل و اوساط مفصل و قصار مفصل گفتہ اند خود ہماں باید تا حضور دل
ایشاں را اہم ترا از جملہ کارہا ست اگر طوال قرأت شود تحمیل بشریتے مزاحم گردد و
تحمل حاجتے ہم درپیش باشد در حضور مزاحمت نماند۔ و در نماز معانی قرآن در
خاطر گزرانیدن ایشاں ایں را نشتت دل و تفرقہ حضور نامند۔ و دل را بریک خطرہ
داشتن بدانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشارت کردہ است و اعبد
ربک کانک تراہ بہترین کارہا باشد۔

مراقبہ از کثرت نوافل بہتر است

(۷) و مراقبہ را از کثرت نوافل غنیمت دارند و ہرچہ بذوق و راحت دست دہد

حضور در وضو

همان بهتر باشد و حضور وضو ایشان اینست در اغتسال هر عضوے اتصالے
وانفصالے تصور کنند۔

تجدید وضو برائے هر فریضه متصل وضو نماز فریضه گزاردن
احتیاط در وضو کردن

(۸) واگر ایشان را روزے برائے هر فریضه غسلے میسر آید زہے کار۔ وچنانچه تجدید
وضو کنند متصل آں خواهند که در فریضه شروع کنند تخلل جز اینکه وضو و سنت نباشد

(۹) والبته جامه باشد وقت وضو بر سینه دارند و آستینها پیچیده از
آرنج بلند تر کنند تا قطرات آب وضو بر جامه نیفتد۔ درین باب اختلاف علما است
امام اعظم رضی الله عنه فرماید نجس کما زال من العضو و بعد از آنکه وضو
کنند بخیزند جامه باشد که بداں تجفیف اعضا بکنند۔ و چوں خواهند در خلا و ملا
عمامه را گرد آرند طاقیه را از سر دور کنند بلکه دستار هم از سر فرو آرند و جامه دیگر
در سر پیچند و اهتمام دارند که در وقت وضو سخن با کسے نکنند الا بضرورت

در وقت وضو کردن سخن نکنند
حضوری در طهارت خانه

طهارت علیهم و در خلا هم خالی از حضور نباشند یا حضور بر ایشان چناں غلبه
کرده است که دل را ازاں باز آوردن میسر نیست و آں حضور ضروری وقت ایشاں
است. یا حضوری که لایق آں موضع است و فکرے و اندیشه که لایق آں مقام است
ازاں خالی نباشند اقل ایں قدر باشد دراں حال خود را از جمله ناسی کمتر و بدتر
وخوار تر تصور کنند و کون و فساد را دراں حال بدل دارند۔

قیلوله و غنودنی یکسے پیش از اشراق یا بعد از دمیدن صبح قبل ادائے فریضه فجر

(۱۰) والبته رعایت قیلوله کنند اگرچه مجرد استراحت باشد۔ خواجه حسن قدس الله
سره العزیز گفته است هر صوفی را که نه قیلوله نمیکند تو بدانکه همه شب میخسپد
آں بیداری که او در شب کند بے قیلوله آں بحساب خواب باشد۔ و بعضے که
همه شب بیدار اند البته نه غلطیده اند یک غنودنی یکسے پیش از اشراق کنند

تا در ادائی وظائف ثقلے نباشد و موجب ملالتے نبود۔ و بعضے بعد دمیدن صبح یک غنودگی کنند آنرا کہ اعتماد باشد کہ مستحب فریضۂ او فوت نشود۔ و دراں مصلحت باشد ہر کہ ہمہ شب بیدار بود و صبح در بیداری دمد نازکی و زردی در رخسارہ و در پیشانی او باشد مردماں آنرا الضیاء و نور نسبت کنند و چشمہا البتہ غلطان بود بدیں صورت جالے و در روے باشد ایشاں ازیں احتراز کنند۔

شب را سہ حصہ کنند

(۱۱) و شب را سہ حصہ کنند۔ یک حصہ در اوراد و وظائفے کہ در شب آمدہ است یک حصہ بخواب گزرانند باقی دگر در ذکر و مراقبہ رود۔ میان آں ہر دو ہر چہ او را ذوق بیشتر باشد دراں اہتمام بیشتر کنند۔

وقایع خود پیش کسے [illegible] مگر پیش پیر [illegible] تعبیر یا شد

(۱۲) و آنچہ شب و روز ہر چہ از وقائع پیش آید پیش کسے نگویند مگر پیش پیر یا آنکہ او بجائے پیر است۔ و البتہ چو یاں تعبیر یا شند حوالہ برو کنند کہ پیش او میگزارند اگر او تعبیر کند مصلحت دراں باب است و اگر نکند مصلحت دراں است و گفتار آں زیانکار وقت او باشد نفس را شربے بود و وقایع کم شود و بعضے را خود بکلی رود و آں دیدن و شنیدن را در واقعہ بدیں مثال تصور کنند۔ چنانکہ شخصے در مقامے میرود و در رہ درختے ہست کوہے ہست سنگریزہا ہست کرے جوئے ہست۔ آں دیدنہا چنانچہ نورے و نارے یا ندائے ہاتفے ہست یا مہے یا آفتابے و ستارہ یا رویت صور مشائخ و غیر آں ہمہ ریں حساب شمرند

اول وقت از اوراد خالی نباشد

(۱۳) اول وقت از خواندنی و گذاردنی خالی نباشد۔ در وردے و ادعیہ و سورتے کہ از وظائف اوست چنانچہ بعد فراغت اشست۔ چوں ازاں فارغ شود وقت تلاوت بگذراند و اگر مطالعہ سلوکے باشد یا از حکایات

نماز چاشت

مشائخ بود ہمہ شاید آنکہ چاشت فراخ شود کہ ہوا نسبت بگرمی برد۔ بعضے چاشت را سہ قسم میکنند۔ چہارگانی اول متصل اشراق بگزارند۔ چہارگانی دوم وقتے کہ چاشت فراخ شود و چہارگانی سیوم نزدیک بزوال بود ہمچناں نماید کہ وقت مکروہ گزاردہ است۔

وقت قیلولہ کردن

(۱۴) وقیلولہ باید تا زوال شود اگر یک دو طاسے بلکہ سہ چہارے زیادہ گذرد ہم شاید زیراچہ براں معاونت بر شب بیدار یست۔ بعد از تجدید وضو و اوراد دوگانہ فی زوال گزارند۔ بعد ازاں یا تلاوت کنند یا بمراقبہ شوند۔ اگر مزاحمت آئندہ است تلاوت کنند و اگر نہ حالت مراقبہ بہترین حالاتست۔

نماز فی زوال

اہتمام دارند کہ ہر نمازی را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر

(۱۵) واہتمام دارند کہ نمازے را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر را زیراچہ بعد ازیں دو نماز وردے مخصوص دارند پیش از طلوع و پیش از غروب بجا آوردہ شود

اوقات مرجوہ را غنیمت شمرند

تفصیل اوقات مرجوہ

(۱۶) وہر وقتے مرجوے را غنیمت شمرند۔ گویند وقتے است کہ دراں وقت البتہ ردِ خواست نباشد ہر چہ از خدائے تعالی بخواہند بیابند۔ واں وقت بعضے گویند قبل طلوع صبح است۔ و بعضے گویند عند الطلوع بوقتہ۔ و بعضے گویند میان سنت و فریضۂ فجر۔ و بعضے گویند بعد ادائی فریضۂ فجر تا طلوع آفتاب۔ و بعضے گویند آں وقت چاشت است۔ و بعضے گویند وقت فی زوال است۔ و بعضے گویند بعد از ادائی نماز پیشین است کہ آں را بین الصلوٰتین گویند۔ و بعضے گویند بعد ادائی عصر حتی الغروب۔ و بعضے گویند بعد از مغرب تا وقت عشا۔ و بعضے گویند

نیم شب۔ و بعضے گویند آخر شب۔ و قبیل صبح گفتہ اند۔ ہم بنا بریں ہیچ وقتے صوفیان ضایع نگذاشتہ اند البتہ بسجدے و شغلے و بصلوتے و ذکرے و مراقبۂ مشغول ماندہ اند۔ و آں شب قدر کہ مردم سرگراں آں وقت اند آں وقت ہر روزے و ہر شبے است کدام نیکبخت باشد کہ ادراک آں وقت کند۔

اوقات مکروہہ و رعایت آں وقت داشتن

(۱۷) و بسیارے از صوفیان اوقات مکروہ را رعایت کردہ اند و ہم بداں وقت بشغلے عظیم مشغول ماندہ اند چنانچہ صلوٰۃ و مراقبہ۔ ایشاں چنیں گویند کہ فقیہ میگوید کہ آں وقت غضب اللہ است ایں دوستان خدا چنیں گویند وقت غضب ایں تقاضا کند کہ بعبادتے و بکار طاعتے مشغول شوند۔ چہ میگوی اگر خداوندے بر مسکینے غضب کند یا خداوند را در حالت غضب بیند نہ آنکہ بعجز و زاری و با طاعت پیش آید تا تسکین فوراں غضب او شود۔ ایں ہم گویند کہ عاشق و محب محل و غیر محل نہ بیند ہموارہ در جست و جو باشد۔ و چنیں ہم فرمایند که محبوب را در حالت لطف جمالے دیگر است و در حالت غضب حسنے دگر۔ چوں نباشد کہ تو مبتلائے ترکے عیارہ خوں خوارہ باشی و او در غضب خود بر سمندے سوار بودہ دستار را کنگرہ کردہ و جعد بر آں پیچا پیچ نہادہ سنانے بدست گرفتہ سوئے تو تازد آں رمح را منح و عطائے خویش بر سینۂ ات گزارد آنکہ تو سینہ را سپر سازی یا نہ و آں ہیأت ترا مستانہ کند یا نہ ایں نظارہ میسر نیاید تا او در غضب نباشد و قصد جاں تو نکند و ایں ہم گویند کہ فقیہان میگویند کہ ایں وقتے است کہ مشرکان شیطان را پرستند آنکہ تو چہ میگوئی علی رغم انف اعداء الدین و برعکس خوبیات ایں شیاطین یا رب العالمین را

پرستیم مخالفت دشمنِ دوست و برعکس کردن کار او نشان محبت است ۔

تاخیر در نماز عشا تا نصف شب

(۱۸) و بعضے صوفیان گاہ گاہے نماز خفتن را تاخیر کنند تا نیم شب کہ آں وقت مستحب است و چندیں بریں موافق شوند تا نیم شب برخیزند تجدید وضو کنند و بہ نشاط تمام فریضہ بگذارند از آنچہ از نماز شام بلکہ از نماز دیگر بلکہ از بین الصلوتین باز در گزاردن و خواندن گذشتہ است تا آنکہ وقت نماز خفتن بکمال شد ثقلے در طبیعت شد گرانی در مزاج افتاد سبب آں چند ساعتے بغلطند استراحتے شود و اندک خوابے آید بعد ازاں برخیزند تجدید وضو کنند بہ نشاط تمام فریضہ و نوافلے کہ در آخر شب است و ذکرے و مراقبہ کہ معہود دارند بہ وقت تمام ادا شود۔

خواب و بیداری و مشغولیہا

(۱۹) بیداری سہ پاس باشد و خفتن یک پاس و بعضے چنیں ہم کنند از اول وقت نماز دیگر تا ادائے نماز خفتن با جمیع نوافل آں سخن نگویند و افطار نکنند بجز قطرہ آبے و بعد از نماز خفتن افطار صوم باشد و بعضے تا سحر ادائے نوافل و وظائف و ادعیہ چنداں مشغول نباشند کہ در ذکر و مراقبہ خلل شود و آنکہ ہمہ شب قرآن خوانند تا ختم شود نیکو کاریست ایں را بحصۂ وقسمۂ باید کرد و مراقبہ اعز المشاغل است۔

مراقبہ اعز المشاغل است صوفیاں را بہ استتار کارہا و حالہای خود التفاتے نباشد

(۲۰) و صوفیان را نباشد بدیں التفاتے کہ بہ استتارے کوشند یعنی اگر جمعے است نفلے نگزاریم کہ بدان شہرت است یا مردمان چہ گویند کہ نمود از خلق میکنند نظر مرد متعبد از ایں ہر دو منقطع است صوفیان چنیں گویند ہر کہ عبادتے برائے شہرت کند او کافر است و ہر کہ ترک آرد از سبب خلق

ذکر و مراقبه و سیر حال

او همراهی و منافق بود۔

(۲۱) واگر ذکر و مراقبه غلبه کند وظیفه وقتی را بدان ترک نیارند والبته عمل ایشان برین باشد۔ مراقبه را و جمیع احوال العمل دارند اگر در ذکر است مراقبه به آن منظم کنند و در نماز کذالک۔ سخن در آنست اگر میخورند و اگر ره میروند و اگر در حکایت اند یا در صرف امور بشری دیگر اند هم مراقبه نباشند۔ و ذکر خفی بعضے همین مراقبه را گویند اگرچه باصطلاح ذاکران ذکر خفی آنرا گویند که ذکر بحس دل میگویند چنانچه زبان قابل نیست ارکان ذکر را نگاه دارند یا ندارند۔

تسمیه طعام خوردن

(۲۲) طعامیکه ایشان خورند آبیکه ایشان آشامند در هر لقمه اقل این آیت تسمیه گویند۔ بعضے هر لقمه فاتحه تمام خوانند و این را عجیب و غریب بدان تا مردم لقمه را بستانند و گرد آرد و بخایند و فرو برد و فاتحه خوانده شود۔ و آنکه گویند در هر لقمه تمام قران خوانند آن داخل خوارق است از عمل عاملان بیرون است۔ ا

نماز تهجد
صوفی

(۲۳) و تهجد را گفته اند یقظة بعد نومة او نومة بین یقظتین او یقظة بین النومین یعنی خسپد بیدار شود بعد ازان نماز گذارد تا سحر بیدار ماند این یقظة بعد نومة او نومة بین یقظتین است۔ او یقظة بین النومین یعنی بیدار بود خفت بیدار شد نماز گذارد باز خفت۔ و آنکه همه شب بیدار بود یا نصف شب اختیار کند یا پاس آخرین۔ و نباید که صوفی غافل خسپد خواب او همانچه گفته اند اکلهم کالمرضی و نومهم کنوم الغرقی من وبام سلطان محمد تغلق بعضے مردم را پے سگاف کرده بود سر زیر پا بالا کرده آویخته اند دوران چنان حالت ایشان را خواب آمده است۔ صوفی در وصف طالب

خواب صوفی ... سلطان محمد تغلق

در خواب نقش صوفی کہ او را بادشاہے دست و پا بریدہ انداختہ بود

بے خویش و خویشاوند خواب او بدیں مانند باشد ظالمے صوفیٔ را بوہم زندقہ دست و پا بریدہ انداختہ است دراں حالت او را خواب آمدہ است و احتلام افتادہ است آب طلبید گفت بر اندام من بریزید کہ مرا احتلام افتادہ است آں ظالم از ظلم پشیماں شد گفت اگر زندیق بودے ایں اہتمام در غسل نبودے۔ و البتہ

باید کہ صوفی را در خواب از وجود خود خبر بود

صوفی کہ در خواب باشد باید کہ او را از وجود خبر بود مگر بسبب عرضے یا مرضے او را ذہول پیش آمدہ باشد چنانچہ گفتہ اند تنام عینای ولا ینام قلبی و ایں خبر مرفوع گویند۔ و آنکہ صوفی در خواب بیند و آنچہ بحس باصرہ بیند در حس باصرہ

بعضے صوفیان عامداً بخسپند تا ہر چہ خواہند براں از خواب مطلع شوند

احتمال غلط باشد اما در خواب صوفی احتمال غلط نیست۔ بعضے عامداً و قاصداً بخسپند خود را بخواب دہند برائے آں مصلحت تا ہر چہ خواہند بر آں مطلع شوند تمام تر اطلاع شود۔ و بدیں سبب علما گفتہ اند کہ خدائے تعالےٰ را در دنیا بخواب بیند شاید خواب را بر بیداری ترجیح دہند چنانچہ جنید قدس اللہ روحہ گفتہ است خواب فعل اللہ است و فعل اللہ بغیر اختیاری است علیٰ ہذا راجح باشد خواب بر بیداری۔ بامدادے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خفتہ ماند و فاطمہ رضی اللہ عنہا ہم باوے خفتہ است جامہ از سینہ ہر دو جدا شدہ بود رسول علیہ السلام برائے ایقاظ ایشاں دروں آمد چشم بستہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ گفت علی رضی اللہ عنہ بیدار شد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود ایں چہ خواب بود کہ نماز بیگاہ می شود علی رضی اللہ عنہ فرمود ما را احیا نیابد خفتیم رسول صلی اللہ علیہ و الہ وسلم فرمود بناخوشی وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا سخن حیدر کرار کرم اللہ وجہہ جوابے نبود لابدی بدین کلام متعلق شد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

گمان نبری لوندے غافل وکاہل ہمه شب خسپید ودریں کلام ایشاں را مدخلے باشد
لاحول ولا قوة الا بالله سخن در بیداراں حضرت میرود که از حکم طبع بشری
بیروں آمده اند۔

ملاقات حضرت با رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واقع شده یا نه

(۲۴) اختلاف رود بعضے گویند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم را
با خضر صلوات علیه ملاقات بود بریں حکم چنیں می آید که او نبی است و بعضے گویند
نبود بریں وہم میرود که ولی است از امت رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ وآنکه
ابراہیم تیمی رحمة الله مسبعات عشر را از خضر صلوات الله علیه روایت کند
وخضر صلوات علیه از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم چنیں گویند ایں ملاقات
روحانی بود واز رسول الله علیه السلام مرویست لو کان الخضر حیا لزارنی
بریں معنی اختلاف خیزد۔ سکندر برائے حفظ سد یاجوج و ماجوج خضر صلوات
علیه را داشته بود خضر علیه السلام چند سال حافظ آں مقام بود درانچه بعثت
نبی شد من الله بروالقائے خواب شد صد سال بخفت چوں بیدار شد تفحص کرد
در نبی آخر زماں مبعوث شد یا نه ہنوز۔ باوے گفتند مبعوث شد و تبلیغ رسالت
کرد واثبات شریعت کرده وباز گشت۔ بریں مقال احتمال حدیث اثبات شود
لو کان الخضر حیا لزارنی پس آنکه شریعت بدور سید او انقیاد کرد۔

خواب بمعنی من الله القا شود وآں با خص خواص آں الولی

(۲۵) مقصود آنکه اشتم که خواب من الله القا شود آں اخص خواص را بود
وقصهٔ اصحاب کهف از آں مشہور تر است که مالبثتم سه صد وا اند سال خفتند
وایشاں را گماں بود که یک ساعتے بود۔ صوفی را خسپانند واز امور اخروی
تماشش نمایند که آں بهزار سال در بیداری احاطت نتواں کرد۔ مرد بیدار درکا

است وخفتهٔ بیکار ور کار و اذکار یابد وخفته از داد و ورد و اذکار فارغ باشد گفته اند
زمانه باشد که قایم از ماشی بهتر قاعد از قایم بهتر مضطجع از قاعد بهتر یعنی نایم فعلی هذا
نظاره شود خواب فضلے دارد اگر للتذ فی الله من الله بوده باشد۔ و آنرا که خواب
شیطانی گویند نباشد بگر اہل وسوسه وگرفتار هوا را۔ احتلام اگر عارفان است
بغایت شرف و فضل دارد و اگر عوام را است عقوبتے صرفے خصوصًا طلاب را۔

مرید براے بیداری بسیار اجتهاد کند

(۲۶) مرید براے بیداری بسیار اجتهاد کند طعام و آب کم کند خصوصا
شب را۔ دل بیدار شود تا تصفیه او کند و تصفیه او بجز بیداری چیز نیست چنانچه
بارها گفتم اگر زنده شد و جمالش بر تو تجلی کرد تو آنی که وصف تو در تحریر نگنجد
جنید رحمة الله که در شان سهل رحمة الله گفته است آسان سخنے نیست۔

طریقهاے تقلیل طعام و آب

(۲۷) تقلیل طعام بریں تدبیر دست دهد اگر ترا فرض کنیم هر روز غذا یک سیر است
یک سیر نخود را سنگ سازد و در پله بنهد و غلّه دیگر در پله دیگر وزن کن نخود یک دانه از
که سنگ ساخته بیرون کش همیں صورت هر روزی از آں نخود غله که آنرا موزون
ساخته یک دانه بیرون آرد همچنی دانه شود در سال سه صد و شصت دانه شود عشیر
غذا چند درم سنگے باز آید تقلیلے درستے دست دهد و با قوت و بے مشقت
بود هیچ قوتے از بنیه کم نشود۔ تقلیل آب کوزه مالامال بدست گیر جرعه جرعه کن بیرون
انداز آخر از کوزه یکجرعه فرو بر بحساب گوئی تمام کوزه آب خوردی و نفس بوهم خویش
دانست که تمام کوزه در تصرف من آمد کام و سینه و دل قوت آب گیرند خنک شوند
و آں جرعه که تو خوردی براے هضم طعام بسنده باشد۔ پس آں هر دو که گفتم
سالها بے طعام و آب توانی ماند و اگر خود ایں نکنی غرض بے طعام و آب جا حاصل باشد

وآنکہ گویند برائے تقلیل طعام چوبے ترے راموزوں بہم سازند ہست تدبیر ولیکن
عنقریب آں خشک شود آں یک سیر را بود میان چند روز نیم سیر باز آید بیت
سست شود ضعیف و لاغر نماید۔ وآنکہ گویند دو نانے خورد پر کالہ ازاں کم کند
بتدریج بہ اندک مدتے بہ نیم نان و بدانگے باز آید ہست تدبیر اما بنیہ ضعیف شود
و مرد لاغر شود۔ آب ہم بر مثال طعام نہادہ اند۔ جوگی کاسہ از پوست کدو دارد
آں مقدار کہ غذائے اوست بداں کشش پر می شود مالامال کند بخورد یکضربہ بر
سنگ ساید چیزے ازاں کم شود ہمبریں منوال ہر روزے آں کار کند میان
چند روزے یک کفے باز آید آنہم نیکو تدبیر نیست۔

طریقِ بے سیر ماندنی

(۲۸) وآنکہ خواہد طے کند نخست صوم دوام پیشہ سازد چند روزے غذا
بعد ادائے خفتن کند ہمبریں طریق تا قبیل صبح افطار آرد۔ شبے آنہم گذارد
بدیں تدبیر طی درست دہد دو روز یک شب طی گیرند دو شب سہ روز طی
باشد و ہر کہ یک روز بے طعام تواند ماند سہ روز تواند ماند و ہر کہ سہ روز تواند ماند
دہ روز تواند ماند و ہر کہ دہ روز تواند ماند یک ماہ تواند ماند و ہر کہ یک ماہ تواند ماند
شش ماہ تواند ماند و ہر کہ شش ماہ تواند ماند یکسال تواند ماند و ہر کہ یکسال تواند
ماند ہمہ عمر تواند ماند۔ و آب ہم ہمیں حکم دارد۔ ایں تدبیرہا است کہ گفتیم اگر طالب
را غلبہ عشق و شوق باشد روزہا و ماہہا گذرد خبر نشد از طعام و آب روو
و در ہیبت و نسبت او چنیں واند تا چہ خورد و ابیت عند ربی یطعمنی
و یسقینی یک تاویل ہمیں گفتہ اند۔ و ایں ہمہ کہ گفتیم تقلیل و ترک بشرط
قوام بنیہ و قوت معنی۔ اگر ایں دست دہد۔ و اگر ایں دست ندہد او ایں کار نیست

ا ورا ترک آں باید کرد۔

یا دل از خانماں خود برکن | یا تمنائے عشق کمتر کن
تو نہ مرد عشقبازی ما | برو اے خواجہ کار دیگر کن

وکسے چنیں ہم باشد طعام خورد ہر طعامیکہ ہست اگرچہ متعطش وگرم بودہ باشد و مع ہذا آب نخورد ایں را ہم تدبیرے ہست یکدو روزے او بر خود سخت گیرد بے آب ماند سپس آں ایں ہم دست دہد۔ والبتہ تقلیل طعام و شراب موجب تقلیل منام باشد و اینکہ تقلیل چہار چیز گفتہ اند ہر یکے موجب تقلیل دیگر لیست وگویند دو کس نخسپند یکے آنکہ مبتلا بہ درد فراق و اندوہ ہجراں بودہ باشد خواب گرد آں سوختہ دردمند نگردد۔ دوم آنکہ بمقصود وصل رسیدہ باشد بصرف ہوا واخذ لذت چناں مشغول است کہ او پیرامن خواب نگردد۔ وہم چنیں ہم گویند اہل یقین را بیشتر خواب باشد کار آسودہ است رہ بسر رسیدہ است مرد بآرام وقرار رسیدہ است اضطرابے وانزعاجے نماندہ است طلب و درد و سوز رخت بربستہ اند مرد در زاویہ فراغت اضطجاعے کردہ است ہر آئینہ بفراغت خسپد از آنچہ موجب بیدارش نماندہ است ایں چنوئے ہم خود را در ابتدائے حال سالہا بہ بیداری گذرانیدہ بیقظہ معتاد نفس او شدہ باہمہ آرام وقرار خواب را با وے چہ کار کہ معتاد روزگار او نیست۔

تقلیل طعام و آب موجب تقلیل منام باشد

اقسام خواب

(۲۹) گفتہ اند النوم فی اللہ باللہ للہ من اللہ ایں ہمہ اقسام محمود است نوم عن اللہ نسبت بمذمت بردارے اما غافل ہم از و بد و شد من اعوا اسحالات باشد۔

انواع صوم و صائمان

(۳۰) صائمان بر انواع اند۔ یکے صوم دوام باشد این بهترین صیام است
و گویند صوم داؤد علیه السلام بهترین صیام است یک روزے افطار کند یک
روزے صائم باشد زیرا چه اول معتادی شود و در دوم خلاف عادت می باشد
اما اگر برین هم عادت شد این نیز همچو صیام دوام باشد و شاید نفس بدین راضی
شود بارے اگر یک روز صائم یکروز بخورم۔ و بعضے در هفته سه روز روزه دارند
دو شنبه پنجشنبه جمعه و بعضے پنجشنبه و جمعه پس و بعضے اول مه و آخر مه و بعضے
سه ماه و عشرین یا و شش شوال و ایام بیض اما ایام بیض ملازم حال این طائفه باشد
مگر بضرورت پیری و ضعف بنیه و خوف زحمت۔ و البته صوفی را بے صوم نشاید
بود که یکے از ارکان تصوف است۔ و آنکه گویند کسے باشد که همه روز صائم
مانده است امساک کند از طعام و آب و قبل غروب شمس افطار کند موجب آنکه
نفس خود را صائم نداند غرورے در وے نیاید این نیز بر شرط متانت و استواری
نیت اگر آن عجب نباشد این عجب است که من کسے ام البته ارکان صوم را
نگه دارم و نفس شکسته دارم۔ و بعضے اکتفا به تقلیل کرده اند غرض تصفیه حاصل
باشد اما نام صوم نبود نیکو است اما این نیز شائبه شرے دارد۔ دیگر صوم از ارکان
دین است رعایت او بشرط کردن امرے کلی باشد۔

اعتکاف

(۳۱) اعتکاف را نیز صوفیان رعایت کنند بعضے یک اربعین و بعضے
دو اربعین و بعضے سه اربعین و بعضے کبرویان این چنین کنند ده شعبان و
سی رمضان این را اربعین محمدی صلی الله علیه و آله وسلم خوانند۔ و سی رجب
و ده شعبان این را اربعین عیسے علیه السلام نامند۔ همه سال این سه اربعین را

رعایت کنند و خلوت گزینند و ملازم ذکر و مراقبہ باشند و نوافل دیگر کمتر بود جز سنت
موکدہ را رعایت نکنند و دوگانہ شکر وضو باقی وقت بذکر و مراقبہ گذرانند و بعضے ہم
باخر دہہ ماہ رمضان اکتفا کنند و بعضے چنیں گویند ایں سنت موکدہ است و در ہدایہ
فقہا ایں سخن نبشتہ اند۔ اما نمیدانم کہ از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہیچ
روایتے نہ دیدہ ام کہ ایشاں ایں سنت را رعایت کردہ اند در ایام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نہ بعد فوت او مگر ہم بنا بریں است بعضے مشائخ نمی
نشینند۔ و چنیں ہم گویند کہ دریں شہرہ است ما ہمہ وقت معتکفیم تعین کردن
بوقتے زیادتی باشد۔ و چنیں ہم گویند مقامیکہ درو نماز بجماعت اذن عام باشد
چنانکہ خانقاہ و جماعت خانہ صوفیاں آں بمنزلہ مسجد بود ما ہمانجا ملازم ایم
دلبشرط اعتکاف می باشیم۔ گویند اعتکاف بر سہ نوع است اعتکاف معین چنانچہ
عامہ را دیدی و میدانی و دیگر اعتکاف دوام از انچہ حکایت کردیم و سیوم اعتکاف
دلہا باشد یعنی درون دل اہل دل معتکف ایشانست یا ہمیں دلکے کہ داریم
ہم بدیں بدل خویش معتکفیم۔ از رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول است کہ
جز ماہ رمضان ہیچ ماہے تمام روزہ نداشتہ است و ہیچ ماہے تمام افطار
نکردہ است و ہیچ روزے برائے صوم مختص نداشتہ است اما صوفیان تخصیص
کنند ایشانرا مقصود رعایت اوراد و وظائف بود۔

اشتغال بہ نکاح بہتر یا تخلی بنوافل

(۳۳۲) ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ گوید اشتغال بہ نکاح بہتر از تخلی بنوافل است
و شافعی رضی اللہ عنہ برعکس آں فرماید۔ اما او از منتہیان نشان داد و شافعی
رضی اللہ عنہ سخن از اہل ابتدا گفت۔ منتہی بہر محسوسے و ملذوذے کہ مشغول شود

بحستہ ونسبتہ تجلی او بیند اورا انتناع ازاں نیک نباید بجہاں راضی شدن
مشکل کارے است۔ واز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کنند خیر
ھذہ الامۃ اکثرھم نساءً او از مرتضی کرم اللہ وجہہ ہمیں نشان یافتہ شود
کان ازھد الناس ولہ اربع منکوحات وثمان عشر سریۃ وہم
ازینجا گویند کہ او ازہد الناس بود فعلی ہذا کثرت نسا از دنیا نباشد بلکہ ہم ازینجا است
کہ گویند عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ باز بیس آنکہ عمرش بہشتاد رسید چہار عورت
در نکاح اورد

کمال التجربہ وتہمت
شرح امرا زنان آبی

(۳۴۳) انا محمد حسینی ابقاء اللہ فیضہ الی یوم التناد بحق شفیع العباد از تجربہ
خود چنیں گوید ہر کہ بیک زن رسید بتمام دنیا محتاج شد اگر تجربہ کردہ دانستہ
ودیگر کار میان دو نفر است بہر سببے کہ دریں کار شروع شدہ است دوم را
ہم چیزے ہوائے ولذتے باید یا نہ قوت تو صورت اسقاط گرفتہ است وجمال تو
زوال ثبوت کردہ است۔ آنکہ اندیشہ کن آں بیوہ راچہ حالست جز آنکہ بر تو
وبر حال خود شستہ ھکّے بر وجہ خود میکند ومیگرید۔ اے دوست ولے عزیز بحال
سر خود ازیں خطرہ باز آئے واگرچہ اذنے من اللہ می شود ایجاب فرضیت نمیکند
اما اباحتے وجوازے می نماید واگر اینجا فرضے کند اگر مرشے عارفی وتجلیات را
شناختہ بسیار چیزہا است کہ او میفرماید وتو نمیکنی۔ حکایت کردن مرا اینجا
زیادتی باشد زیراچہ مرد ما نراز یا بکار آید۔ مصرع

ایں نیز بنہہ براں دگرہا

خداوند سبحانہ وتعالی الیحیی صلواۃ اللہ علیہ را مدح کردہ وکان حصورًا

گویند قلیل الباه بوده است تو مرد صوفی بتقلیل ملازم حال تو شده است تو هم در
حکم قلیل الباه درین اندک قوت قوت خود را زیر پاے نهی وگرنه از تو هیچ
کارے نیاید۔ از ابن عباس رضی الله عنهما روایت کنند که او گفته است اگرچه
دانم از عمر من جز پانزده روزے بیش نمانده است با این همه نکاح کنم بیم
ولا احب ان القی الله عزبا نیکو سخنے است ترا اهتمام بر خود شد و
البته خواستی که با سنت میری که رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم زن گذاشته
مرده است اما نظر بر حال آن بیچاره نیفتاد که او بیوه خواهد شد واو احداد خواهد کشید
واو میان مردمان معیوب خواهد شد۔ حاصل با تو میگویم اے یار عزیز دوست من
تا توانی ازین کار محترز باشی خود را بزیان مده خود را از کار دین پس مینداز خود را ازجمعی
ورنجور مساز خود را اسیر کسے مکن خود را در گرداب پلیدی مینداز نفس را از حرص و
هوس باز آر۔ آنکه من با تو میگویم من عنین صفت وا مانده ازین کار نیم با همه
قوتے وشوکتے که دارم ترا تنبیهه میکنم وهیچ صوفی وسالکے رونده درین کار نباید
در او بسته نشد شوق کم شود از درد طلب باز ماند ذوق فوت گردد واگر عارفی واله
تجلیات گم گردد از شهود غایب بشاهد حاضرے راضی شده و سنت او برین
رفته است۔

اختلاف در مسئله از حضرت شیخ محی الدین رح ابن عربی

(۳۴) محی الدین رح ابن عربی چند سخن درین محل گوید او بعالم غیب گذاشته است
بعالم شاهدے راضی شده است او خبر بدین وجودات بوجودے دیگر قایل نیست
واین همه صور واشکال را صور واشکال او گوید او از ورائے شعورے نداد
والحق وراء الوراء۔ فافهموا واغتنموا ان انت من هؤلاء اگر او

درایام من بودے اور ازیں شواہد باز آوردے اور ازیں شواہد بعلو بردے و
از وراء الوراء نظارہ آتش شدے ایمان بتجدید اوردے مسلمان از سر شدے اگر
ایں سخن من خلاف حق و التحقیق است چنگ دوستاں خدا و عارفان خدا و
دامن من۔ او گوید الہ مطلق و الہ مقید سبحان اللہ اگر فیض او رنگ آمیزی و کیمیا
گری کرد ایں صبغۃ اللہ را تو آلہ مقید نامی جعلناہ الہاً ایں چہ سخن است آرے
او الہ بالقوہ بود فی الاحوال الآنزال چوں از قوہ بفعل آمد تو چہ گوئی کہ
جعلناہ الہاً دریں باب طول و بسطے کردمے شرحے و بیانے نمودمے اما
الوقت عزیز و العمر قصیر کجا افتادہ ایم لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہمہ بعد از رسیدن بہ مرتبہ کمال صوفی را [illegible] پابندی اوراد و اہتمام

(۳۵) صوفی بہمہ اوصاف کمال رسیدہ ہیچ وردے و اورادے از و
فایت نگردد و مہما امکن۔ جنید رضی اللہ عنہ وقت نقل تقلیب سبحہ میکرد از آنش
پرسیدند گفت اذا انطوی صحیفتی میخواہم ختم کار من و عنوان صحیفہ من بدیں تمام
باشد۔ مشائخ ما را با ہمہ کمالے کہ ایشاں دارند شیئے ما از اوراد و وظائف
ضائع نکنند و اگر اہم و اعلیٰ نظر کنی مرد عارف در ہمہ اشیا اوراد بیند اکنوں بہ چہ
مصلحت از معہود و معتاد گردد و از کار کبار رو گرداند و آنچہ انبیا و اولیا بہ آں
رفتہ اند صورت امتیاز نماید۔

آداب طعام خوردن
فضیلت دائم باوضو بودن

(۳۶) طعامیکہ ایشاں خورند بہر لقمہ تسمیہ گویند بلکہ بہر لقمہ فاتحہ خوانند
بعضے بجاے وضو غسل کنند ہر بار کہ وضو شکند غسل تجدید شود و بعضے برائے
ہر فریضہ را غسل کنند چنانچہ شیخ ما شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
و قدس اللہ روحہ بسیاران باشند بوضوء شام بامداد گذارند یعنی البتہ شب

ایشاں را خواب نبودے و نوم یکے از نواقض وضو است اگر خفتندے وضو واجب
شدے۔ و در وضو لطبیعت شفائے نقائے در دل است و دفع ملالے ہست
و دفع ورنے و غبارے کہ بر رو و دست و پا می شود و مر دوایم الوضو را معانے
در رو باشد۔

آداب سماع شنیدن

(۳۷) سماعیکہ ایشاں شنوند ساختگی آں چنیں قبل کنند بعد تطیب و غسل و سپیدی
جامہ تجدید وضو کنند و تقلیل طعام بلکہ بعضے ایں کار من قبل طی ہم کنند و اگر می
خواستند طے کردن سماع می شنیدہ اند و چند روز از طعام گرد می آوردند۔
در مجلس سماع با عزت و وقار بنشینند و دل را بحضور و مراقبہ آرند و مقصود را در پیش نظر
دارند و جمع ہم ہمیدیں کنند البتہ نمیتاً و تیسراً نظر نباشد یا نظر بر قوال بود یا
بین یدیہ و نظر بریں نکنند کہ گوئندہ رعایت گلوے موسیقار میکند یا نہ۔ نظر
بر موزونی و ناموزونی بیت نکنند و در خامی و پختگی ترکیب نہ بینند و نظر بر گوئندہ
نکنند و البتہ باید کہ امرد و ملیح مطربان نباشند اگر اتفاق حضور او باشد باید کہ
لحظہ بسوے او نشود و بہر زہ آہ بلند نزنند و بہر بہانہ واہ واہ نکنند ہمت بریں
بر بستہ باشند کہ خود نخیزند تا رقص کردن و جستن اد بطفیل باشد۔ و البتہ قصد کردہ
میان حلقہ نرقصد۔ و نخواہند توجہ قوال سوے ایشاں باشد۔ البتہ ازیں
محترز باشند کہ نظر حضار بر او افتد۔ و البتہ قصد کردہ جامہ سوے گوئندہ
پرتاب نکنند مگر کہ وقت آں اقتضا کند۔ و داوہ باز نستانند و اگر جامہ خود
افتد بہتر آں باشد کہ باز نگیرند مگر قوال را العطیہ خوشنود سازند چوں نہ باشد
حالت سماع حکایت کرد کہ تو از کونین خاستہ از پرکالہ جامہ می توانی خاست

واگر فقیرے را خرقہ جامۂ لابدی باشد او را چہ ضرورت است کہ در سماع درآید
خرقہ اندازد یا چناں جنبد کہ خرقہ افتد گوشہ نشیند یا در زاویہ استادہ ماند تبرک
بحال اہل سماع کند۔ مرید نشاید بحضور پیر جنبشے نماید یا نعرہ زند او را باید متوجہ
ہمہ پیر بود۔ سخن در آنست کہ تکلف کند کہ بگریہ متعلق نشود بہمہ خویش متوجہ پیر باشد
اگر یارے بزرگ کہ در مقام ارشاد و دعوت باشد با او ہم ہمیں معاملہ کند۔ والبتہ
باید کہ در سماع یاران ہم خرقہ باشند مریدان یک پیر بوند تا صورت اختلافے
درمیان نباشد و اگر نہ مریداں یک خیلخانہ باشند۔ پیرے را چند مرید ہستند
و ایشاں دعوتے را از جہت پیر میکنند و اگر ایشاں ہم یکجا جمع باشند می شاید
و اقل ایں قدر بود کہ مخالفے و منکرے نباشد متعلمے بے سوز متقشفے بے ساز
استادی بے درد دانشمندے بے صفا خود نمائے گمراہ ناہموارے بے راہ در مجلس
سماع حاضر نیایند و اگر اتفاق افتد بطریق بہتر او را ازاں مقام معذرت کنند و اگرچہ
او صورت اختلاف می نماید اما بجز حضور قدم او شور مستیے باشد۔

حقیقت اختلاف فقہا در مسئلہ سماع

(۳۸) ایں قدر بباید دانست سماعیکہ فقیہ حرام یا مکروہ یا مباح یا حلال
میگوید تصویر مسئلہ ایں است۔ اگر مردے ہزل برائے تطییب نفس یا برائے
خوشی وقت خویش را سرودے میگوید و رقص میکند ایں سماع ایں سرود ایں
رقص ایں ہزل بازی حرام است یا مکروہ است یا مباح است یا حلال است
فقیہے میگوید حرام دیگرے میگوید مباح دیگرے میگوید مکروہ و کسے حلال میگوید
چنانکہ گوشت اسپ و یا لعب شطرنج اختلاف کردہ اند ہمچناں ایں سماع۔
اما اینکہ دردے باشد طلبے باشد سوزے باشد و ازاں مزید طلبے شود۔

رغبت در طاعت بیشتر گردد و تقویت بر ترک طعام و آب وطی شود ایں در مبحث فقیہ نفیست او با ایں گذرے ندارد و او ایں جنس فہم نکند گفتار او در نفسانیات و در معاملات دنیاویاتست او را با ایں چکار۔

موانع کہ دراں سماع ناشنیدن اہم

(۲۹) البتہ در سماع اہتمام باشد کہ شخصے از ابنائے ملوک و ارباب دنیا حاضر نباشند و اگر اتفاق چنیں افتد ایشاں در ذیل صوفیاں باشند نہ در صدر مجلس و ایشاں متبرک باشند ملکی و بزرگی را بر در گذاشتہ آنکہ درون آمدہ بوند۔ و اہل طلب و مرید را تکلیف باید کردن بحضور آں قوم جنبشے نشود و اظہار حالے نگردد شاید نفس را شرے باشد کہ او ازاں غافل ماند۔ و دیگر اگر مصیبتے دنیاوی چنانچہ قریبے و نسیبے فوت شدہ باشد کہ با وے رغبتے بودہ باشد تا آنکہ درد او در سینہ باقی باشد و یاد او در دل بسیار گذرد بداں حالت از سماع محترز باشد خوف آنکہ نفس را اینجا استراقے باشد مردو اند کہ برائے خدائے تعالی را می جنبم و نفس را دراں کمینے است کہ تو ازاں غافلی۔ یکے را نبلے بر اندام بر آمدہ است اگر براں ولی دیکہ برسد عذابے و درد بسیار نماید مرنجت متاذی شود ایں مثال بداں ماند مصیبتے بدو رسیدہ است دل دردمند است دراں حالت از درد خداوند براں درد رسد و درد بر درد افزاید گریہ و اضطراب بیشتر شود درد خداوند باد در زن و فرزند خویش و خویشاوند منضم گردد بے شبہہ اخلاص رخت بر بندد و کار مرد مختلط و ممتزج شود۔ ہم سبب ایں است در یں وقت سماع نشنوند۔ شیخ ما شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بداونی قدس اللہ سرہ العزیز نبیسہ داشت خواجہ نوح نامش شیخ او را دوست داشتنے ہم

حضرت نظام الدین اولیاء بعد رحلت عزیز خود خواجہ نوح نام مدتی سماع نشنید

بحضرت شیخ فوت یافت بعد از آں شیخ شش ماہ سماع نشنید شیخ را ازاں پرسیدند گفت درد نوح مارا تازہ است ترسم کہ نفس را استراقے باشد ورا ازاں شعورے نہ۔

حرکاتے کہ در سماع از آں اجتناب لازم است۔

(۴۰) و در سماع دراں موضعے کہ ذوقے شدہ باشد از مقامے بمقامے انتقال نکند کہ انتقال باسمہ انتقال است و آنکہ صوفیان زمانہ راہبی کہ مطربانرا برابر کردہ پاے یکے می افتند و پائے دیگرے میگیرند و آنگیر می شوند کہ البتہ او را در سماع آرند ایں فصلے ازاں باب است ایں مرد بوقت خویش مشغول نیست ایشان ایں را ایثار نامند تو خود بدیں حرکت وقت خود گم کردی ایثار چہ خواہی کرد۔ و ہر بار قوال را بیتے و نغمۂ کہ ترا خوش آمدہ است و اصحاب را جز آں مزاحمت نکند و جہد نفر باید کہ ہماں گوئید کہ او را خوش می آید گذارد تا ہر کس بحسب خویش نصیبہ گیرد۔ سماع ازاں ہمہ است و اگر او را بیتے و نغمۂ خوش آمدہ است و مرداں ازاں ملول اند ترک دہد۔ سماع وارد غیب است اگر نصیب است از غیب ذوقے دیگر وارد ے دیگر خواہد شد۔ و ہر وارد ے بنجبند گذارد تا وارد ے پس وارد ے بیاید تا کمال پذیرد چناں شود کہ امساک آں از قدرت او برود و قہر و غلبہ وارد ے میانہ افتد چنانکہ گویند فقیہان النکاح عند التوقان واجب است بداں مشابہ کار کنند و بعضے محققیں گویند وارد را از خود دفع نکند و بر خود دیگر د سلطانیست کہ رو دو باز آید یا نیاید یا ما احتیاط تر و تحقیق تر اینست کہ گفتیم۔ و اگر نااہلے در سماع جنبد و بے سازی کند و مزاحم وقت دیگرے شود او را طریقہ بہتر از مجلس بیروں کنند

نااہل را از مجلس سماع بیروں کنند

واگر نمی شود بقهر و غلبه بیرون کنند۔ واگر صورتے گریه در جنبش میکند که نظاره اش
مرد با اثر آیه تبسم و هزل میبارد او نیز همیں حکم دارد۔ واگر از اهل جد و اجتهاد است
وے ضرب و بے وزن میرود نظر بر ضرب و وزن او نکنند نظر بر درد و سوز او دارند
رقص عبارت از اضطرابے است که صوفی را در حالت سماع پیش می آید و آں
اضطراب بوزن هم باشد بغیر وزن هم باشد و چنیں هم باشد صوفی بود که در وزن
وضرب موسیقار مهارتے دارد کامل است دریں کار تا گهاں وارد برو قوت
آرد مضطرب گرده وزن وضرب را فراموش کند گفتنی و دویدنی و پوشیدنی بغیر
وضع باشد۔ و ذوقے که در سماع حاصل شود یکے از نغمه باشد دوم از محل بینے بود و آنکه
از نغمه باشد آنرا محلے درمیان نیست و لیکن بحکم طبیعت رقتے در باطن می افتد
بسبب آں رقت حسن صوت او را از دست می برد بسبب آں اضطرابے و جنبشے می شود
گریه و نعره ظاهر میگردد شخصے از خواجه حسن قدس الله سره العزیز موجب آں می پرسید خواجه
قدس الله سره العزیز فرمودند هر چه حسنے دارد آں از عالم علوی است روح هم از آں
عالم او بارادهٔ خدائے تعالیٰ از آں عالم دور ماند حسنے که نغمه دارد روح را تذکر عالم او می
افتد چنانکه شخصے از دیار خود دور افتاده بود نشانے و مکتوبے از دیار او بدو رسد چونه او را
خوشی و لذتے و گریه و رقتے روح را از شنیدن نغمه همیں مثال است دریں چنیں وقت
صوفی که از مراقبه و ذکر نصیبے دارد دریں نغمات دل را بمراقبه و هدیا بحبس دل
دل را بذکر خفی دارد مراقبه نیک دست دهد و روح را عروجے شود و اثر ذکر بروی
ظاهر گردد۔ شیخ با شیخ الاسلام فرید الدین قدس الله سره العزیز نقل کنند چون
سماع شنیدے در مراقبه شدے بوزن گفتار قوال روح را سیرے و طیرے

ذوقیکه در سماع حاصل آید دو صورت دارد

دادے۔ نیکو استماع است این محققانه کاریست این هر کسے را دست ندهد خیر این طایفه مخصوص را۔ ودرین حالت روح را از نغمه حظے وافر است ودل را تصفیه تمام حاصل است وتطییب قلب مع الله که در سماع گویند بدین همه مرتب است۔

(۴۱) وآنکه در حمل بیت مشغول می شود اگر بیتے ظاهر است هم بظاهر آن دل میدهد حملے بے مشقتے وبے رعایت استعارتے درست تر بهتر است واین آسان ترین طرق است پیش ازین میان صوفیان اسماع هم بدین نمط بوده است ابیات ظاهری میگفتند که بزهدے وعبادتے وترکے نسبت دارد رباعی ازین جنس میخواندند وحلقے ودستکے بر آن میزدند وصوفیان همه را اضطرابے میکردند ورقص میکردند۔

(۴۲) وآنکه گویند اگر خواهند که بدانند که هر یکے در کدام مقام است سماع در دهند از اینجا معلوم شود هر کسے از کدام بیت میجنبد بدانند که این مرد آن مقام دارد۔ مثلاً بیتے بلی از زهد است صوفی بدان اضطراب کند وبجنبد بدانند که او مقام زهد دارد وکذلک خوف وکذلک رجا۔

(۴۳) خواجه ما شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس الله سره العزیز را بیتے از جنس تسلیم ورضا گفتند۔

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را | هر زمان از غیب جانے دیگر است

دوازدهم ربیع الاول در خانه قاضی حمید الدین ناگوری قدس الله سره العزیز عرس رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بود بیتے که نوشتیم این بیت را گفتند حضرت شیخ را موافق حالت او افتاد وایستاده فاتحه چندی آمد وی قوت

حمل معنی بیت در سماع

از شعر معلوم میشود که صوفی در کدام مقام است

واقعه حالت حضرت خواجه قطب الدین بختیار

ستودگی در تسلیم و رضا

همدریں بیت سہ روز شنید چہار دہم ماہ مذکور بحکم تسلیم و رضا جان عزیز را
چنانکہ خواست بدست خود سپرد۔ اکنوں نمیدانم تا کدام تسلیم بود۔ تسلیم
اہل محبت بود یا تسلیم اہل معرفت۔ بے نزاع از میان ایں دو تسلیم یکے تسلیم بود
اما تسلیم معاملات آں تسلیم نیست کہ در بذل روح شود۔ محب با محبوب خواہد
یکے گردد و ایں میسر نہ زیرا چہ بہمہ حال بینہما اثنینیت باقی ماند۔ محب دل
بتسلیم دہد با ہمہ سوختن و با ہمہ درد و افروختن ہر آئینہ اینجا محل بذل روح و
تسلیم نفس باشد۔ مگر شیخ ما قدس اللہ سرہ العزیز ہمیں کرد کہ او بما ایں
نمیکند و ما را تدبیر جز ایں نباشد سوز و درد آنکہ آرا ما از تفصیل بہ اجمال رود
از جزئیت بکلیت رود۔ ہر زماں از غیب جانے دیگر است ہمیں باشد۔
جانے کہ بجاناں زندہ باشد او بصد ہزار جاں زندہ است بلکہ عدد جانہا
در عدد و حصر نیاید۔ اکنوں ایں بیت ظاہر بود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز بارہا
شنید ہمیداں معاملہ کارے کرد کہ لائق ایں بیت بود۔

شنیدن بیت بہ تحمیل معنی۔

(۴۴) اما بیتے کہ بظاہر ہر مقامے و حالے آشکارا ہیچ نباشد آنرا
بتحمیل شنوند و خدمت شیخ ما نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ابیات
را بدیں وضع شنیدے چہ پارسی و چہ عربی و چہ ہندوی۔ معاملتے کہ میان
عاشق و معشوق رود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز بتحمیل آں شنیدے و ذوقے
کہ لائق آں بودے گرفتے پس او ہمیں ماند۔ میان صوفیان عجب نظارہ
است در مجلسے دہ بیت نغز و جنبش باشند در رقص در آیند ہر یکے
بگرید و ہر یکے نعرہ زند و ہر یکے برقصد واللہ اعلم تا محمل ہر یکے چیست۔

طریقہ تحصیل یکے اینست انکہ کلی رو نہ حاصل ایں را بر حال خویش برابر کنند
ذوقے و وجدانے بداں حاصل شود مثلاً بیتے از وصال است یا بیتے از فراق
یا بیتے از حکایت ناز و کرشمہ میکند یا بیتے از خد و خال و قد و قامت او خبر
میدہد یا بیتے با ہمہ وصال عاشق سیراب نیست۔ اینجا دو طریق است یکے
ہمانچہ گفتیم و دوم حالتے خاص دارد آں خاصہ را بایں خاصہ مناسبتے
تا نیست آں حکایت ازیں حکایت خبر میدہد۔ چنانکہ پدرے باشد پسرے
گم کردہ است قصۂ یوسف علیہ السلام پیش او گویند حال خود را بآں حال برابر
یابد ہر آئینہ گریہ و اضطرابے پیش آید۔ و آنچہ از ناز و کرشمہ حکایت است
او طلبے و دردے و سوزے دارد بیتے از ناز و کرشمہ کہ میان دو نفر در مجاز
میرود ایں را بشنود و اماندگی کہ او راست و دردے و سوزیکہ او راست
و افروختگی و سوختگی کہ او دارد و لذتے کہ او ازاں ہیگیرد ایں ہمہ را برابر دارد
گفتیم بحسب ایں او را ذوقے دست دہد یا گریہ یا گرد و یا اضطرابے کند ہر آں
اکنوں اگر ہر یکے خواہم گفت کہ گفتہ ام ایں مختصر بتطویل میکشد اگر تو فہمے
داری ادراکے کن۔

[illegible]

(۴۵) در مجلس ایں بیت گفتند — بیت

قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی
جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی

صوفیان عزیز دراں مجلس بودہ اند و خواجہ حسن ہم بود قدس اللہ سرہ العزیز ہر یکے
را ذوقے و اضطرابے و گریہ و گشتگی بودہ است شاعرے احمقے ستورے

حرفے دراں مجلس حاضر بود او با خود گفت در خیال خویش ایں گماں برد کہ ایں
حمل بتحقیق چوں راست آید خدائے تعالیٰ را چگونہ گویند کہ جفا کردی و چگونہ
گویند کہ قلم بر بیدلاں راندی فعلی ہذا ایں کفر باشد و اگر بر ہیچ خود نیست خود
سماع مجاز است حرام مطلق است۔ آں مرد و مسئلہ ورا ازیں چہ آگہ کہ ایشاں
از حالے بحالے روند از حکایتے بحکایتے روند و از کلی بکلی افتند۔ بعضے را
اقل ایں چنیں بودہ باشد کہ او گفت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ عمرے
در دعا گذشت و در طلب رفت سوختگی بر سوختگی افزود عمر ہمہ دریں ز دود و
مقصود بدام نبود بریں امید سالہا ریاضت کردیم و مجاہدہا دیدیم و ہیچ مرادے
بدام ماند او ندو البتہ طلب در دل القا کرد سوختن بر سوختن زیادہ گردانید با ایں
ہمہ امید وصالے در میاں نہ و دیدارے نقدے در پیش نہ وَایْمُ اللّٰہِ من ترا
راست میگویم اقل کسے کہ میاں ایشاں بود بدیں صفت بودند۔ کرتے حرفے
متعلمے بے علمے دانشمندے بے دانشے پیرے طفل وشے در مجلس حاضر بود
صوفیاں را در ہندوی اضطرابے بود و معنی آں ہندوی ایں بودہ است کہ
عاشق وزیں بر۔ و معشوق وزاں بر۔ درمیاں آبے عمیق ایں عاشق وزنا پاک
و اندوہ و البتہ مانع درمیاں کہ بدو نتواند رسید آں وا ماندہ فرو ماندہ میگوید
کہ ایں را بتحقیقت چگونہ حمل تواں کرد۔ ایں قدر حس نیست در وے ایں قدر فہم
نیست باوے کہ بداند ایں حکایت درد و فراق عاشق و معشوق است۔
عاشق از طرفے می سوزد و در طلب، و در وے میرد مانع درمیان۔ من ایں دو
حکایت برائے چہ آوردم تا تو از ینجا فہم حمل کنی و احوال منقلب صوفی و

طالب را بحقیقت بداں کہ ایشاں در وقت خویش بہر لتے و بغفلتے و بادہ نہ اند۔ سخن من در طالبان و واصلان و عارفان است تو برائے خدائے را رقاصان لوند و سنگان کلندرا درمیان نیاری و بدیں سخن قیاسے نکنی۔

(۴۶) رقصے کہ ایشاں کنند دریں چند اشارت بود۔ اگر ہر دو دست را بالا بر آرند و بگردند و بگرانند و گرد سینہ برند اشارت بدیں باشد کہ کونین را جمع کردیم بیکجا نہادیم۔ و اگر در عین سماع دستک زنند اشارت بدیں باشد کہ کون و مکان را ہیچ باز آوردیم یا خود بریں اشارت باشد کہ ہرچہ کردیم کردیم ہیچ بدست ما نیامد یا خود اشارت بدیں باشد کہ ما شادانیم کہ دوست با ما است یا خود اشارت بدیں باشد کہ کار بکام ما است یا خود اشارت بدیں باشد کہ مصیبت زدگانیم خالی دستانیم۔ و آنکہ پائے بکوبند اشارت بدیں باشد کہ خود را زیر پائے خود کردیم کہ ما از خود بدر شدہ ایم یا خود اشارت بدیں باشد کہ غیر خدا را زیر پا کردیم و بکوفتیم و نیست و نابود کردیم یا خود اشارت بدیں باشد کہ میخواہیم از سفل بالا شویم اما طبع جبلی باز بسفلی میآرد و روح میخواہد عروج کند و قید نفس پائے بندش می آید یا اشارت بدیں باشد ہمہ موجودات زیر پائے ما است و ما از ہمہ فارغیم۔ گشتنے کہ ایشاں کنند اشارت بدیں معنی باشد کہ ایں آسیائے وجود گردانست البتہ بیک صفت بودن ندہد و دیگر میگردیم ہر طرف و ہر سوئے میجوئیم تا از کدام رہ و از کدام سو در جمال معشوق نظارہ شود۔ و دیگر اضطرابے است لطیف حادث می شود بسبب آں اضطراب گشتنے است و کسے باشد میان ایشاں کہ ہر دو دست بستہ رقص

اشارات و معانی انواع رقصہا کہ صوفیاں در سماع کنند

در سماع او گوید که من ازیں جہاں و ازاں جہاں خواستن نتوانسته ام همه ازاں
بسته مانده ام و دیگر آنکه دم نه تارک - و یکے دستها بر سینه نهاده میگرد و اشارت
بدیں باشد که هنوز من در حفظ دلم و دل را نگاه میدارم تا بجا ماند پریشان نشود و
گرفته دلم کارے نمی کشاید و دیگر دل را نگاه میدارم هرچه دل فرماید آں کنم -
و یکے دیگر هر دو دست در بغل کشیده اشارت بدیں میکند که ره من کشاده
است و کار من در پیچیده است فتح بابے نمی شود و دیگرے چنیں کند
اشارت بدیں دهد محبوب را در بر گرفته ام و با خود در کشیده ام البته نگذارم
و یکے دست بر سینه زند مصیبت روزگار خویش میدارد و ایں در مصیبت است
البته مطلوب را در نیافته ام و چه دانم یابم یا نیابم - و دیگر اگرچه یافته ام
کار بمراد نیست او بحسب هوائے من نمیرود - و دیگرے هر دو دست در پس
کند چنانکه از پس بسته باشد یعنی من بسته ام مرا کشادگی نیست و هر روزگار من
پستر می افتد پیشتر نمی شود - و آنکه یک دست را گرد آرد و دوم را گرداند
او میگوید و اقفم چیزے پیش می آید و چیزے دست می آید - و چیزے دست
نمیدهد - و آنکه او گاهے می نهد پیش میرود و گاهے میزند پس می آید یعنی حال
من بریں جمله است یقدم بجلا یوخر اخری مصرع
رفته رہا نمیکند آمده ره نمیدهد
و آنکه او آه زند یا از گرفتگی درونه است یا تحمل ذوق ندارد و از بس ذوق
و لذت فریاد میکند - و آنکه انیں میکند از بس ذوق هم باشد و از سختی رنج هم بود
و آنکه خنده کند یا تبسم باشد و کسے بود قهقهه از و بر آید یا بر بخت بد خویش

می خندد یا از بس شادی و وجدان است۔ و آنکه گرید خالی هم ازیں دو صفت
نباشد بر حرماں هم گرید بر عدم وجداں هم گرید و بر عدم کمال هم گرید۔ و آنکه
دست بر دست بکدیگر پیچد چنانکه کسے گم کرده فسوس کند یعنی چیزے پیش دست بد
افتاده بود و آں با وے نماند یا خود مانده است اما خط از وے نمی تواں گرفت
یا خورده نمی تواں برد یا خود افسوس و دریغ می آید کاریکه شایستنے و بایستنے
کردن آں میسر نمی آید۔ و یکے ہو کند اشارت بدیں باشد او ہو ہو است و جز
او دیگرے نیست۔

حالات و واردات که بر اقتضائے از نهاد صوفیان در رقص آید

(۴۷) و من ایں اشارات کاملاں و متوسطان و مبتدیان گفته ام
مرد صادق باید بحسب حالت او حرکتے و سکنتے از و زاید۔ و دیگر حالت سماع
حالت بے ضبطی و اضطراب و گم گشتگی است دریں حالت چنیں هم باشد
هیچ باشارتے متعلق نیست بحسب اضطراب خویش بحکم طبیعت از نهاد زاید
و او نداند چرا همیں درماندگی و اضطرابے بحسب چیزیکه پیش آمده است همال
باشد۔ یکے باشد که در سماع در آید و در حرکت و سکنت در روے او جائے
باشد که هم دراں حالت نماید و دیگراں قبح صور گردد ننماید بدیں حالت و بدیں
هیئت کسے نظاره شود تا حالت کشف تجلی چه اقتضا کرده است۔ و کسے
باشد که در حلقهٔ سماع مقصود را وا بیند و حاضر بیند۔ و کسے چنیں هم باشد اما ایں
نادر مردے است چنانکه کسے را معشوقے هست آں معشوق میرقصد ایں
برابر او بحضور میرود در مجاز تصور کن که عاشق را چه ذوق است بدیں قیاس
بحقیقت برد۔ میان صوفیان کسے نظرباز هم باشد نظر برا ارد و بر صور زیبا

نظرے و ابتلائے دارد و مردان حقیقت ایں سماع را اعتبارے نکنند
درد و سوز او را وقعے نہ نہند کہ مرد صورت پرست است مگر کسے اینجا
کیمیا گری کردہ باشد مجاز را برنگ حقیقت بردہ باشد حقیقت اکسیرے ست
اگر بر سنگ زنی و بر خارہ طرح دہی زرے خالص گردد اکنوں ایں کارے
دیگر است تا کہ بود و کہ باشد واللہ اعلم   مصراع

اینجا نرسد زورق ہر سودائی

اینجا گفت و شنود ما نیست

(۴۸) و در سماع باید کسے را مزاحمتے ندہد و چناں نرود کہ دیگہ یکسے
رسد دست و پا و اندام کسے آزردہ نشود ہوش داشتہ برود۔ و ہر کہ در سماع
دعوی آں کند کہ من بیخبرم او از حالت سماع بیخبر است چنیں ہم باشد
ولکن کالبرق الخاطف و کسے باشد او را زمین خوانند و مقعد گویند
اما در سماع قوتے نماید کہ صحیح قوی را آں قوت نباشد و آں وارد است کہ
او را از و بردہ است و او را در تصرف خود آوردہ است۔ و اگر در سماع یکسے
دیگہ رسد اندام او آزردہ شود معلوم کہ آنکس از اہل سماع نیست۔ و باید پیش نظر
مطرباں نگیرد و در حلقہ مزاحمتے نہ نماید و اگر ذوقے تمام ہست گوشہ گرفتہ
بفراغت خود وقت خود خوش باشد۔ و گریہ بسیار بہ آواز بلند نکند و
اگر آوازے می خیزد زباں زیر دنداں نہد۔ و در سماع باید سیر خوردہ نباشد و
کذلک پیاز و گندنا و در حالت جنبش و نشش از تنبولے و غیر آں خالی
باید و حمل را بر زبان نگوید۔ و آنکہ در اثنائے سماع گویندہ را بداد و قصہ

حرکاتے کہ در سماع
صوفیاں را ازاں
اجتناب باید و
احتیاط ہا کہ بکار باید برد

فرو خواند باز گوینده را در گفتار آرد و در رقص شهوای مرو از دایره قوم کلّا و جملةً خارج است
و باید در سماع بغض و تعصب نباشد و بخود ار کسے نکند و نخواهد وقت کسے را
مشوش کند و البته قصد آں نباشد که همین من در سماع باشم و بگرے نه در سماع
ازاں همه است۔ و اگر کسے را در سماع بیند بهر لے و تنبیه ایستاده است اگر
بر سینه آنکس دست زند و بر آتش طپانچه فرود آرد شاید۔ حکایت ذوالنون
رحمة الله علیه شنیده باشی بالا رفته است۔ و در سماع طریقه مغنیان تخفید
و ضرب بسیار ایشاں نزند و البته دراں کوشد که به ترتیب رود اما اگر در اوزان
موسیقار یا در گفتار خرده ذوقے باشد آں از قبیل نعمت است آنرا اعتبار کرده ایم و
آنکه گوینده خوجا گوید و میراں گوید و مرزا گوید خود را بداں ندهد و آنرا محلے بر خود را
نگیرد۔ و میل در پارسی و عربی باید بیشتر از هندوی بود و آنکه در هندوی سخنے
فاحشے باشد اگرچه محل و رستے دست میدهد اعراض ازاں بهتر برائے آں
چیز با خلوت لائق تر است و تنهائی مبارک تر و سماع باید حضور عورتے نباشد
و اگر خود گوینده همان عورت بود فعلیک بالتوبة والاستغفار ۔ اگر
از ورائے حجاب و در لے سرا و وقات بغیر آنکه ترا قصد اصغا باشد در گوش
افتد و ترا دراں لذتے باشد آں مستثنیٰ است۔ و آنچه از روے شرع
میان فقها اجماع تحریم آں است چنانچه بعضے مرا امراز اں نیز بجد محترز باشند
خصوصاً کسے را که از اهل ارشاد و دعوت بود۔ و مجلس سماع را احتیاط کند که در
دروازه و غرفه و دریچه عورتاں نظر نکنند که آں شهوتے عظیم دارد و شوم نظر انند
و هوا پرستانند و اهل ابتلا و شهوت اند بهر وجه دور سے از ایشاں

گردانیدن واحتراز از ایشاں از واجبات کار باشد۔ و در سماع گاہے سر گرداند
و چہرہ پیچاند ازیں نیز احتراز باید۔ واگر میسر آید گوینده ہم از قوم بود زہے کار
و نظر یا بر گوینده دارد یا منحصر ہم بدل خویش کند و دراں کوشد تا در سماع جامہ کوتاہ
پوشد۔ و برائے سماع را اختیار شب بہتر باشد زیراچہ استتار حالے ہست۔ و اگر
شخصے بود کہ بر و آینده و رونده بسیار است او را روز شنیدن بہتر زیراچہ آینده
و رونده پریشانی وقت ہست بدل آں پریشانی اگر ایں جمع دست میدہد نیکو
کار نیست۔ و دیگر البتہ مستمع صاحب فراست باید کہ او بفراست خود مستمعان را
و دیگراں را تفرقہ تواند کرد میان ایشاں مستحق و بادرد کیست و خودنما ہواپرست کہ
و اگر یکے بلباس قبا و کیتا باشد و او بذوق سماع مستغرق باشد و واثق از حال بود
تو او را نااہل شمری و خواہی کہ او را اخراجے کنی آں غلطی فاحش باشد۔ و اجابت
دعوت سماع از ہر مستدعی نکند و دراں خانہ کہ از ہر جنس مردم جمع اند صوفی بذوق
سماع در میان درآید مبارک نباشد مشائخ نمایند فالاحتراز اولی۔ و دیگر در اعراس
و ولائم کہ مردماں آں جا روکنند و از ہر جنسے مردم در آنجا حاضر شوند بحسن عبارت خفیہ
احتراز گیرد۔ و گفتہ اند بے اجازت مضیف بدر نشود اما اگر بیند کہ مجلسے ناسازوار
است جائے گفت و شنید نیست دریں محل اجازت طلبیدن حاجت نباشد
البتہ راہ کار خود گرفتن بہتر۔ و آنکہ سماع اول خیزد او را بباید دانست کہ خیر و شر
آں مجلس ازو حاصل است و آنکہ اول خیزد باید ایں چنیں باشد کہ واہب
ذوق تمام مجلس باشد اگر بعد از گرفتگی در سماع شود آں را در گلوئے او پیچند و
او را شوم قدم گویند۔ چنانکہ از نظر عورت احتراز واجب است ہمچناں از

چنانکہ از نظر عورت

احتراز واجب است
همچنان از نظر مرد فقیه

نظر مرد فقیه عجب مردیست او و عجب شخصے است او اضطراب و گریه و اندوه و حزن را لعب می نامد - چنانچه عورت نظر بر رقص و گردش او می کند او هم برین صفت است شنیده که مصراع

ناموراں را ازیں قدح رنگے نیست

ایجاد نغمه و آنچه که
سبب دلهای از نغمه متأثر شود

(۴۹) اے عزیز اصل وضع موسیقار بر چند چیز آمده است - یکے آں که شخصے را حزنے و اندوہے پیش افتاده و غمی و دردے روے نموده او بطبیت بحکم جبلت اخینے به آہنگے حزینے میکند ہم ازیں جمله ایں اثن حزیں را طولے و عرضے و انتہائے و ابتدائے بر بسته اند پرده و راگ نام نہاده اند - و دیگر حکیمے دیده بوده اما کس کرده بلند بر آمده است بادے بر و میخیزد آہنگے از و بر می آمد او بریں قیاس چوبے و نے را تراشیده بر وزن حلقوم ہا ساخت و او را سوراخہا نہاده بداں بر بست دم در و انداخت از و آوازے خاستن گرفت از کثری و راستی و پری و تنگی آوازے مستقیم کرد - ہمچنیں گویند شاید که رونده سالکے بمشاہده خویش احساس ہم کرده باشد - آنجا که ہر ہفت فلک یکجا جمع اند از گردش ایشاں آوازے میخیزد چنانچه اینجا گردوں میگردد و آنجا که چوب و آہن است آوازے میآید ہمیں مثال است و اگر آں آواز اہل دنیا شنوند سخن و حیات ایشاں باشد - و چنیں گویند داؤد علیه السلام به انواع آہنگ داشت چنانکه از چنگ و از رباب و از نے و مثلک و از غیر آں میخیزد ہمچناں حلق زدے چنانکه جمله خلق در پس شنیدن او بودندے از جمله خطرات و ہوس باز مانده بودند ذراری ابلیس بر ابلیس نالیدند که وسوسی ما را با بنی آدم مساغ نیست و نماند

زیرا چہ داود علیہ السلام آہنگہا پیدا آوردہ است کہ مرغان را از خود بردہ است۔
و ایشاں را مساغ نماندہ است کہ وسوسہ را در دلہائے ایشاں جائے شود و
باغوائے خویش ایشاں را تواند ہم بر خویش آورد لعین ابلیس آمدہ گوش نہاد احساس
کرد کہ ایں کار آں کار است کہ مردم ہمہ از خود روند بدیں تعلق مانند آں بدبخت
رفت ہم بر مثال آں مزامیر ساخت اہل ہوا و لذت و مبتلایان حسن را برہ خود
آورد۔ کلیہ است تو بدانی چنانچہ شاعر حسن معشوق و کرشمہ و ناز و نیاز و ادا
و شکل و رفتار و گفتار او را و معاملتے کہ میان عاشق و معشوق میرود از جنگے و صلحے
و خشمے و جفائے و وفائے و دل دادنے و انکار کردنے و قبولے و ردّے و
دشکستے و غمزہ زدنے و رفتار و گفتار و لحظ و چشمک و اشارت و عبارت کہ میان
ایشاں است در گفتار می آرد ہم بریں قیاس او گفتار موسیقار ایں عبارت را
اشارت آہنگ و آواز بستہ است شاید ایں تعال واضع ہم ازیں حال
خبر ندارد اما واقعہ ایں است از آہنگے بآہنگے کہ میرود و از پردہ بہ پردہ کہ میشود
و برنورلگے برنگے کہ می اندازد ہیں راہ ہر کس پندارد بعد آنکہ ایں جملہ درست
تربیت شد آنچہ باگفتیم ہماں تمام تر می آید اما ہر کسے اینجا فہم نبرد استادان ایں کار
اینجا فہم نبرند دیگر خود کیست۔ محمد حسینی سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم التناد بحق
شفیع العباد مبتلائے ایں کار است و در وقت وقت ایں بسیار فرو رفتہ
است ازیں دریا ایں گوہر ثمین را بیروں آوردہ است اگر ترا ایں لطافت طبع
و ایں ابتلا باشد بدیں لطیفہ رسی و اگرنہ ماہران ایں کار ازیں غافل اند۔
خبر ندارند کہ ایں چہ سخن است۔ صورت ایں کار بر من تجلی کردہ است بمشاہدہ

سبب اثر نغمه بر حقیقتہاے انسان

دیده ام و دانسته ام این از ظنے و تخییلی نیست این از تحقیق و یقین است
چنین گوئیم در انسان پنج چیز است روح و دل و نفس و طبع و عقل چون گویند
بیتے و نغمه با آن یار کرده گویند روح در نغمه برد و دل در اصل بیت شود و نفس
در راستی و کثری شعر بیند عقل در حکمتے که شاعر بر بسته است در آن نظاره کند و
طبع در راستی و کثری موسیقار آویزد هر پنج غذائے خویش یابند هر یکے بذوق
خویش مشغول شوند مخاصمت از میان برخیزد آرامے و قرارے و اطمینانے
در بنیه انسان شود ابتلائے اہل دل بسماع موجب همین است و جز این هر
عملے که هست یا غذائے دل است یا غذائے روح است یا غذائے نفس
است باقی همه مخاصم اند همه سبب این است در هر کار یکه باشی ثانی حال
ملال افزاید مثلا حلوه غذائے نفس است تا آنجا که نفس نواند این را بسر برد
بعد آنکه سیر آید ملول شود و کسے باشد در سماع بیند او هیچ بدین اغذیه متعلق
نشود وارد ے از آن طرف بیاید هم یکبار او را از دست برد همه روح و همچنے
و همه دل و انوار او باشد اینجا شئے باقی را مدخلے نیست

اقسام سماع

(۵۰) سماع بر سه نوع است یکے را ہاجم گویند که بغیر حیلے و بغیر تحیلے
ابتدائے سماع بمجرد قول قوال از دست برد و اضطرابے فاحشے پیش آید که
مردم را بے ضبط کرده اوزان موسیقار از دست برده دیوانه وار ساز ده.
و دیگر سماع است وارد ے درآید آن وارد را مورد علیه یا فرو خورد تا کامل
گردد یا نهان وارد را غنیمت شمرد فی الحال در پے وارد رود. و سماعے
است که بموافقت اصحاب درآید و موافقت اصحاب کردن بچند مصلحت

باشد یکے آنکہ ایشاں در وقت اند رحمت من اللہ بر ایشاں نازل است
ایں نیز رود موافقت کند تا ازاں نصیبے ونیمے یابد ہر کہ در جمع شرابخواران باشد
کہ ہیچ نقد وقت او نیست پیالہ و جرعہ ازاں نیا شامیدہ است اما از نسیم
شراب نصیبے گرد و حرکات و سکنات کہ مستاں کنند ازاں اورا نصیبے باشد
ہمبریں مثال موافقت اہل سماع رابداں و ہمچنیں موافقت کنند برائے آنرا
کہ از تواجد بوجد رود واز توافق بوفاق شود۔ و دیگر یاران در سماع باشند
او فارغ ایستادہ ماند از میان ایشاں بیگانہ نماید و بیگانگی شرط یگانگاں
نیست با ایشاں ہم موافقتے کند تا از ایشاں جدا گانہ ننماید۔ و دیگر ہمچنیں
ہم باشد کہ دراں حالت بر سخت دلی و کدورت نفس خود بگرید کہ اصحاب در
ذوق ورہ بکار خدا بردہ و من محروم ماندہ ایں نیز از دردمندی خالی نباشد
واز سماع محروم نماند۔ اگر مردے فریضۂ نماز میگزارد و دیگرے بہ نیت نفل
با جماعت موافقت کند ثواب آں جماعت یابد و رحمتیکہ دراں جماعت
نازل شدہ است او دراں شریک باشد سماع را ہمبریں قیاس کن۔

(۵۱) بعد از سماع باید کہ دل را گرد آرد و بخیال خود بمقصود تمام دہد اینجا
فتوحے است بتجربہ تواں دانست ہمچنیں نباشد ہماں زماں سماع شنید
نعرہا زد گریہا کرد رقصہا نمود ہمدراں ساخت بخوردنی و آشامیدنی و بہزلے
مشغول شود نہ ایں کار اہل سماع است ہمچنیں مرداں ازیں دایرہ بیروں
اند۔ اگرچہ بطوح و بیروح گفتہ اند آں لا یحبہ شد اگرچہ او صفت بیروح گرفت
اثر سخن باقی ماند۔

بعد از سماع دل خود را گرد آرند و خیال خود را بمقصود قایم دارند

احکام مزامیر
حسن صوت

(۵۲) شکک و دف میان فقہا وسعتے و فسحتے دارد اما مزامیر دیگر آنرا باتفاق فقہا محرم گویند۔ اگر شنونده اہل دل باشد فالامر مفوض الیہ او گویا دانکہ لکل ملک حمی و حمی اللہ محارمہ چوں درون ایں حمی کہ محرم حریم اوست او بلطف دل آنجا مدخلے دارد اینچنیں فتوی ندہند اہل دل انند و آں کار حوالہ ایشاں باشد۔ اما ایں قدر بتواں دانست کہ دریں محرم تلوثے نیست باد ہوائے بہوائے میرود و در تحلیل و تحریم آں متعلق شدن کارے زیادتیست چنانکہ یکے بصحرائے و سبزہ و باغ روانے میرود و موانست میکند و از انجا حظے بردارد مزامیر را نیز براں قیاس کنند۔ و اختلاف فقہا دریں باب است۔ مزمارے حکیمے ساختہ است تمام بصورت آدمی بعد آنکہ ایں مزمار در کار میدارد آنکہ بچشم نسبت دارد تاریکہ آنجا بربستہ است آوازے می خیزد کہ تمام حکایت از چشم و از غمزہ و کرشمہ میکند ہمبریں مناسبت سینہ و دست و پائے۔ ایں چنیں را حرام یا حلال یا مکروہ گفتن بحث زیادتیست و آنکہ از درونہ او آہنگ موسیقار خیزد و او بحسب وقت خویش آنرا نوازد اینجا نیز سکوت است جائے نفی و ثبوت نیست۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود زینوا القرآن باصواتکم اینجا فقہا گویند از قبیل قلب است ای زینوا اصواتکم بالقرآن فلیکن از قبیل قلب شود کہ باز تزئین صوت بقرآن آمد۔ بمشاہدہ و تجربہ دانستہ شدہ است قاری ایں آیت بخواند لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ آہنگے لطیفے رقیقے ہر کہ بشنود از گریہ و از آہے و از حضورے خالی نباشد و چنداں امیدواری در سینہ او

افتد کہ از اندازہ غیبت بشہقہ و نعرہ ہم کشند و بذل دستارے و خرقہ بر مقری
شود نہ آنکہ ایں تزئین قرآں بود بصوت و بر عکس آں کسے خواند شاید نادانے
باشد کہ بر بیگار شود گوش ہم نہ نہد بگفت و شنید و بخوردن و آشامیدن مشغول
اند۔ داؤد علیہ السلام زبور را بالحان خواندے قصہ مشہور است کہ جہانے آنجا
بذل روح کردے و اگر بغیر آہنگ خواندے ہمانچہ گفتیم ہماں است چوں حسن صوت
معجزۂ آں و معجزہ شے حسن باشد بلکہ احسن او را احترام گرفتن یا کردہ گفتن از حد
عقل بیروں باشد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میگذشت ابو موسیٰ اشعری
در یکی خانہ خود کلام اللہ میخواند بالحانے خوش داشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم ایستادہ شد زمانے خواندن او را شنید بعد آں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم او را گفت تو میخواندی من ایستادہ بیروں شدہ می شنیدم
او گفت یا رسول اللہ اگر میدانستم تو میشنودی ایں خوشتر و خوب تر میخواندم
لحبرت تحبیرا از آں حکایت کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
در باب او فرمود لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد۔
آہنگ داؤد علیہ السلام را مزمار نام کرد از آنچہ من گفتم داؤد صلوات اللہ
علیہ بہر آہنگے حلق بود۔ آل داؤد گفتہ است ہر جا کہ خوش خوانے بر اوزان
موسیقار تواند خواند از آل داؤد علیہ السلام باشد گفتہ اند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم قرآں را در پردہ حجاز خواندے۔

مواقع ادب در مجالس محافل آہنگ و نغمہ کشیدن نشاید

(۵۳) و البتہ انشا ہیوقی را خصوصاً کہ با عزت و وقر باشد در مجالس و محافل
شنیدن آہنگے کشند و نغمہ بر گیرد و بہ وزن موسیقار اہتمام نماید کہ ایں صورت استخفاف

وارد است چنانکہ صورت انکار می نماید و چنانچہ ایں کارکسانیست کہ در صورت مستخف و مزوری اند اما اگر اصحاب یکدیگر باشند آں صورت علیحدہ است۔ و دیگر ایں قسم را پیشہ نسازد چنانچہ غزل و شعر را ایں ہر دو آں عمل دارند کہ بہ طبیعت دل را فرو میگیرند و مردم از حضور و مراقبہ محروم مانند۔ دل یک خزانہ دارد و در وے چیز یک چیز نگنجد و چیز صوفی را نشاید در شنیدن تا جلدے و دیوانے از شعرے و غزلے نویسد و ہم ہمچنیں در ایں کہ قولے و ترانہ و غزلے و صوتے پردازد۔

سماع را پیشہ نسازند
در سماع بکار بستن
تیز نظر باید کرد بشنیدن

(۵۴) و البتہ سماع را پیشہ نسازد و ہر روز و ہر شب سماع را نشنود و بقصد احیاناً ایں کار باید کرد چنانکہ از حکایتہائے مشائخ شنیدہ۔ بزرگے گفتہ است ولا تکثر الجلوس فی السماع فانہ ینبت النفاق نفاق آں باشد کہ دل را مزاحمت کند و او را بدورہ ابتلا شود خالص بحضور و ذکر و مراقبہ نتواند شد و در اثنائے سماع دل بند کردند چنانکہ از کبراویاں دیدہ باشی شنیدہ باشی و در اثنائے سماع بر ضرب سماع الا اللہ الا اللہ میگویند ایں سماع نباشد ایں ذکر باشد بہ وزنے خاص فتوح سماع ایں جا ناظارہ نشود و اگر تاثیر باشد تاثیر ذکر بود۔ اے عزیز سماع عشقبازیست کہ مردم بخیال یا بحضور یا معشوق میرد و اینجا ذکرے و فکرے را مساغ نیست بازیچہ بحق و حقیقت ہست اگر آگاہی دانی۔

در سماع چنانچہ حمل نظیر
بر نظیر گفتہ اند حمل
نقیض بر نقیض ہم ہست

(۵۵) و در سماع چنانچہ حمل نظیر بر نظیر گفتہ اند حمل النقیض بر نقیض ہم ہست یعنی اگر از وزن موسیقار یا از گفتار بیت قایل را قربتے و وصلتے معلوم و مفہوم شد او کہ ازیں دولت محروم است اضطرابے میکند و گریہ میکند بہ اینکہ قومے چنیں اند من ازیں دولت محروم و یا یکے بدولت قرب و اتصال رسیدہ است و در گوش او

حکایت افتراق و بعد سماع می شود هم بر آں قیاس حمل است اینجا شکر تے و نعمتے و راحتے و خوشی و ذوقے دست میدہد اگرچہ مسموع بر آں حکایت میکند و آں مردم که از حقے و حقیقتے خبرے ندارند ایشانرا به طبیعت ذہولے و رقتے میباشد بداں ماند چنانچہ شتر بآواز دف وجد امستاں می شود چنانچہ مار سیہ و غیر آں از حیوانات آنچنں بطبیعت در وے موثر است و آں آدمی راکہ ایں نسبت غلظت و تسکیمت و قساوت بر وے غالب است بیت سعدی رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بیت

شتر راکہ شور و طرب در سر است　　اگر آدمی را نباشد خر است

داؤد علیہ السلام کہ سکینہ را استقبال برقص کرد از غایت فرح بود و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ در طواف رمل کرد از بس خوشی بود غنچہ کہ میشگوفد بوے خوش در وے او غلبہ میکند او بطبیعت میکشاید انسان قابل را ہم بریشاں قیاس کنند

درسماع آب نه نوشند

(۵۶) و نشاید در سماع اگر تشنگی غلبہ کند جرعہ آب نوشد و نشاید دہن و لب در جنبیدن باشد بریں مثال اگر چیزے میخورد و اصحاب میجنبند تر اقل سر کے باید جنبانید

درسماع کسے را تنہا نگذارند، اہتمام کنند که درسماع نیفتند، ادای آداب سماع

(۵۷) درسماع کسے را تنہا نگذارند و البتہ دیگراں با او موافقت نمایند و البتہ درسماع اہتمام باشد کہ نیفتند و اگر کسے از سبب تیز گشتن و یا بقوت وارد افتاد صوفیاں از و باجر است انند و اگر افتاد او را افتادہ نگذارند البتہ در آیند باحترام بر گیرند و اگر او خود را بزمین زند او کسے است کہ خود بزمین زند و خود بر خیزد و اگر ایں کار را پیشہ سازد او را نگیرند بانند ایشں گردن نہ نہند اگر

البتہ زور مسکیند براے ایں کار را او را نگیرند از مجلس بیرون کنند۔ واگر کسے است که او از غلبہ شوق دوار داز مجلس بیروں میفگند اصحاب موافق شدہ با او بجنبند اما ایں تا حدے است و اگر از آنہم میخواہد بیروں افتد گرفتہ ستم کردہ درون آرند و آنکہ خرق خرقہ کند یا بیروں کشد از بروو بہ بقوال جامہ دیگر بر او بہ بندند تا آں پایگی پنہاں شود و برہنگی او پوشیدہ گردد۔

در سماع خود سرود گفتن
تعیین کردن نشاید
فرمائش کردن نشاید

(۵۸) و نشاید صوفی را در سماع خود ہم سرودے میگوید و بر قصد۔ و نشاید صوفی را که از گوئندہ تعیین بیتے طلبد و گوید در فلاں پردہ و یا فلاں راگ نواز ایں کار عیب است ہرچہ از غیب آید بے عیب است و ہرچہ باختیار تو باشد معلول بود۔

در حالت رقص پا بر زمین
سخت زدن نشاید

(۵۹) و در رقص پا بر زمین سخت نزند و خود دستک آنچناں نزند که آواز ش مخل حاضرانش افتد۔ و اگر بر زمین سخت زند محتمل پاے بر پاے کسے آید پاے آں مسکین از دست تو آزردہ شود و دیگر اگر سنگریزہ تیزے و یا خارے و سوزنے باشد تو پاے سخت زنی او چناں در پاے تو خلد که تو رہائی و تا کار تو کجا کشد۔

اگر در سماع صوفی دیگر
حالت آید خواہ یک کس
یا بیشتر
با او موافقت کند
موافقت باید کرد

(۶۰) و اگر با تو صوفی در سماع بحضور آید خواہد که تو با وے موافقت کنی و ترا ذوقے نیست ترا موافقتش باید کرد و لیکن آنچنانکہ آں بائد ہمچنیں داند که آں ذوق است و بالذت است آنچناں نرود که او داند ذوقے ندارد لیکن است که ایں را ہمی جنبانم و اگر تو بحضور او گرم روی گرمی او کم نشود و اگر در تو سردیست گرمی نیست ذوق ندارد تو بداں صورت بریں سوختہ گرم دل بریں صفت شوی نہ آنکہ بعکس سردی تو بروے زند گرمی آں مسکین اثر کند

آداب دیگر درباره رقص

و اگر تو گرم و مستی نمائی شاید حرارت آں سوخته لو هم آشنائی با تو پرتوے و
عکسے زند تو نیز بداں محظوظ گردی - و اگر یارے دوستے بحضور میرود و تو یکے از
ایشانی باید که دست و پاے چناں زنی چنانکه ایشاں زنند حرکتے دیگر پیدا
نیاری که آں تشتت و متفرق افتد - و اگر کسے ازیں گروه بگرمی وقت خود در میان
حلقه تیزی و گرمی رقص بمعد و رقص دارند اصحاب بحال او تبرک کنند - سماع را
نگیرد و نمانند چناں نه رقص که حاضران ملول شوند و گویندگان مانده گردند ایں
نوع روزگار موجب نقار کبار باشد - و اگر در بیتے و نغمه ترا ذوقے هست و می
بینی اصحاب را نیست ایں را باید که فرو خوری برلے اضطراب و زیادتی کار را
باید که جدا آگاه نه شوی - و اگر ذوقے هست و دیدی که اصحاب هم ذائق اند و راحتے
و لذتے دارند - ایں محل آنست که هر چند بکام تو شوند و ازیں جام ترا مستی و
ذوقی باشد - و البته اهتمام کرده اگر تو در سماع هستی و ذوقے با وج بر آمده
همدراں حالت در اثنائے آں لذت و ذوق بگیر بے خود و بے پیچ و در دل تحال
بنشیں با همه سوختگی و با همه درد و لذت و شوق - و اگر دریں میان اصحاب را
ذوقے افراطے هست و ترا هم دراں تفریطے نیست ذوق بر ذوق افزاید و
راحت بر راحت در گیرد و شوق با شوق آمیزد و همسر باشد مثال اگر صاحب ذوقی
بدانی دریں چه چیز است و چه راحت است - شنیده میاں هوا پرستان که
ایشاں گویند اگر تحمل بر جور لے شبید و انزال کنند و خیزد آں جور اباده خرسے
نماید - و اگر بر باده خرسے بغیر انزال جدا شود آں ماده خر در رغبت او جورے نماید

سماع صورت عشقبازی است

(۹۱) اے عزیز گفته ام سماع صورت عشقبازی است اگر با کسے عشق و اری

وترا با او اختلاف معاملات افتادہ است آنکہ سماع کار نیست و آنکہ گویند
بخوفے در جائے یا چہ و چہ آں وظیفہ سماع نیست آنکہ ورا وظیفہ بہتر در و بہتر گوشہ
خانہ بہتر در باغ کسے شود کہ او را اضطراب نظارہ سرو و یا بوئے گلشنے باشد
و اصحاب را نیز ایں قدر بباید کردن کہ سماع را ایں قدر نگیرند نمانند اگرچہ ذوق
ہمہ را است کہ گویندگان تنگ آیند بجاں شوند و استادگان را اگر و پادرد شود

(۶۲) و در سماع بیتے نخواند و نام کسے نبرد اگر نام پیر در زبان رود شاید
و باید در سماع کہ آید بے تعلق باشد آں قدر کہ ورا او باشد کہ اول وقت را
یا آخر وقت را بجا آرد و آنکہ در سماع آید کہ فارغ کند بنشیند و اگر دردے باقی
ماندہ باشد ضرورتاً برائے اتمام آنرا بیروں می باید شدن و لیکن آں مزاحل
جمع را مخالف جمع باشد و مباین نماید و سبب تفریق و تشتیت بودہ باشد
و دیگرے را ہم ایں بباید کہ بخیزم چنیں و چناں بکنم علی ہذا مجلس بشکنند و تفرقہ
و انتظارگی پیش آید چوں قوالاں چنیں بینند بگاں و دگاں ایشاں ہم
بروں شوند در سماع اجحاف شود خصوص کسیکہ او سر است خلق را برو نظر است
و اگر میزبانے است ساعتہً فساعتہً بطعامے و میوہ و شیرینی و خوشبوئی
پیش آیند۔ و اگر عرس است تبرک بر روح کسے است کہ عرس او کردند
اینجا ہمیں مقصود سماع است طعام و غیر آں بطفیل سماع۔

(۶۳) و اگر در سماع ارذل الناس را ہم نیز شود و او نیز خیزد ہمہ را لابدی
است می باید خاست پس آں اولیٰ الطریقہ بہتر دفع باید کرد کسے را باید
کنارش گیرد آہستہ آہستہ با او بباید یکجا در جمع نشیند۔

برائے سماع مکانی محفوظ و محصور باید

(۶۴) و برآے سماع را مکانے محفوظ باید باد گزارے صحنے کشادہ نباشد والبتہ بالا چیزے برآوردہ باشد اگرچہ مظلہ باشد یا در صفہ شنوند صحرا ہا سماع گیر نباشد آواز ہوا گیرد در دل نیاید اگر ہوا را گرفتہ باشد آواز و بکہ خوردہ باز گردد محل نزول او ہمیں دل است والبتہ اطراف مکان سماع بچیزے گرفتہ باشد و اگر صحرا است و اگر نہ ہماں دیوار خانہ بسندہ است۔

اگر کوئی را دستار جدا شود و ابستحال او گذارند

(۶۵) و اگر در سماع کوے از دستار جدا شود باید کہ خود بدست خویش باز پیچد نگذارد کہ دیگرے بیاید پیچد و نگذارد کہ باشد گلو گیر او شود و اگر جامہ کشادہ است بکشاید تمام را بر زمین اندازد۔ و اگر سوے گویندگان پرتاب کند آں جامہ ہم از ایشاں باشد و اگر بر زمین امانت نہادہ بود فالامر مفوض الیہ اگر مرد با ہمت و حمیت و مروت است قوالان را نخواہد داد و اگر مرد بحبت خست و بخیل گویا داوہ اند

سماع و رقص در مسجد نشاید و مستقبل قبلہ و مطربان پشت کردہ نہ نشینند

(۶۶) و سماع و رقص البتہ در مسجد نباشد۔ و برائے سماع را کہ شنید آنکہ متوجہ الیہ مردم ہستند ایشاں را باید مستقبل قبلہ نشینند و قبلہ را پشت ہم ندہند و قبلہ در احد الطرفین باشد و مطربان را نیز باید مستقبل قبلہ نشینند۔ و در مجلس با مطربان در اصطلاح مطربان سخن نہ گوید کہ موجب استخفاف حال او باشد۔ والبتہ کسے را در مجلس آرند کہ مردان بزرگ را ذوقے و رقتے حاصل شود۔ البتہ عظمت و حشمت ایشاں مانع است تا کسے مقتدء شود آنکس برخیزد تا ہر کسے بوقت خویش شود ز سماع بستہ نگردد۔ والبتہ باہم ذوقے را افراغ نکنند و اگر قوۃ طیرانے باشد در مجلس ادائے آں نکنند و اگر بر ضمیر کسے مطلع شود آنرا بیرون ناید

اظہار خرق عادات کسے کردن در مجلس سماع مناسب نیست

اظہار آں نکند و آں اطلاع را از تفرقہ حال خود شمرد و از بے ذوقی نقد وقت داند۔ و آنکہ او تنہا سماع شنود با او کسے نسبت اوست و گوینده نکو سماع است آں اما در شراب ذوق وقتے است کہ با حریفاں باشد تنہا خوردن چنداں لذتے ندارد و سماع لذاتے و در تنہائی جز اضطراب بر خود زدن و پیچیدن و گر کارے نیست

(۶۷) و باید در سماع گوینده ہم با طہارت باشد و بچیزے آلوده نبود و اگر آلوده باشد با ستخفاف از مجلس بیروں کنند۔ و البتہ در سماع کہ آید از خانہ خود چیزے بخورد و بیاید و براں وعده کہ کرده باشد ہماں وقت حاضر شود۔ و در استدعا با کسے را برابر خود نبرد۔ اگر مردے معتبر باشد برابر او کودکے بود کہ مصلاے او و رومال و پا پیزار او را گرده آرد او را با خود در مجلس نہ نشاند مگر مضیف گوید و اگر ملازم حال او باشد و مزاحم وقت او شود کہ بباید کہ او را بروں گذارد و با صاحب ضیافت بگوید کہ یکے برابر من آمده است اگر اشارت تو باشد درون طلبم و اگر او نطلبد او را درون نیارد و بدیں از صاحب ضیافت نرنجد۔ دریں چند چیز ہست یکے دریں باب حدیث است اگر شخصے در خانہ ضیافت بغیر استدعا در آید دخل سارقا و خرج مغیرا دزدانہ در آمده باشد و غارت کرده بروں شود و دیگر خصم خانہ برائے چندے را تعین طعامے پختہ دیگرے بیاید مزاحمت دہد او طعام کہ او را بخوراند نہ آں کہ بر مضیف گراں افتد و او از مردم خجل ماند۔ و دیگر مجلس است ہر کسے محرمی و آشناے را طلبیده است و بایستہ و خواستہ طلبیده یکے نابایستہ و ناخواستہ در آید نہ آنکہ مخل و موحش ایشاں افتد۔ و آنکہ بغیر استدعا در آید سخن در اباحت اکل اوست اگر چہ خصم خانہ

در سماع گوینده را
با طہارت بودن ضرور است

در دعوت کسے
دیگرے را بے اذن صاحب
دعوت ہمراه خود نبرد

یاذل بود و بدینها نپردارد اما اوراچہ میگوئی کہ او آں طعام خورد او ہم بے مروت
کسے باشد و بے شرم و بے حمیت کسے باشد۔ در نفس مردم آں عزت باید کہ
صوفیاں کردہ اند اگر طعام کسے خورند پس آں مزد و ندان طلبند یعنی دندان برائے
طعام ہر کسے بجنبد برائے طعام تو بجنبیدہ مزد و ندان باید برائے شکرانہ را مزد و ندان
نام نہادہ اند۔

ادابِ نشستن در مجالس و مجلس طعام

(۶۸) والبتہ قصد آں نباشد کہ در مجلس در آید و صدر گیرد چنانچہ علی العموم
میاں مردماں دیدہ بلکہ اہتمام دراں باشد کہ صف نعال اختیار کند و اگر مردماں
صدر و ندارند بصدر طلبند باآں ہم در صدر ہمچناں نشیند کہ نگینہ در انگشتری جنبد
گذارد در صدر خود فرو چند سے نشیند۔ اگر مرداں در صف نعال البتہ نمیگذارند
بالائی طلبند درین محل ہم نہ چپ نماند کہ بالا نخواہم آمد۔ الضیف کالجل
گفتہ اند مجلس حیث مجلس۔ و اہتمام بود دراں نباشد کہ نخست طشت پیش
او آرند و پیش ہر کہ برند او بداں راضی باشد۔ و اگر در مجلس بزرگ ہم است و
خلق ہمہ متوجہ و متعلق او اگر نمیرود و در صدر نمی نشیند ہر جا کہ او می نشیند صدر ہماں
جامی شود بہتر آں باشد کہ تکلف نہ نماید ضرورت برود در محل خود نشیند۔

ادابِ طعام خوردن در مجالس دعوتہا

(۶۹) و در طعام لقمۂ اول در دہن خود نکند بگذارد تا مردماں در خوردن شوند
بعد آں لقمہ در دہن خود کند۔ در مجلس اگر چہ اندک و اندک تر خواہد خوردن نا نشستن
بداں وضع باشد کہ حاضراں گماں برند کہ تا چہ قدر خواہد خوردن و چہ قدر لقمہ
بر خواہد داشتن اگر چہ لقمہ اندک تر بر خواہد داشت۔ اما طریقہ استنکاف نہ نشیند کہ
مردماں دانند چیزے نخواہد خورد آں ساز متکبراں و متجبراں و خود نمایانست و

صفتے مردمان نازنین ہم دارد آنرا کہ عروسکان نام نہند۔ و لقمہ بزرگ نستانند کہ
ایں بحرص نسبت دارد و لقمہ موازنہ گیرد و خوردہ نشاید پیش از آنکہ مردماں دست بکشند
دست بکشد تا آخر وقت دست و دہاں در جنبش دارد تا ہر کسے قدر خود را فارغ
کند بلکہ مردمان دست گرد آوردہ باشند او ہنوز قدرے دست بدارد و در طعام
شاید آنجا کسے است کہ او را طلب باقی است و حیا مانع آمدہ است او نیز مقدار
خود را فارغ کند نخیزد۔ و البتہ طعام پیش خود خورد راستا و چپا و میانہ دست
نیندازد اگر ناں خورشے و طعامے از و قدرے دور باشد بقصد تمام اندازد از آں
کاسہ و از آں صحنک لقمہ پیچید نستانند ایں سیرۃ مردماں با حشمت و عزت نیست
و طعام با ترتیب خورد نخست ناں و گوشت و ترشی کہ باں ہضم باید کردن پس آں
برنج و ہر چہ مانند آں باشد بعد از آں شیرینی یک دیگر را خلط نکند و آشے کہ باشد یا
نخست طعام بیاشامد یا بعد اتمام طعام نخست برائے تقویت مزاج و معدہ
پر کردن کہ بسیار طعام خوردہ نشود و آنکہ آخر خورد برائے آنرا کہ در ہضم قوتے دہد
و اگر در طعام از حصہ خود چیزے اگر حصہ نہادہ اند بدیگرے دہد لہ ذلک اما در مجلس
پیر نشیند بحضور او ایں گستاخی نکند۔ در مجلس شیرینی کہ نہادہ اند و کسے از آں حصہ
بر میگیرد و اکثر مردماں ہمیں کردہ اند نشاید تا تعززے و تکبرے مانع آید گفتہ
اند یک ناں بشیرینی پیچیدن نشاید چنانکہ ایشاں گویند یک ناں خلافت است
دومی خلافت و از مجلس برگیرد یکے ندہد کہ آں حصہ او نیست مگر آنکہ مجلس مخصوص
برائے او ست متصرف او ست ہر چہ کند شاید۔ و آنکہ او را بادے بکنند
و تکیے میر انداز مجلس طعام او را نصیب کنند۔ البتہ در مجلس طعامے لذیذے

مخصوص نباشد مگر آنکه او را ضرورت است که او را طعام پرهیزی باید خوردن و
برای او همان جنس کرده اند و با آن همه از آن هم قسمے بکسے دهد تا از طایفه
شر الناس من اکل وحدہٗ نباشد۔ باید که طعام صدر و نعال یک طعام
باشد و اگر انواع کرده اند باید که آن انواع بمردم مختلف باشد۔ و اکلے فاحشے
نکند چنانچه همه دست و انگشتان متخلط بطعام شوند و لب و دهان و آنچه از
حوالی اوست از آلودگی نگاه دارد و البته لقمه بسه انگشت بستاند مگر طعامے است
که بسه انگشت جمع نمی آید چنانچه دودیه۔ و البته شکم را گرسنه دارد و بهیچ وجه
سیر نکند این سخن بالا گفته شده است۔ و مدح طعام بسیار نکند و نگوید زہے لذیذ چه
خوش پخته اند۔ و ذم هم نکند اگر خوش آید بخورد و اگر نه دست گرد آرد مگر آنکه صاحب
خرچ و صاحب طعام او باشد تتبع آن ضروری است هنر و عیب آن پیدا کردن
لابدی است تا خباز و طباخ همین شیوه نگیرند دیگر طعام را اگر بد پزند و اخلل
اسراف شود زیرا چه اسراف تضییع مال است و درین تضیع می شود و در وقت خوردن
بر پاے چپ نشیند و پاے راست را برگیرد و گویند برین هیئت طعام خوردن سنت
است مگر پیش شیخ و مشائخ دگر هرچند که سنت است اما سنت هدی نیست
امثال آن سیرت در بعض محلها مطروح است۔

آداب خلال و مضمضه کردن

(۷۰) و خلال بعد طعام بہیت حاضرانرا این قدر باید در مجلس نشسته مبالغت
در خلال نکنند زیرا چه در بیرون آوردن تنبیرے فاحشے باید کردن هرچه در دندان
پیش باشد آنرا دور کنند بعد آن می توان در محلے دیگر باقی دور کنند و در مجلس مضمضه نکنند
و آن مضمضه در طشت نیندازد مگر آن که لابدی باشد۔ لابدی او چنیست مرد که

کہ برسن شدہ است در اطراف او طعام میماند آنرا مضمضہ کند فرو برد یا در
طشت انداز و اینکہ مضمضہ کند فرو برد بہتر ـ این نوع را از اداب طعام نسبت
کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچنیں کردے در احیا و در قوت نیز
گفتہ است ـ

آداب آب خوردن
در اثنائے طعام خوردن نباید
طعام خوردن

(۷۱) و بعد از طعام متصلاً آب نخورد و ازیں کار محترز باشد سبب آنکہ طعامے
نرمے است آلودگی کوزہ شود حاضر انرا کراہیت طبع باشد و اگر در میان طعام آب
خورد معدہ را آب سرد کند معدہ مختبط شود اول معدہ طعام را گیرد گر و آرد و برائے
ہضم را مزیدے مددے طلبد بعد از ساعتے تو آب دہی زود ہضم کند و زود دفع
کند و آنکہ مبالغت کنند در مجالس بعضے البتہ آب ندہند ہمچنیں شاید اما تحمل
بعضے را حادثہ در گلو شدہ باشد کہ خشکی در مزاج او ست البتہ طعام را می چفید
میدارد در حلقوم او این چنیں اشخاص را آشکار از مردم امتیاز نکنند اما بتدبیرے
دفع حاجت او کنند ـ و نشاید زلہ بہ بندد و بعد آنکہ حصہ نہادہ باشند خوش
بیاید ہر دو خوش نباید بگذارد ـ

بعد طعام شکر میزبان آید باید

(۷۲) چوں از مجلس خیزد مضیف را دستے گیرد و بصورتے پیش آید یا بزبان
یا بہ ہیئتیکہ او دانند کہ شکر آں طعام بجا میارد ـ و اہتمام کند در اثنائے طعام
خوردن و بعد از آں آروغہائے ناساز و ارنزند چنانچہ مرداں آواز ہا برمیارند
اگر آروغ مزاحم شود آہستہ ترے دفع کند اما آنکہ مردے معذور باشد
معذور است

در اثنائے طعام و بعد آں
پیش مردماں آروغ نباید

صوفی اکثر الاحوال

(۷۳) باید کہ صوفی اکثر الاحوال صایم باشد ـ خوردن او جز قریب

صائم باشد اوقات طعام خوردن

بوقت نماز خفتن نباشد یا آنکه چاشت فراخ قریب استوا و اگر برین عادت
گیرد خود حکیمانه کارے کرده باشد و اگرنه از دو وقت طعام خوردن زیادت نکند
و آں هر دو وقت آں قدر خورد که دیگرے میانه روز آنقدر یکوقت خورد۔ والبته
در وقت خوردن قایل بذکر باشد یعنی لا اله الا الله یا امثال آں اذکارے که
هست اذیبوا طعامکم بالذکر برائے او درست تر باشد۔ برائے آنکه
شب را طعام بسیار خورد تدبیر بسیار نکند انواع بسیار می نهد تا بسیار خورده
شود مشتهی و مرغنے بر آں استعمال میکند و اگر انواع طعام باشد از هر یکے بخورد
بداں قدر اگر یک طعام خوردے چه قدر خورده شدے چوں مجموع را جمع کند
هماں قدر باشد۔

احتیاط در اکل حلال

(۷۴) صلحائے ما تقدم ایشانرا در باب لقمه احتیاطے بود که آں احتیاط
در زمانه ما افسانه باشد اما ترا باید که سختی محضے نباشد و تاویلے را در آنجا مساغ بود
و دیگر مقابل طعامیکه میخورد چیزے از اوراد خویش وردے دیگر را گیرد جبر نقصان
آں کدورت شود۔

آداب میزبان و مهمان بایکدیگر

(۷۵) و با هر که طعام شرکت افتد باید با وے دراں طعام مشترک معاملے
کند که وے راضی شود و خوشحال خیزد۔ والبته طعامیکه پیش مهمان آرند سریع
الهضم باشد ثقیل در معده نبود و طعام بادگین و باد انگیز نباشد و آنچه در
وسع مضیف است تقصیرے نکند و آنچه بر نفس او دشوار است آں پیش
اضیاف نیارد۔ و ضیف را نیز باید هر چه پیش وے آرند راضی باشد و اما اگر
صاحب دستگاهے باشد و طعامے دنیئ و قلیلے بیارد تحمّل در خاطر ضیف

چیزے گذرد۔ وآنکہ مستدعی بیاید نشاید کہ خالی دست آید ایں ہم باید
دانست کہ نقد خیر الاشیا است ہرچہ تو خواہی آوردن جز نقد اگر آں صاحب را
بداں احتیاج ہست آں نقد برائے دفع حاجت او کافیست اما اگر بنقد
حاجت باشد شئے بجائے او بکفایت نکند و آنکہ نقد آرند اگر خواہند کہ زر بُرد
آنرا صرف کناند خوردہ و ریزہ کردہ برد زیرا چہ ریزہ ہمہ جا کار خواہد آمد تنکہ
زر بجائے ریزہ کار نیاید۔ بستہ جامدے ہست می باید نیکست تا کار آید اگر
یکجا خرچ کنند مصالح دیگر ہماند یا کالائے برند کہ اکثر احوال مردم بآں کالا
کارے دارد یا چیزے برند مناسب آں حال و آں وقت و آں مقام باشد
مثلا مردے ترا در باغ مہماں طلبیدہ است آنچہ مناسب آں مقام است آں
برند و اگر یکے کار خیر دخترے دارد زر و نقرہ و آنچہ مناسب آں باشد آں برند
و اگر گل برند آں خسے کہ با دے یار میکنند از وے جدا کنند بر ند قبیح بحسن
نیامیزند مگر آنکہ او را محافظ و غلاف او سازند ہر بار تو خواہی بکنی آں خس را
گیری و گل را نزدیک بینی آری گل تری و تازگی خویش سلامت ماند و اگر نہ
ہر بار دست گیری و بو کنی حرارت دست تو بگل رسد پژمردہ گردد و بوے گم گردد
اما گلے کہ بر تربت اندازند البتہ خس از وے جدا کنند۔

سلام روے پیش — دوختن فرمایند

(۷۶) و اگر کار دوے پیش کسے برند باید کہ باآں کارد سوزن ریسمان اندا ختہ
ہم باید زیرا چہ آن آلت بریدن و ایں آلت پیوند کردن و دوختن یکے
بایکے ضم کردن است اگر برندہ را پیش کسے خالی بری آں ادراقال بد باشد
چوں حالت دوختن برابر باشد اشارت بدیں شود بدیں ہر دو بدیں بدوز

چنانکہ خیاط جامہ را تقطیع کند و پیراہنے وازارے بدوزد۔

آداب بردن آوندہا واثباتے دیگر بطور تحفہ

(۷۷) واگر آوندے چنانچہ حقہ و یا طبقے وامثال ایں پیش کسے برند مجرد نبرند چیزے دراں آوند باشد چنانکہ مناسب آں آوند است مثلاً شانہ وانے برند البتہ درمیاں آں شانہ باشد یا بجاے او چیزے دگر ہم چنیں آوندہاے دیگر۔ وچیزے سیاہے ودریدہ وپارہ وخاکسترے ونشان گورے اگرچہ از گور بزرگان باشد وطعامے اگرچہ بروح بزرگے باشد پیش کسے علی الصباح مجرد آنرا نیز نبرند اگر توگوئی تبرک بزرگان است ہم چنیں است اما از مردہ رفتہ آمدہ است۔

آداب نان خوردن

(۷۸) در طعام خوردن باید پرکالہ پرکالہ نکنند تا نیکہ خورد تمام خورد یا تا نیمے رساند۔ نیمے خورد وبرنان دگر دست اندازد و پرکالہ کند ایں کار نکنند مگر آں کہ بریں نسبت باشد کہ نانے درست در کندوری نمیگذارند برمیدارند و پرکالہا ہم درکندوری میگذارند کندوری یا آں می پیچید آں پرکالہا مطبخی وطباخ وکودکاں بخورند آں بہتر است ومرضی است بکند۔ واگر برکسے طعام بردباشد در طعام اندک نبرد آں قدر برد کہ اگر تنہا است واگر باخلق است آں قدر بود کہ کفایت رسد۔ درویشاں چنیں گفتہ اند ہر کہ خالی آید خالی رود البتہ چیزے باید بردن ایں روش میاں ایں قوم است۔ چند نانے میان چند نفر باشد ناہار البشکند ودرمیاں اندازد تا معلوم نشود کہ کسے چہ قدر خورد آنکہ میخواہد او اندک خورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد مستور ماند آنکہ بسیار میخورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد دیگر اشارت بدیں ہم باشد

پاره پوشانیم و ٹکڑه خوارانیم و از غایت شکستگی و واماندگی ایشان هم باشد
عجب نظاره از آن ابدال است طعامیکه ایشان خورند دهن را بدان طعام
پر کنند و آن را در دهن بگردانند بعد از آن بکشند بیرون اندازند مضمضه کنند
بخورند همانچه در مضمضه خورده شود همان غذاے ایشان باشد تا هر کسے را بعد
چندروز باشد عجب دیگر میان مردم صورت مستذل و مستخف باشد شاید
از همه خورد تر و پس افتاده تر نمانید و با خود میان خود و با کسانیکه ایشان را اتفاقاتے
و صحبتے باشد یکے عزتے و کبریائے است که در گفتن نیاید چنانچه شنیده شیخ
قطب الدین قدس الله سره العزیز در سماع بود شیخ حمید الدین ناگوری
قدس الله سره العزیز پا افتادے سر او را بر نداشتے اشارت بخادم کردے
خواجه ما را قدس الله سره العزیز ازین حال کسے پرسید فرمود شیخ قطب الدین
قدس الله سره العزیز در مقام کبریا بود آن کبریا با آن ذل چگونه آمیزد این ذل را
با آن کبریا چه اعتبار بود و اگر گویند این اختیار برابر ذل نفس است اگر آن ذل
نفس است طرفے دیگر آن ذل عین عزت است در نفس آن می آید که من چنین
کس ام که منم با این همه این چنین نفس را ذلیل میدارم بر ضعیف بار گران ننهد
و البته آن چیزے نطلبد که او نتواند آورد یا آوردن آن برو دشوار باشد و البته
استدعاے کسے قبول کنند که جوان مرد باشد استدعاے بخیل قبول نکنند و در
خانهٔ او نروند و طعام او نخورند البته بتدبیر خوشے استدعا را دفع کنند و در
خانه خودنما هم نروند و آنکه در طعام تکلف کند براے شاد باش ما از دهم
احتراز است و ضیافت یاران کردن و طعام ایشان را خورانیدن بجنید

کیفیت طعام خوردن ابدال و چگونگی صحبت ایشان با دیگران

کسانیکه دعوت ایشان قبول کردن نشاید

مرتبہ بہتر باشد کہ فقیران اجانب را بدہند و اگر باکسے صلہ است اورا مقدم دارد سجصہ برتر۔ و اگر باکسے کہ صلہ رحم است و او نہ از مردم محترم است زندگانی بحسب حال اوست و داون وستدن کند ذالک۔

صوفی را باید کہ از اخراجات خود کسے را مطلع نکند و معاملہ با خدا دارد

(۷۹) و البتہ با خود ہمے کند کہ او را خرچے باشد کہ بران ہیچ کسے مطلع نگردد وچنانکہ گفتہ اند صوفی را البتہ معاملتے باشد با خدا کہ بران معاملہ جز خدا کسے مطلع نباشد۔ و آنکہ در مجالس و محافل بذلے کند او را باید ہم از ان جنس بذلے در سر ہم باشد و اگر کسے جامۂ معین را التماس کند فالامر مفوض الی الرای ان الله اعلم ای مصلحۃ لیطرع علیہ امام و مر انشاید از کسے خصوص از صوفی جامۂ معین طلبد کہ این جامہ یا این دستار یا این کلاہ مرا بدہ

پیش پیر جامہ ہدیہ آوردن

آداب رفتن و نشستن پیش پیر و طعام خوردن پیش او

(۸۰) و مرجامہ کہ مرید پیش شیخ فتوح آرد مگر طاقیہ مگر آنکہ طاقیہ نو باشد کہ ملبوس کسے نباشد

(۸۱) و مرید کہ پیش شیخ بیاید او را دو ہیبت شاید یا دو چشم کشادہ بر روے پیر داشتہ چنانچہ مبتلائے سوے محبوب بیند و یا گردآوردہ نظر بر پشت پا یا بر سینہ خود داشتہ و نیک تیز نرود و سخت آہستہ نیاید و ہر چہ بیارد پیش شیخ بریزد مگر مصحفے دیا کتابے از ان ادعیہ و یا چیزے تبرک مشایخ باشد۔ و پیش پیر کہ در آید باید کہ روے بر زمین آرد اما آنچنانکہ از سجدہ ممتاز باشد و البتہ بینی و پیشانی را نگاہدارد خواجہ این چنین فرمودے قدس اللہ روحہ و چون باز گردد البتہ اہتمام درین باشد طرف پیر پشت نکند چنانچہ باطن متوجہ است صورت ظاہر ہم [illegible] شاید اگر جا دے و لازمے کہ او را روزے چند بار بیاید[illegible]

وکارہا تعجیل میباید کردن و او را میسر نیاید وکار شیخ بماند اما این قدر نگاہ باید داشت
ہم از اول قدم کہ باز گردد و پشت ندہد بلکہ یکدو قدمے پس رود آنگہ پشت دہد
و در مجلسے کہ نشستہ یا نظر بر پیر دارد یا بر سینہ خود البتہ راست و چپ ننگرد و بہ آیندہ
و روندہ التفات نکند۔ پیش پیر بدیدن کسے نخیزد مگر آنکہ پیر برخیزد آن زمان
بموافقت او بخیزد و اگر پیر خیزد و خود نشستہ نماند بسبب کاہلی یا آیندہ نزدیک او
آنچنان نیست کہ برائے او باید خاست و باید پیش پیر نشستہ در غنودن نشود و اگر
خواہش رنجاند از مجلس بیرون آید۔ و پیش پیر نشستہ ورد وے و تلاوتے نکند
و پیر را گذارد و بنفلے مشغول شود این نکند۔ و پیش پیر نشستہ برگ نخورد مگر پیر دہد و
فرماید۔ و سخن بلند نگوید و کسے را بآواز بلند نطلبد۔ و اگر طعام پیش پیر خورد گرد آوردہ
خورد و باید کہ خوردترین لقمہا باشد و باید کہ انگشتان او و کف دست او بطعام
مخلوط و ممتزج نباشد۔ اگر خود مرید صادق است ابتلائے او دارد و مجلسے
ہست باوے کا ششش آنچنان خشک است کہ یکدانہ فرو نمیرود لقمہ خود چہ
باشد بسیار خود چہ گویم۔

(۸۲) شیخ را در امور بشری ہمچو خود می باید دانست بلکہ اغلاط و فحش
و در امور الٰہی ہمچو پیغامبران بلکہ ہمچو احمد خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و آنکہ گفتم اغلاط و فحش بنابر آن گفتم کہ او عارف است و نفس عارف
ہم عارف است و بعد آنکہ نفس در میان عرفان خود جولان گری کردن گیرد
گرد آوردن او دشوارے باشد پس اغلاط و فحش آید بضرورت۔ شنیدہ کہ
گفتہ اند کہ گہے در مقام ولایت دلیل بر مراجعت باشد و گہ در مقام محبت

در صفت بشری [illegible]
شیخ را ہمچو خود شناسد [illegible]
در امور غیری [illegible]
پیغامبران [illegible]

دلیل بر منقصت محبت باشد وگرنه در مقام معرفت دلیل بر کمال معرفت بود

از مجلس پیر بے اذن او بر نخیزد و از پیر چیزے التماس نکند

(۸۳) واگر از مجلس یکے خیزد بغیر موجبے و مصلحتے میان مردم او را بحماقت
و بر ذالت نسبت کنند خصوص پیش پیر بغیر امر او۔ و هر بار که پیر طرف او نظر
آرد او را هر بار روے بر زمین آوردن زیادتی باشد بر پیر مشکل می شود اما غض
بصر خویش کند و خود را گرد آرد و از پیر چیزے التماس نکند مگر خواندنی و گزاردنی
و گرفتن سخت بر نفس خویش آں نیز اگر بدل گزارد بهتر اگر پیر او را در دل افتد
فرماید دریں نسبت مزید بیشتر بود و سلامتی بیشتر بود و استقامت باشد
واگر شخصے پنج آیت می تواند خواند و غزلے میداند خواند پیش پیر نشاید مگر آنکه او
فرماید یا آنکه آں شخص آں کاره باشد چنانکه مطرب سخن در وی نیست۔

مرید مجلس شیخ را مجلس حق داند

(۸۴) مجلس شیخ را مجلس حق داند شیخ در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ
مُقْتَدِرٍ قدم یافته است همواره همدراں مجلس است و همان کار دست
موزه او است هر جا که نشسته است ازیں جداگانه نیست۔ مرید را نشاید که مجلس
او را مجلس حق داند زیرا که او با حق است چنانکه گفتیم۔ و خود را و پیر را در یک طبق
ننهد برائے فروختن یا وسجانی که گذر را پله و سنگے دگر است و از برائے خرید
مروارید و گوهر شب افروز کفه دگر دارد۔ و بسیار پیش شیخ نباشد اگر پیر
بیهایب آراسته است که او جز کمال معرفت عیبے ندارد ترا با او نه سنجد

مرید را لابد است که فرمان پیر بجا آرد

(۸۵) و هرچه پیر فرماید به میزان شرع سنجد هرچه موافق باشد اقدام
و طاعت ضروری است و اگر مخالف نماید اگر امرے فاحشی است
خود دراں باب تاملے و تانیی کند و اگر چه تاویلے و وهم عذرے یابد

مباشر شود تو نمیدانی او بعلوے واقف است کہ ترا ازاں شعورے وخبر
نیست حکایت خضر و موسیٰ علیہما السلام شنیدہ باشی کہ در ہر سلوکے ایں سخن
گفتہ اند و ایں سخن آوردہ اند جملہ تصرفات پیر را تصرف خضر علیہ السلام تصور کند
خضر علیہ السلام کودکے را کشتہ است ازیں فاحش تر کبیرہ نباشد و مع ذٰلک
وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ انباے میکند کہ چہا زاید و پیران چہا کنند و ایں ہمہ
بامر باری بودہ باشد وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ ایں معنی میگوید کہ من آں قتل
از خود نکردہ ام عَنْ اَمْرِیْ ایں کار من نبود ایں کار خدا بود خود کردہ است و میگوید
کہ من نکردہ ام خدا کردہ است اینجا تو بداں پیر کیست و چونہ کسے است۔

(۸۶) و پیش پیر مراقبہ و ذکر مشغول نشود ہمہ مراقبہ و ہمہ ذکر ہاں حضور
اوست تو ہمیں حضور او باش۔ خواب پیر بداں کہ خفتہ است بیداری او بدال
ہر از خواب خواستہ است بیدار شدہ است یا بیداری دارد کہ خواب طاری
خواہد شد۔ بدانی از پیر غافل بودن حرمانے کلی است یک سخن او بجائے رساند
اگر صد سال خدا را پرستی و واجبی پرستیدہ تا آنجا نبرد۔ ہر کسے در کارے
مہارتے دارد و پیر در رہ بری راہ حق استادی و مہارتے دارد رہ و راز
میداند و میگوید علیک بالجادۃ وان طالت و وَرْوار ہا ای شناسد از راہ
راست طرفے راستائے و جائے گشت کردہ است از کجے رکھچے زیرے
زبرے رہے پیدا آوردہ کہ رہ روان مسلک حق بصد سال تا آنجا رسند کہ
پیر بیک ساعت او را دراں محل نزول داد پس ہر چہ او فرماید ترا آں بایدی است
و ہر چیز کہ ترا فرماید کہ آں نسبتے بد و بکار او دارد بدانی کہ عظیم رحمتے است کہ

در باب من است ہمارہ بسر می باید برد و اتباع دستار و رفتار و گفتار ہمہ مریدان
را باید کالشرط اہم ہست. و البتہ باید نام پیر بر زبان بسیار رود بہر حقیرے و
کبیرے کہ او را پیش افتد. و برائے تصور پیر بدل محلے معین ندارد و وقتے
معین نکند و حالے معین نکند ہر وقتیکہ باشد ہر حالے کہ دارد ہر جائے کہ باشد
تصور پیر از دل خالی نباشد. پیر متجلی است عقیدہ بریں باید کہ او صاحب نفس
است یعنی ہیچ نفس بے مشاہدۂ غیب بر وے نمیرود و چوں دل مرید مستحضر دل
پیر باشد گہے چنیں ہم اتفاقے افتد کہ بینہما مقابلہ شود. پیر متجلی انوار قدسی بود
دایم متجلی است چوں عکس انوار قدس بر و ظاہر شدہ باشد و دل مرید مقابل آں
دل افتد عکس عکس بر وے ظاہر شود چنانکہ عکس آفتاب بر آب افتد و دیوارے
کہ محاذی آب بود عکس عکس بر آں ظاہر شود مثالش چنیں باشد شمس اکنوں زدہ
شود ہر چند کہ دیوار ہیچ قابلیت انعکاس آفتاب ندارد محاذی جرمے شد کہ
آں جرم قابل ظہور و انعکاس است آں ہم حظے تمام از و گرفت کہ او ابعد
مشقت و زحمت دل را آنچناں ساختہ بود کہ عکس پذیر شود و ایں بے مشقت
نصیبے تمام گرفت. معلوم شد کہ بدل توجہ بہ پیر چہ اثر دہد.

مرید نام پیر را بر زبان بسیار راند و در ہر جا و ہر حال تصور او دارد

(۸۷) و دائم خود را در حراست پیر داند و گمان نبرد کہ از وے کارے
میسر شود بتوفیق اللہ و بہ اعانت شیخ داند. ہر کرا ایں حالت ملازم است
و دائمی او باشد بعد از چندگاہ در ہر چہ بیند پیر را آنجا یابد. پیر صورتے و
معنی دارد متعلق صورت او شود کہ فیض آں معنی ہم با آں صورت است چو او
متعلق بآں صورت باشی ہر آئینہ فیض او بر تو تجلی کند. برادران

مرید خود را دایم در حراست پیر داند

می آید پس روی نبی کنید تا آنچہ بر نبی آمد بشما ہم رسد فلذالک پیر و مرید
صوفیان متاہلہ گویند مرید در دل پیر خدا را می بیند و پیر در دل مرید خود را
می بیند۔ توجہ بصورت پیر کارے مرتب است اندک چیز ندانی۔

اعتقاد مرید با پیر
مرید با پیر پیشم
اعتقاد باید داشت

(۸۸) و اقل اعتقادیکہ مرید را بر پیر باید کہ بداں لابدی است و بے
ازاں چارہ نیست آنکہ مرید داند کہ پیر ہر چہ میکند باذن من اللہ میکند
والبتہ بداند کہ ہیچ قدمے از قدم پیر او بیشتر نیست و دراں ایامیکہ
اوست بداند کہ ہیچ کسے از و بالاتر نیست و اگر نوعے محقق شود کہ دیگر
از پیر ش بیشتر است مثلاً فرض کنیم پیر پیر است باایں ہمہ ایں قدر داند
آنچہ مرا از پیر دست بدہد از پیر پیر دست ندہد و من بہ پیر پیر بہ پیر رسم
و اگر ازینجا خواہم بطرفے دیگر توجہ کنم ایں توجہ از دست برود و البتہ
بدست نیاید و اگر ہم بر پیر متعلق متوجہ ماند پیر پیر رحمتے و لطفے نماید داند کہ
مسکین صادق است عقد عقیدہ کہ بستہ است مستحکم تر است و ہم ہواں
نیست۔ حکایت خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و خدمت شیخ قطب الدین
و خدمت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہم بارہا گفتہ ام شنیدہ باشی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از معاذ رضی اللہ عنہ پرسید ہمہ شب چہ کنی گفت
ربع شب درود میگویم باقی بعبادت مشغول می باشم گفت اے معاذ
اگر توانی در درود زیادت کن بعد چند گہہ ہماں سخن پرسید معاذ رضی اللہ
گفت تا نیم شب درود تو گویم باقی بعبادت خدا مشغول می باشم گفت
اے معاذ اگر توانی در درود زیادت کن بار دیگر سوال را معاودت شد گفت

یارسول اللہ سہ ربع شب مشغول بدرود تو باشم یک حصہ بہ بندگی خدا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود اصبت فالزد اکنوں تراچہ گماں
رود کار خدا بہتر یا درود مصطفے کہ او آں می فرماید مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میداند کہ معاذ رہ بدو بجود نتواند برد اما اگر من واسطہ می باشم عن قریب منزل
بسر میرسد۔ ہمیں گمان بر مرید و پیر و پیر پیر

فرماں پیر را بر ہمہ مقدم دارد و در رعایت احترام ملازمان و مقربان پیر بسیار بجد باشد

(۸۹) واگر پیر کارے فرمودہ باشد و وقت نماز در آمدہ بجائے فریضہ
جماعت شدہ بتواں اگر آں جماعت فوت شود جماعتے دیگر بوقت تواں
رسید کار پیر را مقدم دارد کہ آں رفتنی نیست و در تاخیر آں زیانے فاحش است
تر آں قدر بباید دانست پیر بشر است بشریت با وے باقی است و خداوند
سبحانہ تعالے از جملہ نسب و اضافات منزہ است در کار او اگر تاخیرے
شود او باز و غضب نباید چہ غضب بروے اعتبار نیست اما غضب پیر از
خاصیت بشریت بسیارے در کار او بکند باشد۔ و نخواہم کہ مقربان
و نزدیکان پیر را ہیچ چیز برنجانی کہ او بشر است و بشریت با وے است و ایں
کساں تاچہ محل و تاچہ وقت با وے ترا ذکر کنند کار تو خراب شدہ باشد و
ترا ازاں آگاہ نہ۔ اگر وقتے پیر را رنجانیدہ و او از تو رنجیدہ است با آنکہ
عفو کند اما آں گرہ در سینہ بربستہ است تو بہوش باشی ہر بار در پیش
آید کہ ازیں شخص چنیں چیزہا زاید۔ ہر بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بر خواط انصاری رضی اللہ عنہ مزاح کردہ گفت چند چیز کہ از وے بعد
از اسلام زادہ بود البتہ بزبانش آورد وے گفت تو ایں چنیں کس ہستی

و آنکه هر بار خطبه میکردے وگاه گاهے این سخن در خطبه فرمودے نه آنکه شما آنانی
که سنگ می پرستید و مردار میخوردید و بچگان را زنده میکشتید و صله رحم
قطع میکردید عزت شما باشد و هدایت بما یافتید و امثال آن نه آنکه گذشته
ایشان بر زبان میراند و ایشان را تقریع و توبیخ میکرد و دلهاے ایشان را
بدان شکسته میکرد انید ازین تقریع و توبیخ کدام سخت تر باشد که گویند
ذلا لاً فاعز کم الله بی اگر در شما عقلے بودے و شما دانا بودے و در شما حکمتے
و فہمے بودے شما سنگے تراشیده نمی پرستیدے عاقل غیر خدا را نپرستد
دانی این کدام طعن است و لے طعنے عامے نه به یکے و فعلی نہ ا ترس از پیر
بیشتر از ترس خدا باشد. شنیده در مذهب امام مالک اگر کسے سب باری کند
پس توبه کند توبه او مقبول است غایت مافی الباب مرتد شده باز از ارتداد
باز گشت اما اگر سب نبی کند توبه اش مقبول نیست البته بکشند زیرا چه نبی از
عالم نسب اضافات است و دشنام میکه او را دهند و هم الحاق است مثلا
گویند والعیاذ بالله منها که آن نبی کاذب است و دشنامے صریح است کذب
صدق نسبت به انسان دارد پس آن از امور نسبی است و هم آن دارد که بذالحق
شود اگر او توبه کند توبه او قبول نکنند زیرا چه او را دران ورطه داشت اما سب
رب صورت الحاق ندارد هیچ اعتبارے زیرا چه او از جمله نسب اضافات
بیرون است غایت مافی الباب کسے دلیری کرده است بے ادبی کرده
است توبه کند عفو باشد۔

(۹۰) و در هر که معلوم شود که پیر را نوعے اهانت کند بصریحے و کنایتے

بد عقیدہ اند بسیار دوری گزینند

و اشارتے از وچناں تبرا کند کہ مرد زاہد از وجود شیطان و اگر مداہنت و مدارات را بمصلحتے روا وارد آں مرد مداہن باشد و مداری بود از حالش آں معلوم شود او را حمیتے در طبیعت او از طرف پیر نیست۔ چنانچہ علوی لشنیدن نام یزید چونہ میشود ہمچنیں مرید دیدن مخالف پیر و دیدن بد معتقد پیر و آنکہ بر پیر طعنے تشنیعے کند ہمیں مثال دارد۔ شنیدہ باشی الحب للہ والحب فی اللہ من اوثق عری الایمان۔

حرمت داشتن جامہ پیر و تبرک جستن ازاں

(۹۱) آں جامہ کہ از پیر یا بخصوص آنچہ ملبوس باشد آں را حرمت دارد پائمال نکند مگر بساطے یافتہ باشد یا نہالچہ یا غیر آں کہ لابدی است قدم بروے بدارد۔ و در حالت کہ طہارت و وضو نباشد آں جامہ را بدست نگیرد و نزدیک نیارد و در استعمال ندارد۔ والبتہ در آں کوشد کہ در اوقات متبرکہ و در ایام متبرکہ چنانکہ اعیاد و غیر آں بداں تبرک گیرد و آنرا بر خود دارد و شفیع حال خود سازد

حرمت داشتن جائے نشست پیر

(۹۲) جائے نشست و بود پیر را حرمت دارد چنانچہ او را پشت نمیداد و نمی ایستاد و بتواضع و انکساری استاد ہم چناں جائے نشست پیر با ایستد و بداں سمت روے بر زمیں آرد گوئی او نشستہ است و پائے پس باز گردد و روح او را داں مقام مشاہد داند او از ارواح خلاصہ است

ارواح خلاصہ را طی مکان و طی زماں است

و ارواح خلاصہ را طی مکان و طی زماں است ہمدراں ساعت واحد پیر در مدفن است پیر در مجلس است پیر در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ است اگر کسے از مریداں دل اصاف شفاف کردہ است ازو پرس کہ او گوید آرے سخن ایں است کہ او میگوید۔

ربط قلب با پیر

(۹۳) من دریں جملہ کہ با تو گفتم ربط قلب کہ در کتابہاے سلوک می‌نویسند در ابتداے ذکر یا در شغل ذکر ربط قلب بر پیر مستقیم دارم من دریں عبارت تمام گفتہ ام ترا خداے تعالے فہمی دادہ است دانستہ باشی۔

تصور کند

(۹۴) ہر یارے از اصحاب شیخ را باید نسبتے مخصوص تصور کنی۔ پیر آبے عمیق رواں است ہر طرفے از وے جویہا بردہ اند از ہر جوئے در کشتے آب رسیدہ تخمے کہ دراں زمین ریختہ اند تخم بر آید ہماں بار آرد۔ جاے جو جاے گندم جاے شالی۔ ہر یکے از پیر نصیب گرفتہ است اما حسب استعداد او فیضے بدو رسیدہ است۔

(۹۵) در امور بشری پیر در اتباع آں اہتمام نورزی تو بشری خود را میدانی ہمچنے کہ ترا ز انکار نباید آنقدر اتباع کن مثلاً پیر اکثر انساء او اغلب تقرباہست ایں اتباع را ہوس نبری مگر در خود ایں آنچنی یا ایں قوت احساس کنی و کذلک در بشریات دگر۔ اگر در پیر احساس کنی کہ ذخیرہ میکند آنجا نیز ہمیں حکم دارد در باب پیر ایں تیقن باید کرد کہ او ہرچہ ذخیرہ میکند باذن من اللہ میکند و ہرچہ خرچ میکند باذن من اللہ میکند پس در جمیع امور اتباع نباید۔ در معاملات اتباع است در الہیات نہ۔ من در بعض امور مبالغہ میکنم سبب آنکہ ہر مردم را در فہم نباید۔ پیر را ہمچو شجرہ موسیٰ تصور باید کرد و کلامیکہ موسیٰ علیہ السلام از شجرہ می شنید کلام پیر را ہمچناں بباید دانست۔ ایں استحالتے نہ پنداری کہ در وراے شجرہ او تعالی سخن گوید یا آفریند اگر در وراے زبان کسے سخن گوید چہ محل انکارے ہمیں قیاس دست و پا و چشم حضرت قدسی [illegible]

اتباع پیر در معاملات است و در الہیات نہ

وبی بصحت شنیدہ باشی دراں چہ بیان زیادت کنم۔

تحقیق کلام پیراز متفقہ نکند

(۹۶) واگر پیر سخنے گوید تحقیق آں از متفقہ نباید کرد تحقیق آں ہم از پیر شود فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہمیں بیان کردہ است اہل الذکر اہل مشاہدہ اند اہل معاینہ اند۔

مرید را پیر پرست باید بود

(۹۷) چنیں گویند کہ مرید پیر پرست باید یعنی پیر مظہر انوار لاہوتی است ورائے او تجلی رب است تعالی پرستیدن او نیست پرستیدن حق است پس فایدہ ایں صورت درمیانہ چہ باشد برائے تثبت حضور را زیرا چہ صورت پیر مشاہد و معاین تو است عین بعین تصور می شود تصور غایب باسمہ غایب است خطرات و لمات و وساوس آنجا بسیار مزاحمت دارد۔

مرید را دو کار است تخلیہ و تجلیہ

(۹۸) ما را دو کار است تخلیہ و تجلیہ۔ تخلیہ عما سوی اللہ۔ تجلیہ التزام توجہ اللہ۔ اصل کار تجلیہ است تخلیہ برائے تثبت ایں تجلیہ است بینہما ملازمت کلی است فکلما تخلی تجلی وکلما تجلی تخلی۔ چنانکہ فنا و بقا حضور و غیبت۔

تصور پیر

(۹۹) و تصور پیر را ایں چنیں کند کہ خود را در محضر او در مجلس او حاضر تصور کند ویا پیر را در دروں دل تصور کند یا خود را عین پیر تصور کند۔ ایں نیکبختاں دانند ایں مراقبہ نیست ایں مشاہدہ نیست ایں مکاشفہ نیست ایں معاینہ است یعنی عین بعین۔

دوستی و محبت پیر

و دوستی پیر آں باشد کہ ہیچ چیز او را از پیر دوست تر نباشد۔ اگرچہ زن و فرزند و ہر کہ ہست واگر وقت مردن بیاد پیر میرد نہے کار بسیار صوفیاں اند کہ پیر را ہمچو استادے و معلمے دانند ما ہمیاں ما و خواجگان ما پیر معشوق ما است و ما عاشق پیریم ہیچ یکے را باز او نہ بہیم و ندانیم کہ

جنید رضی اللہ از و بہتر بود و یا بایزید رحمۃ اللہ علیہ یا کسے دیگر یا آں عدیل و بدیل ایشاں است۔ ما پیر و مصطفےٰ و خدا را یکے دیدہ ایم یکے دانستہ ایم من آں دو بیت را کہ گفتار او حد گرانی است رحمۃ اللہ علیہ از زبان خواجہ خود شنیدہ ام

بیت

گفتم کہ پیامبری تو یا پیر گفتا کہ دوی ز راہ برگیر

چوں نیک بدیدم ایں نکو بود او و من و پیر ہر سہ او بود

آنکہ بدانی کہ از فرمان پیر تقاعد مکن کہ ندانی کہ او نیک بخت است پیر سفیر اللہ است ایں خزانہ الٰہیہ است ہرچہ ترا رسد از دو از دست او رسد

(۱۰۰) بر مبتدی فریضہ باشد ہر حادثہ و واقعہ کہ او را پیش آید پیش پیر گزراند و اگر پیر آنرا تعبیرے و تفسیرے فرماید یا نہ و ذٰلک مفوض برائے او ترا گزرانیدن ناچارہ باشد۔ اما متوسط و منتہی را باید ہر چیزے پیش پیر نگذراند مگر چیزے در پردہ پردہ گذرا و نسبتے وارد۔ چنیں ہم باشد کہ مرد نارسیدہ را و کار ناتمام کردہ را چیزے نمایند کہ مرداں انتہا را غیرت و مار از سر ایشاں برآرد آنقدر زیانکار ایں مرید باشد ناگہاں غیرت بکار شود نتوانی و آں دیدار و از پیر سرے بتعیین نطلبد و آنچہ نقد وقت او باشد بر ہر کسے از اں حکایت نکند۔ و ہر واقعہ و خوابے کہ بیند اگرچہ انبیا و اولیا را بیند بمقابل آں فضل نباشد کہ پیر را بیند۔ و جملہ پیراں را برہ و براں واندورہ پیر قریب تر و سودمند تر بیند۔ و در نماز پیر را تصور طرفین کند یا خدا و را امام خود بیند یا در درون دل خویش داند و خطابات قرآنی را اگر در غلبہ وقت با پیر می شود بدال التفات

نکند وبدانداں متاع البیت یشبہ رب البیت پیر ہم از انجا آمدہ وکو
وپر توے از انجا آوردہ است۔

در سماع حمل بر پیر باید کرد

(۱۰۱) و در سماع البتہ حمل بر پیر باید اگر طلبے واگر وصلے وہجرانے واگر نظارۂ
جمالے وحرکتے وسکنتے ہم با پیر خوشتر آید۔ ایں حکایت از شیخ نظام الدین
قدس اللہ سرہ العزیز درست تر شنو او گفتہ است قدس اللہ سرہ حق خرقہ شیخ
ہر بیتے کہ از گویندہ شنیدم جز بر ذات پاک شیخ حمل نکردم نگر کہ حالت سماع چہ
نازک حالتے است وشیخ نظام الدین محمد بداونی را رحمۃ اللہ علیہ دراں حالت
جز حضرت پیر چیز دگر نیست اللھم اھدنا الی سواء الصراط۔

پیر را مثال ساقی تصور کن۔

(۱۰۲) پیر بمثال ساقی تصور کن کہ شراب سحاب ومعارف از دست او
قوال یافت شنیدہ کہ فردا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ساقی باشد تشنگی نرود مگر آنکہ
از دست او قدح نوشند پیر را ہمیں داں مرتضیٰ سرور مشائخ است پیر نائب
او است للنائب حکم المنوب ہمی باید دانست۔

مرید را اتباع پیر واجب است اگرچہ از پیر پیشتر رود

(۱۰۳) واگر مرید از پیر پیشتر رود باید کہ اتباع او نگذارد و در صف مشائخ
فردا آمنا وصدقنا او را پس پیر لیسانند با ہمہ مرتبہ کہ او را است او را بنام پیر
خوانند مگر آنکہ روشنے و در زشتے بر حسب زمانہ یا باذن من اللہ یا اجتہادے
صادق او را روی نماید ایں اقسام ازیں جملہ مستثنےٰ باشد۔ با ایں ہمہ کہ مرید از
پیر پیشتر است توجہ با پیر میکند۔ ہر چند کہ شرعاً معصوم نیست وخوف عاقبت
بر ہمہ باقی است با پیر جز آں گماں نبرد کہ او مقبول وموصول است وایں را
یقین داند وایں اعتقاد بر یک فرد نیست کہ اکثر مومناں ہمچنیں اند وایچنیں

پیر را اعتقاد درست دارد کہ او مقبول وموصول است

باشد و ایں در شرع قادح نیست و اگر نہ توجہ درست نیاید۔

(۱۰۴) و اگر پیر را در خواب یا در واقعہ و یا بنی را بحالت متکرہ بیند آنرا بدو نسبت نکند بحال خود کند بداند کہ حکایت حال من است کہ مرا بدیں صورت میکنند می نمایند۔ یا خود بداند کہ در جہاں حادثہ شود کہ حالت خلق خدا بدیں آید۔

(۱۰۵) و البتہ مصاحبت و مجالست جز با مستعدان و با پیوستگان پیر نباشد۔ و ہرچہ در رہ پیر بذل کند منت آں بر سر و چشم خود نہد و شکر بجا آرد کہ ایں ہمہ برکت پیر بود کہ موفق بدیں شدم۔ و آں سخنے کہ پیر بر و نہد سبب مزید خویش داند۔

(۱۰۶) و اگر پیر جمیل باشد و مرید را عشق بر جمال ظاہر او افتد زہے سعادت آں مرید و زہے رہے نزدیکتر کہ حق او را ابو محمد حسینی ادام اللہ حیاتہ ابتلائے یا پیر داشت کہ اگر با آں کہ ہم استماع آں در تحمل تو نباشد و اعتقاد چنیں مستحکم باید کہ از دیدن خارقے و غیر آں مستغنی باشد۔ و کلی و جزئی خود پیش پیر عرضہ دارد۔ مگر آنکہ پیر صاحب قبول باشد و آیندہ و روندہ بر وے بسیار بود گفتن دشوار باشد۔ دریں باب ہم بدل توجہ شود و کار را بپیر گذارد و خیریت آنرا ہم بدل از پیر طلبد۔ و باید کہ ایں مرد را در جملہ امور از بہانی و شادی و غم ہمہ با مستعدان و مریدان پیر باشد صحبت جز با ایشاں نکند اگرچہ مرد عامی یا از احتراف است تشبہ ہم ایں چنیں مرشد را گویند۔

(۱۰۷) پیر بمثال مرضعہ است و مرید بمثال رضیع۔ رضیع اگر از مرضعہ در ایام رضاع باز ماند ضائع شود و چوں آں ایام رسد کہ آں ایام را فطام گویند

بہیچ حال مرد را از
پیر استغنا نباشد

یعنی از شیر جدا شود هم از تربیت دور شدن ضیاع او باشد تا آنجا رسد که او خود را
تواند شست و خود را خود از موذیات و از مہلکات باز تواند داشت ہم از
تربیت مستغنی نشود و اگر نه خراب گردد و اہتدا کلی نباشد۔ بعد آنکه ایام رشو
آید ہم احتیاج بتربیت باقیست ورنه نجیب نشود بے ہنر آید۔ و بعد آنکه
در ایام بلوغ آید آن ایام دیوانگی و مستی است آغاز ہوا ہا و ابتدائے شہوتہا
است جائے افتد که غرق ہوا ہا باشد از آنجا ہم بیرون آمدن دشوار باشد
مگر بصحبت دانائے حکیمے عالمے۔ و بعد آنکه ایام شباب رسد خود مراد شود
جہان را تجربه نکرده است چیزہا پیش آید خیر و شر آنرا اندر حوادث و طوارق بیشتر
و بیشتر نیامده است نشنیده۔ بیت

مرد خردمند ہنرمند را عمر دو بایستے اندر شمار
تا بیکے تجربه آموختے واں دگر تجربه بردے بکار

از ایام جوانی تا بکہولت یک عمر است۔ از کہولت تا شیخوخت و کہنگی روزگار
دوم عمر است۔ مرد با تجربه و ہر چیز را شناخته و ہر یکے را پایگاہے داشته و
دانسته و بر محل او قرار داده۔ المقصود مبتدی که ہیچ ره روی کار نیافته است
بر مثال رضیع است اگر از پیر جدا شود ہلاک گردد ہیچ چیز ازو نیاید۔ ایام فطام
بر مثال آنست که مبتدی را شیئے ائی از غیبیات برو ظاہر می شود چنانکه
نورے و نارے صورتے دیدن آوازے شنیدن خوابے و واقعه مرجوے
دیدن۔ و ازاں پیشکه خود را خود تواند شستن و خود را خود از موذیات و مہلکات
نگاه داشتن رشدے و روئے نمود است و رشدے پیش آمده است

دربعض اوقات تنبیہ می شود در واقعہ یا در خواب یا در بیداری و ایام رعونت
بداں ماند کہ اول قدم در مقام توسط نہادہ است و کمال آں پیش نیامدہ
گاہ گاہے تلوینے می شود و استتارے بداں می افتد این نیز ایام غرور و
سرور است و غرور و سرور خالی از شرور نباشد خود را چیزے داند و بداں مغتر
گردد زیانکار وقت او باشد۔ آں زمانے کہ حکایت از اں زیاں کردن ہمیں
باشد کہ از آتیات و جائیات حرباں پیش آید صفائی واردات نباشد
ونقیہ صادرات نشود۔ اما چوں ایام بلوغ آید وقت دیوانگی و مستی است
تجلیات می شود کشوفات پیش می آید و آں تجلیات و کشوفات او را بزہ
می برد تحمل برنا شائستہ دارد بگوید تو از اں من و من از اں تو میاں ما بیگانگی
نہ از اینہا چرا بازمی مانی ایں بیچارہ محروم شدہ از بسیار فرید و از شہود غیب
محروم گردد۔ جہاں آں در جہاں عارفاں دریں غرقاب خلاب افتادہ اند و البتہ
سر بر آوردن نتوانستہ اند کشیدن زیرا چہ چیزے است ملذوذے
مرغوبے ہوائے با فضلے و نولے او میگوید خدا میفرماید و مرا بدیں میدارد
و بدیں از بیگانگی دور میکند میگوید ان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ او
میگوید در حمی کسے در آید کہ در محارم باشد معاذ اللہ من ہذا المقال الواہی
آں ہم ایام شباب بداں ماند مرد چیزے تجربہ کردہ است و حقایق و
معارف را کما ہو شناختہ است ولکن او تعالی مکار است وَمَكَرُوا
وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ازیں حیلہ حکایت کردہ است او را از آں
نماید و بداں دارد کہ او از ہمہ خود را فایق و بہمہ چیزہا ذایق بیند و در واقعہ

این حال برابر از بے استغنا نباشد

یعنی از شیر جدا شود هم از تربیت دور شدن ضیاع او باشد تا آنجا رسد که او خود را
تواند شست و خود را خود از موذیات و از مهلکات باز تواند داشت هم از
تربیت مستغنی نشود و اگر نه خراب گردد و ابتدا کلی نباشد۔ بعد آنکه ایام رشد
آید هم احتیاج تربیت باقیست ورنه نجیب نشود بے هنر آید۔ و بعد آنکه
در ایام بلوغ آید آن ایام دیوانگی و مستی است آغاز هواها و ابتدای شهوتها
است جاے افتد که غرق هواها باشد از آنجا هم بیرون آمدن دشوار باشد
مگر بصحبت داناے حکیمے عالمے۔ و بعد آنکه ایام شباب رسد خود مراد شود
جهان را تجربه نکرده است چیزها پیش آید خیر و شر آنرا نداند حوادث و طوارق بیشتر
و بیشتر نیامده است نشنیده۔ بیت

مرد خردمند هنرمند را — عمر دو بایستے اندر شمار
تا بیکے تجربه آموختے — وال دگر تجربه بردے بکار

از ایام جوانی تا بکهولت یک عمر است۔ از کهولت تا بشیخوخت و کهنگی روزگار
دوم عمر است۔ مرد با تجربه و هر چیز را شناخته و هر یکے را بدیگرے وا شناخته و
دانسته و برمحل او قرار داده۔ المقصود مبتدی که هیچ ره روی کار نیافته است
بر مثال رضیع است اگر از پیر جدا شود هلاک گردد هیچ چیز از و نیاید۔ ایام فطام
بر مثال آنست که مبتدی را شئے ای از غیبیات برو ظاهر می شود چنانکه
نورے دنارے صورتے دیدن آوازے شنیدن خوابے و واقعه مرجوے
دیدن۔ و ایام آنکه خود را خود تواند شستن و خود را خود از موذیات و مهلکات
نگاه داشتن رشدے و روئے نمود است و رشادے پیش آمده است

دربعض اوقات تنبیہ می شود در واقعہ یا در خواب یا در بیداری و ایام رہوف
بداں ماند کہ اول قدم در مقام توسط نہادہ است و کمال آں پیشیں نیامدہ
گاہ گاہے تلوینے می شود و استتارے بداں می افتد این نیز ایام غرور و
سرور است و غرور و سرور خالی از شرور نباشد خود را چیزے داند و بداں مغتر
گردد زیانکار وقت او باشد۔ آں زمانے کہ حکایت از آں زیاں کردن ہمیں
باشد کہ از آتیات و جائیات حرماں پیش آید صفائی واردات نباشد
و نقیہ صادرات نشود۔ اما چوں ایام بلوغ آید وقت دیوانگی و مستی است
تجلیات می شود کشوفات پیش می آید و آں تجلیات و کشوفات او را برے
می برد و تحمل برنا شایستہ دارد بگوید تو از آں من و من از آں تو میان ما بیگانگی
نہ ازینہا چرا باز می مانی ایں بیچارہ محروم شدہ از بسیار فریدہ و از شہود غیب
محروم گردد۔ جہاں آں در جہاں عارفان دریں غرقاب خلاب افتادہ اند والبتہ
سر بر آوردن نتوانستہ اند کشیدن زیرا چہ چیزے است ملذوذ سے
مرغوبے ہوائے با فضلے و نولے او میگوید خدا منم بایدہ و مراد دیں میدارد
و بدیں از بیگانگی دور میکند میگوید ان لکل ملک حمی و حمی اللہ محارمہ او
میگوید در حمی کسے در آید کہ در محارم باشد معاذ اللہ من ہذا المقال الواہی
آمدیم ایام شباب بداں ماند ہر چیزے تجربہ کردہ است و حقائق و
معارف را کماہو شناختہ است ولکن او تعالیٰ مکار است وَمَكَرُوا
وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ازیں جملہ حکایت کردہ است او را ازاں
نماید و بداں دارد کہ او از ہمہ خود را فائق و بہمہ چیز ہا فائق بیند و در واقعہ

درکمین چیزے دارد کہ نظر این ازاں دقیقہ غافل است۔ اینجا نیز کسے باید کہ
او پختہ کار باشد و سوختہ روزگار باشد و بسیار تقلبات و تحویلات ور افتادہ
شدہ باشد و بسیار مکرہا بر وے باختہ باشند و بسیار بار آئینہ را بر روے او داشتہ
اند و گفتہ اند کہ این روے آئینہ است و در واقعہ آں پشت آئینہ است
کرّات و مرّات در غلط و خطا انداختہ اند درین بحر و درین شط بسیار غوطہ و غوطہ
در رفع و وضع دیدہ است بسیار تموجات و تمرجات بحر را تجربہ کردہ در صحبت
این چنین مرد شاب کہ تا بکہولت رسیدہ است از بسیار کمینہا و مکرہا خلاص یابد
و اگر آں پیر را پرسی او گوید ہنوز در تقلبات و تحویلات ہستم و از مکر خالی نہ ام
سخن بر تو راست میگویم اگر مرا پرسی بدبخت کیست گویم آں کہ از فرمان پیر
جدا شد آنکہ صحبت پیر را ترک آورد و خود را بہواے خود و مراد خود واہشت
باش بہر حالتے کہ ہستی و تا آنجا کہ رسیدۂ اگر صحبت پیر میسر است مگذاری۔
اینجا چیز ہائے است دقیقہ و لطیفہ است کہ ہر نظرے و ہر بصیرتے آنرا
احساس نمی تواند کرد۔ و من ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام
با خود گمانہا داشتم چوں او از من رفت محقق شد کہ بسیار کارہا بستنی
کردن کہ آں احتیاج بحضور او داشت اما چوں باز ہم بدو پیوستم چنانچہ حق
پیوستن است او از من غایب نشد و تربیت بساعت فساعت از من
دریغ نداشت تا آنکہ این کہ گفتم از فہم خود نہ بحجر و علم۔ ہیچ معلوم تو ہست
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم با صحابہ رضوان اللہ علیہم چہ تکمیل کرد و
بعد از فوت او از ایشاں چہا زاد ازیں حدیث منع میکند اذا ذکر اصحابی

بدبخت است آنکہ از فرمان پیر جدا شد و صحبت پیر را ترک کرد او بہر حالے کہ ہستی و تا ہر جا کہ رسیدۂ حاصل کردہ صحبت پیر را مگذار

ہم صحبتی مصنف حضرت با پیر خود و او شاں را در خوابہا و در سلوک پیش آمدن بعد از رحلت پیر و امداد او از روحانیت پاک او شاں

فاسکتوا و گرنہ شمہ میگفتم ہم بریں قیاس پیران و مریدان را گیر۔ وآں مریدیکہ
اوراجاہ و رسر باشد خود را بجائے رسیدہ بیند و قوت رسانیدن ہم در خود
احساس کند خواہد کہ البتہ از پیر جداگانہ شود دلبری و سروری پیشہ گیرد او تحقیقت
ذوق حقائق نگرفتہ است و چنیں دانم آنقدر ہم بصور و اشکال غیبی او را ابتلاے
و گرفتارے پیش نیامدہ است اگر ایں نوع نقد وقت او بودے او بدینہا میل
نکردے او از خود و از مقصود خود فارغ است فراغت می بیند آنکہ ایں
وہمیات و ایں خیالات مزاحم وقت او می شوند و ایں بیت نشنیدہ است۔

بیت

مرا بجنانہ خمار ہر بد و بسپار — دگر مرا بغم روزگار مسپاری

(۱۰۸) و دیگر اگر ترا قوت ارشادے و ہدایتے شد آنکہ خود را نصب ایں
کار کردن چہ معنی دارد نہ آنکہ نظر بظاہر کار است مگر آنکہ قہرے از پیر باشد و امرے
از مصطفی شود و تہدیدے از خدا رسد اگر ایں چنیں کسے در ایں رہ قدم نہد و دست
فراز و خواص و عوام را دعوت کند شاید۔ و اگر پیر را مصلحت افتد کسے را لیے
آنکہ مقام ارشاد دارد او را فرماید دست بتوبہ دہد بقدرے کہ او دست مرداں
رابداں دعوت کند شاید پیر بسبب عہد آخر الزماں کہ توبہ کردن ہم عزیز کار است
فرماید نکو کاریست ایں اما اگر مرید پیر را بعد پیوند و ارادت طلب در سر افتد و
پیران گفتہ اند ہر کہ پیوست پیوست بدوم جا توجہ کردن ارتداد باشد اکنوں
اینچنیں بیچارہ ضائع ماند و از و بدیگرے نتواند رفتن و دیگرے ورا دستگیری
نکند سبب آنکہ او را متوجہ الیہ متحد نیست پس راہ او زدہ باشد۔

(۱۰۹) البتہ از پیر علمے کہ در اصول سلوک محتاج الیہ نیست مطالبہ آں

مدعی حصول اجازت از پیر بیک ... در دست گرفتن چہار ... احتیاط باید کرد

مطالبہ از پیر مطالب علمیہ

مرید از پیر منتظر خارق عادت نباشد

علم نکنند والبتہ منتظر آں نباشد کہ از پیر خارقے بیند۔ دریں باب چند احتمال
دارد۔ پیر خارق دارد اما اذن باظہار خارق نمی یابد یا او خود اظہار نمیکند
بسبب آنکہ قصہ فاش شود مردمان وقت او را غارت کنند یا خود امتحان
دارد کہ ببینم میاں پیوستگان کہ بر شرط اعتقاد است وکہ متوہم و متخیل است
ہر کہ برویت خارقے معتقد شد او مردے متوہم و متخیل است بر اعتقاد او اعتماد
نیست و آنکہ او یقین دارد کہ پیر کشف یقین دارد معتقد او را شمرند۔

مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروج نیست و ایں عروج بچند طریق باشد

(۱۱۰) و بہ تحقیق است مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروجے نیست
و ایں کہ عروج شود بچند طریق است یکے ہماں پیر یا کسے بجائے پیر او را در
کتف خویش شاند و گوید مرا محکم بگیر بالتزامے والتصاقے سخت تا آں کہ بالا
برد بقوت طیران خویش و رسے پیش آید پیر زود دست براں در زند درونیان
پرسند کیستی تو او بگوید فلاں بن فلاں و آں مرد از آنہا است کہ بارہا رفتہ است
و کسے را بردہ است و بنام او در میکشایند گویند کرا برآوردی گوید فلاں بن
فلاں را او از آں من است او را دریں مرتبہ رسانیدہ ام کہ تا اینجا آید بعد آں
بر و در بکشایند القصہ بطولہا است اما مقصود من ہمیں قدر بود۔ و دیگر را بیارند
براں دابہ سوار کنند معلوم نباشد کہ آں دابہ در رہ میرود یا میپرد اما بچند پلک زدنی
او در سماوات رفتہ باشد۔ و دیگر با شیب سنگے پیش آید و یکے پیش شدہ الی اللہ
الی خواند طرف خود ایں دنبال او شدہ برود۔ ایں ہمہ چیز بے رہبری
پیر نتواں رفت۔

مرید را از الہامات پیر

(۱۱۱) و ہر چہ از الہیات پیش آید پیش پیر گفتن لابدی باشد خصوصا

اول حال پس آں کہ مرد پختہ و قوی حال شدہ باشد ہر چیز را خود تعبیرے میکند
واشارتہا فہم میکند اکنوں کار بدست اوست اودا ند۔

(۱۱۲) و پیر را در قالب خویش بجائے جان خود تصور کند بلکہ جان جاں
واگر در ادعیہ در غلبہ حال خطاب بر پیر کند از اں استعاذہ نکند و آنرا اثرے نداند
مرد مغلوب است بچیزے مخصوص و ماخوذ نیست و موجب آں سرے است
کہ با پیر است قہر آں سر بریں می آرد کہ او را از و تمام بستاند۔ واگر در صورت پیر
جمالے نباشد تصور آں صورت بتصور پرتو نور قدسی کند تا چناں شود کہ آں پرتو نور
قدسی او را بیاراید و جمالے بکمال بخشد۔ واگر بیند پیر در روے تصرفے میکند
تعبیر کند کہ از خلاصہ او و خواص او نصیبہ شود و اطلاع بر تمام اسرار او شود واگر
برعکس افتد بداند کہ آں مرد جاے رسد کہ پیر را از اں رشک و غیرت آید و پیر
خود را از اں مرتبہ دور بیند و پیر را از و نصیبہ وافر شود و بواسطہ و مرید بیشتر
باشد پیوستگان بجاے رسند و بواسطہ او پیر را ذکرے و نامے میان
مرداں باشد۔

(۱۱۳) والبتہ در نظر پیر خود را بصورتے آراستہ نماید آنچناں کند کہ پیر
بداند کہ او صالح و طالب و واصل است چنیں و چنیں کسے است۔ پیر مرد
کامل است و خداوند میگوید انا عند ظن عبدی بی چوں آں پیر درباب
او ایں گماں برد کہ او را از خداوند تعالیٰ ایں نصیبہ است ہر آئینہ آں بدو رسد
واگر گماں ناشایستہ برد خوف آں باشد کہ او را آں پیش آید کہ
ظن المؤمن لا یخطی۔

پیش آید پیشی یا غرض آں لابدی است

مرید پیر را در قالب خویش بجائے جان بلکہ جان جان خود تصور کند

مرید را باید کہ در نظر پیر خود را آراستہ نماید

(۱۱۴) و با هر که او را مقابله شود اگر با ابدال و اوتاد و یا خضر علیه السلام و ارواح
خلاصه و غیر آں او از همه روگردانیده رو به پیر آورد۔ و اگر از پیر سخنے از حقائق
و معارف بشنود آنرا اصول نسازد و مسئله بران تفریع نکند و هر چه در حکایت و
سخن پیر فرماید آنرا حجت نسازد و هر چه او را فرماید او را آں باید کرد۔ و البته زلت
پیر را حجت نسازد و مثلاً پیر در محلے غضبے افراطے کرده است ترا نشاید پس روی آں
کنی و تو هم همچناں غضب رانی گفته اند زلت پیران حجت ساختن نباید نخستی است
اگر پیر سماع عورت شنید ترا نشاید عورت را پیش نشانی و سماع او بشنوی و در قصی
گفته ام که پیر هر چه میشنود از خدا میشنود و هر چه میکند با خدا میکند ترا اینجا مدخلے
نیست۔ و اگر پیر از آینده و یا از شنونده حکایتے گوید و آں برخلاف افتد ترا
نباید اعتقاد نوعے دگر کنی۔ این شعبده گری الهیات است تو اینجا نرسی جمله
محققان و عارفان و اولیا و انبیا اینجا گم اند اطلاع بحقیقت کسے را میسر نیامده است۔

مرید را اگر با ابدال و اوتاد هم ملاقات شود از همه روگردانیده رو به پیر آورد
مرید را هر چه پیر فرماید بران عمل کند و زلت او را حجت نسازد

(۱۱۵) اگر پیر را در خواب یا در واقعه بینی که پیر مقهور یا رسیت مر ترا نماید که
او مردود حضرت است بدگمان نشوی او را با دوستاں خود بسیار از ینها رود و
اجانب را خبر نباشد همال دوستاں دانند بسیار باشد که دوست مردود دست
خویش را و شناختها جهان و انکار ها کند و بیزاریها ورزد و در پیش آں دوستی باشد
که حد وصف و اندازه گفتار نبود۔ یکے را شیخ الاسلام و سید القوم و زین الناس
خوانند و هم چنیں خطابها کے که مردم غلام است و بازیکے دگر باشد او را رند خوانند
لوندے خوانند لقاره هر وه رکو بید و عربده ناک خوانند و دیگر دشنامهاے چند
اند هر گفتن خوش نمی آید۔ آنا که مقدم گفتیم آں حکایت بزرگان و سران

مرید اگر پیر را در خواب یا در واقعه مقهور یا ری بیند بدگمان نشود از رابطه دانست که با حق ازیں چنیں معاملات بسیار افتد

سروراں است۔ دوم کہ گفتم صفت مقربان و محرمان است کہ میان ذوالنفر بیگانگی
نیست او را جز بطریقہ بے ادبان نمی خواند۔ دیدہ و شنیدہ باشی بچہ را کہ تو دوست
داری بنامے و لقبے صغیر و محقر خوانی از بس دوستی و ہواخواہی و بجز نہایتے محرم
می باشد با وے کہ دراں جزئیات جز ایں کلمات نباید لیکن بچہ و کودکے دیگر کہ
در بعض بشریت تو محرم نشد با وے چنیں بود و حکایتہا کہ از آں تو او داند کسے نداند
آں فلاں خواجہ و فلاں شیخ و فلاں ملک ایشاں را ازینہا خبرے نباشد شعورے
نبود۔ حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفتہ باشم و تو بارہا از من شنیدہ باشی
مکرر چہ کنم۔

مصراع

اینجا نرسد زورق ہر سودائی

و حکایت شیخ فریدالدین رح و شیخ بہاء الدین رض ہم بارہا گفتہ ام و تو شنیدہ
لئن اشرکت لیحبطن عملک آخر ہم ازیں قبیل است۔

سخن فقیہ را برابر معاملہ و کلام وجیہ برابر کردن مصلحت نیست

(۱۱۶) و یکے کلی می باید کرد سخن فقیہ را برمعاملہ و کلام وجیہ برابر کردن
مصلحت نیست۔ چہ گوییم با تو بعض فقہا ہم چنیں گویند ہر کہ گوید در دنیا
خدا را دیدم بکفر کافر است ہر کہ ایں سخن بگوید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
و اگر توفیق یابد بنوعے پیر را خدمتے تواند بچیزے بدہے و قدمے بمالے
بمنال منت بر جان خود نہد و شکر پیر بجا آرد کہ مرا ایں توفیق داد و اگر
عنایت پیر نبودے مرا ایں توفیق نبودے و البتہ روزے و ساعتے خالی
نباشد کہ برائے پیر ان شاء اللہ بدو دعا طلبد دعا کند و درازی عمر او خواہد
و مزید قربت برائے او را خواہد ہر چند ازیں چہ زاید و چہ کشاید اما بدیں چیزہا

[illegible]

اخلاص وہوا خواہی درونہ معلوم شود ہر چہ بدست اوست آں میکند و اگر پیر
ازجہاں رفتہ است بروح او چیزے دادن و چیزے خواندن۔ و ہمہ روز
و ہمہ ساعت خفتن و خوردن و نشستن و خواستن باید پیر پیر بزبان او باشد

اعتقاد مرید با پیر

و مرید اپرسند پیر را با انبیا چہ نسبت می ہنی گوید عقیدۂ ما ہمانچہ ہست ہست
اما میاں بزرگان من تفرقہ نتوانم کرد و فیہ اشارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ و جائے دیگر گفتہ و ما
من نبی الا ولہ نظیر فی امتی و جائے دیگر گفت علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل و بعضے افضل ہم گویند۔ ایں فضل ابتدائی نیست۔ اگر پس وی
محمد گویند شاید۔ در دیباچہ ہا خواندہ باشی والصلوۃ علی محمد والہ صلوۃ
بر آل نگویند اما تبع نبی میگویند۔ بجائے بزرگے و سرورے را جہان طلبند چند کسے
خادمے و غلامے کسے نعلین گرفتہ کسے چہ و کسے چہ برا برآں مرد باشند و
بجملہ طعامے و آبے و بخورے و مجلسے کہ برائے او را باشد ایشاں ہمہ دراں
شریک باشند۔ و بزرگے دگر باشد کہ ہمسنگ آں بزرگوار است اما دریں مجلس
او را استدعائے نیست آں ملازمان او و آں خادمان و غلامان او اگر
ہمچنیں گویند کہ ما آں چشیدیم و آں دیدیم و آں خوردیم کہ آں بزرگوار ازاں
چیزے ندارد و اگر بداں مباہی و تفاضلی کند شاید ایں فضل آں بزرگوار است
نہ فضل ایشاں۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود الا و قد صببت فی
قلب ابی بکر پس در دل ابی بکر رضی اللہ عنہ آں ریختند کہ در دل مصطفٰی
ریختند و مصطفٰی بچیزہا مخصوص است اگر دریں محل گوید چیزے کہ مراداہ اند

کسے را نداده اند شاید۔ وگفتند انفسنا وانفسکم علیؓ نفس محمد داشت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم و رضی اللہ عنہ پس انچہ در محمد باشد در علیؓ رضی اللہ عنہ باشد
بمقابلہ ومحاذات ہیر و این ہم فضل تبعیت است نہ فضل اصالت۔ اکنون برحسب
بیان ما بر بیر اعتقادے کن اگر مرد نیک بختی۔

(۱۱۷) مرید طالب را چند شرط است۔ از معظمات سلوک اینست کہ
نخست مرشد وہادی را پیدا کند۔ میان مرشد و ناصح تفرقہ تواند کرد و تفرقہ
کردن مشکل باشد۔ ہر یکے علی العموم زبان نصح کشادہ و متضمن نصح و انذار است
چوں تفرقہ می شود کہ میان ایشاں منذر کیست و ہادی کیست مرشد از دوزخ
انذار میکند و بہ بہشت ارجا۔ کذلک قرب حق و ابعاد از وے۔ ایں انذار آمد
ہادی ہم ایں میکند تفرقہ کردن براں طالب بیچارہ مشکل است نیکبختے او بجا بالغیب
دست بر دست یکے نہاد و خود را ازاں او کرد جان وجہان خود را بدا ماں او بہ
بست و در واقع او مرشد و ہادی است پے آنکہ او بتمیز خویش اختیار کردہ باشد
و اگر بمنذر رسد و او ازیں جہان خبر ندارد و شاید در وے انکار ہم باشد و من بسیار
شنفندگان را دیدہ ام کہ ایشاں دعوت میکردند و از عالم ہدایت و ارشاد ایشاں را
شعورے نہ بلکہ تکلا و انکارا۔ اگر چنیں باشد کہ شخصے دعوت میکند و البتہ از گفتار
او معلوم می شود کہ بمطلوب و مقصود قوم اشارتے می نماید معاملہ او بر حسب ایں
طالبہ است نور زدہ سہم گماں برند کہ مرد مرشد و ہادی است۔ و شرط دیگر
طالب را باید جوانمرد باشد ہمہ چیز خود را تواند باختن مال و منال و جاہ و
رسم و عادت و اہل و ولد و مسکن و بلد ہر چہ جز مقصود است از ہمہ چیز

شرط مرید طالب چند است
معظمات سلوک این است
نخست مرشد و ہادی
پیدا کند
باید جوانمرد باشد

شرط دیگر پاکی نفس

تواند خواستن - و شرط دیگر پاکی نفس و پاکی نفس حدے ندارد تا آنکه میتوان تزکیه
کن سخت از مکاره شرعی و دیگر از اخلاق ذمیمه چنانچه حرص و حسد و غضب و شهوت
و در بند چیزے ماندن محسوسے و ملذوذے عقلی و حسی و شرط دیگر هرچه کند کند آنرا
وزنے ننهد نداند که چیزے کردم - و شرط دیگر تنها باشد اگر بادیه و سرا به میسر آید
نکوتر باشد - شرط دیگر البته از صحبت زن دور باشد و اگر مرد متاهل است
جز بقدر احتیاج نزدیک نشود - و شرط دیگر اهتمام در حلال خوردن باشد - اگر ز آن
چنین افتد حلال مشتبه شود از طرف خویش احتیاطے کند - و غذا جز بقدر قوام
بنیه نباشد تا چیزے طرف مخمصه نگذاشته شود - و بعضے صوم دوام را هم
شایبه از مخمصه داشته اند - ابو یوسف رضی الله عنه میگوید الثلث یکفی
حکایت اکل بل الربع و روزه سیوم حصه ایام مخمصه است پس خالی از اثر او
نباشد - و در تقلیل آب بیشتر جهد نماید و این سخن گفته ام و ملازمت پیر برکاریکه
او فرموده است و دیگر هرچه او را پیش آید بدان سر فرو نیارد و اگر او را چیزے
پیش آید از اعیان و آثار آنرا چیزے نداند و در پے آں وقت خویش بغارت
نبرد - و اندک خوابے که مرید کند باید که بغفلت نباشد خواب او میان خواب
و بیداری بود - و دو کارے که او را پیش آید خیر الخیرین را اختیار کند و نزدیک
فهم طالب هرچه اصعب و اشق باشد همان خیر الخیرین است - و البته هوی
نفس بنفس ندهد و اگر بغلبه شره و حظ نفسانی گرفته باشد کفارت شرط است
بر نفس سخت تر نهد - و فخر بشرف آبا و اجداد و بسیادت و شیخوخت و دانشمندی
نباشد خود را از همه شکسته تر و خوارتر بیند و بداند هرکه خوارتر و شکسته تر او بخدا

شرط دیگر هرچه کند آنرا وزنے ننهد

و شرط دیگر عزلت و تنهائی و از صحبت زن دور ماندن

شرط دیگر اهتمام در اکل حلال

شرایط دیگر

نزدیکتر۔ در ترجیح ملت و دین و مذہب آں کوشش نکند کہ ہماں مقصودش نماید۔
و در توضی و طہارت آنقدر مبالغت نکند کہ از وظایف وا ورا و باز ماند و وقت
بیشتر بہ ہمیں منصرم شود۔

تزکیہ نفس و توجہ تام لابدی مرید است

(۱۱۸) بارہا سخنے علی العموم گفتہ ام دو کار لابدی طالب سالک است یکے
تزکیہ نفس و دوم توجہ تام۔ آں قدر کہ انبیا مبعوث بودند غرض ایں دو چیز بیاورده اند

فراغت وقت کوشد

(۱۱۹) و باید ترتیبے و ہیئتے مخصوص خود را نداند و در بند آں ہم نباشد و
البتہ در فراغت وقت کوشد۔ فرض کنیم کہ اگر حالتے است تو طہارت نداری
لازم مراقبہ و حضور خالی نداری دل را ہمیداں گرفتار دار۔

تزکیہ نفس را ہیچ شرط نیست جز مخالفت نفس توجہ را ہیچ شرط نیست جز دفع خطرات

(۱۲۰) و برائے تزکیہ نفس را ہیچ شرط نیست جز مخالفت نفس و برائے
توجہ را ہیچ شرط نیست جز دفع خطرات۔ مرتاضاں اجانب ہم ایں دو
چیز با خود دارند و لے ایں دو چیز میسر نباشد ہرگز۔ اجماع جملہ ادیاں بریں است
ایں جامعے کلی است غنیمت صحابہ را رضوان اللہ علیہم با ہمہ جہادہا و با ہمہ
مسافرتہا و مشقتہا کہ می دیدند ایں دو چیز ایشاں را ملازم بود۔ و مرتبہ دو رجہ کم
ازیں دو چیز بود۔

مقصود طالب مشہود مطلوب است

(۱۲۱) و طالب را سلامتی ایماں خواستن نیست و را بجائے ہمہ مشہود
مطلوب مقصود است پس آں ہر چہ شود گو شود کہ جائے رباعی نوشتہ دیده ام۔

رباعی

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو — وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش و مبراز دو کوں — وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

طالب را هرچه دهند او ورای آں طلبد

(۱۴۲) یکے کلی طالب دگرانیست هرچه او را بدهند و بدامن او بریزند او ورای آں طلبد۔ و دیگر مرد طالب را باید درد و درماں بروے یکساں باشد در عین درماں درد دارد که در حالت هجراں نبود و در عین هجراں درمانے دارد که در وصال نبود۔ و گفته اند جمله طالبان تمنائے مقام واصلان دارند و جمله واصلان تمنائے مقام طالباں دارند۔ ابوالحسن رضی الله عنهم ازیں گفته است درد ما ابدی است۔

محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد

(۱۴۳) محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد مگر وہمے و تصورے بحقیقت محبت بعد رویت و معرفت است۔ پیراں گفته اند که جهد مکن که البته طالب از تقلید و از طلب بیروں آید که طلب و تقلید چیزے با برکتے است و چیزے با درد و درمانے است و چیزے با سوز و رحمتے است۔ بسیاراں از تقلید بیروں آمدند و البته ایں گفتند اے کاش آں تقلید ابدی بودے۔ نعره و گریه و سوز که در ذکر و سماع و غیر آں است هم از جمله تقلید است و طالب از هر شئے مطلوب بجوید تا از کدام ره درے بر و کشاید لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ یوسف را از هر درے بجوید تا از کدام در یابید جمله ابواب ترد و عمل طالب باشد۔ بعضے طالبان دیوانگی کرده اند موله شده اند قلندر شده اند برهمن و جوگی و بهره شده اند مگر جائے یابند مطلوب در حجب غیرت و در تتق عزت محتجب است بدیں نهج کسے نیافته است مگر دراں ره که پیر فرمود و پیغامبر برد۔

بجز متابعت پیر و پیغامبر ره به مطلوب نتواں برد

طالب را نباید که جوگی

(۱۴۴) و البته طالب آں نباشد که نهایت مراد است و هر برهمن کشف

ضمایر و کشف غیوب شود۔ ہر چہ ورائے حجب و استار می شود من بدانم کہ بلائے است آنرا کہ پیش آمدہ است ہموداند۔ و مرداں جز ایں کار بہ ہنر ندانند پیغامبر را ایمان بدیں آرند کہ خارق دلیل بر صدق نبوت اوست و اولیا را معتقد باشند بریں کہ ایں صدق ولایت اوست۔ شنیدہ باشی بارہا ابوسعید ابوالخیر بر در کلیسا آمدے و ازاں قوم پرسیدے کہ امروز در دین ما چیزے نیست در دین شما چیزے ہست۔ اکنوں رہ طالب ہمیں است قبلہ او مقصود اوست ہر چہ جز اوست او را کفر است و او را دوزخ است و او را بلاے است۔ گفتہ اند طالب مرید است و تعالیٰ مراد۔ و چوں بحقیقت نظر کنند ہر یکے مرید و مراد است اگر ایں مرید مراد او نبودے ہرگز مرید نبودے۔ امور نسبی است ہر یکے طرف خویش میکشد نسبتے تامے می یابد۔

(۱۲۵) حاصل معنی ایں آمد بر مرید دو چیز فریضہ شد یکے تحصیل مرشد دوم التزام و التیام امراو۔ و اگر پیر گوید فلاں مرید من نیست ایں مرید ازاں گفتار پیر از ارادت او بیروں نیاید و اگر یکبار مرید گوید کہ من مرید او نہ ام یا در اطاعت او در آمدنی نہ ام او از ارادت بیروں آید اگر چہ صد ہزار اظہار اعتقاد کند۔ ارادت صفت مرید است صفت پیر نیست ہم ازینجا معلوم می شود زیرا چہ پیر مراد است نہ مرید۔

(۱۲۶) مرید پیش پیر سخن بسیار نگوید خصوصاً آنچہ مالا یعنی فی دینہ و دنیاہ باشد۔ پیش پیر غیبت کسے نگوید۔ و از کسے گلہ نکند و از کسے شکایت نکند و اگر چہ اصحاب بر و از ہر نوع جفا کنند۔ و البتہ پیش پیراں نگوید

او در غضب شود یا در اندوہ یا در غمے افتد و ہیچ از عیوب خویش پیش پیر عرضہ ندارد
و برائے دفع آنرا بدل استمداد وے کند و اگر در محل ناشایستہ تصور صورت پیر در خاطر
آید از بس غلبہ احضار صورت متخیلہ در خزانہ خیال بدان التفات نکند و لا جہد
نکند کہ ازاں باز آید۔

مرید بہ تحقیق عقیدہ دارد کہ حقیقت و طریقت خلاف ضد شریعت نہ اند

(۱۳۷) و باید بہ تحقیق عقیدہ کند کہ حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت
نہ اند بلکہ ہر یکے خلاصہ دیگرے است چنانچہ جوز و مغز باآنکہ پوست جوز از
مغز او صورت و ہیئت چیزے دیگر بود اما جزئی مغز بحصہ و قسمت در پوست
جوز ہست تا آنکہ از روغن مباشر شدہ ہمچنیں ہر سہ باہم آمیختہ اند و یکے از دیگر
خلاصہ تر است۔

در حیات پیر مرید پیرے دیگر نگیرد و بعد مرگ پیر از ازواج پیر نکاح نکند [illegible]

(۱۲۸) و مرید را نباید پیرے دیگر را بیند تا آنکہ پیر در صدد حیات باشد
و نباید مرید را از موطوءہ پیر خود نکاح شدن زیرا چہ او با در طریقت شدہ است
زوجات مطہرات نبی امہات المؤمنین اند و الشیخ فی قومہ کالنبی فی
امتہ [illegible] و اگر چیزے در نظر کشف آید
محل آں دو چیز است یکے در خود اندیشہ کند کہ ارادہ مے بود کہ ما را نمود و معصومیت
الشیخ مقدسۃ عنہا پس ایں بقصہ عیسیٰ علیہ السلام نباید چیزے
نماید و سر بسر آں چیز نباشد۔ و محل دوم با خود اندیشہ کند کہ انبیا را زلتے افتادہ
با ایشاں ہم از درجہ نبوت فرو نیفتادہ اند ہمچنیں ولی اگر از وے زلتے زاید با ایشاں ہم
از درجہ ولایت فرو نیفتد۔ مرد توبہ کند نہ ایں چنیں باشد چنانچہ گناہگارے
توبہ مے کند تا آں کہ بجائے رسد۔ ولایت داشت کہ ور نے در آں ولایت بود

بسبب فعلے کہ از وزادہ است توبہ کردو او خود در قدم ولایت ثابت است کذالک النبوت۔

(۱۲۹) و مرید البتہ در تذلیل نفس خویش کوشد و تعزز را دشمن دارد و دریں همہ فرمان پیر غالب است اگر پیر عزت فرماید عزت گزیند و اگر خواری فرماید خواری گزیند۔ و اگر مرید را شہرتے شود و ذکر خیر فاشش شود خود را بداں ندہد و بہ سبب ایں خود را در اعداد بے نیاز دو در خفیہ معاملتے دیگر درزد و بسر با خدائے خویش و آنرا بسر برد تا آں موجب کفارت شہرت گردد یا خود داند شومئ است در عمل او کہ ایں بلا پیش می آید و گرفتاری است از خدا یا بندہ روش او می شود امتحان من اللہ داند کہ اگر ایں طرف سکونے و قرارے نفس را باشد چہ بلائے عظیم و فتنہ فاحش پیش آید۔ و ہم رزق مقسوم و اجل معلوم گفتہ اند۔ شاید رزق و نصیب کسے نیست و دیگرے فراخی و وسعتے دارد۔ ملاقات دوست و پاگرفتن ہمیں نسبت است۔ و ترسے دگر ہم ہست شاید کہ مطلوب چنیں گوید مقابلہ مشقت کہ دیدہ ما دیدی و تعبے کہ کردی بندگان خود را گماشتیم فتوحات زیر پائے شما ریختند و اعتقاد و تعظیم کردند دگر شما را چہ دہیم و ہذا خسران عظیم و خذلان جسیم و آنکہ گویند اذا احب اللہ عبدا امال الیہ الخلق آرے اول بلائے کہ آید و اول امتحانے و فتنہ کہ افتد ایں باشد کہ میل خلق سوے او شود۔

(۱۳۰) و مرید را نشاید کہ تمنی بمنزلت و درجہ پیر کند و البتہ بعد ازیں تمنی شیخوخت مجتنب باشد۔ و از صحبت اہل دنیا اگرچہ اقارب او باشند احتراز واجب دانند

روش پیر با مرید غنی

وفقرے کہ اختیار کند باید بعزت باشد والبتہ بواسطہ فقر علوّ ہمت را فرو ونہ ند و سر بکسے فرو و نیارو نہ تتکبر ابالعزت فقر شاعر بیتے گفتہ است ۔ شعر

وماکنت بنظار الی جانب لغنا اذا کانت لعلیا فی جانب الفقر

ومقابلہ فقر شکر خداے تعالیٰ بجا آرد ۔ واگر غنی صاحب حقے باشد یا از آنہا کہ مردمان او را حرمت میدارند تواضعے کہ باوے کند بموافقت مسلمانان و برائے رعایت حق او کند و نشاید کہ نظر بر غناے او کند و ایں نیز نشاید بسبب غناے او را ترک آرد و رعایت حق او نگاہ ندارد ۔

روش مرید با معتقد خود

(۱۳۱) واگر بر مرید آیندہ بیاید و باعتقاد آید و انتظار نصیحے وارد اگر احتراز میسر آید بصفتیکہ آیندہ شکستہ دل نشود بہتر و اگر نہ بضرورت یک دو سخنے کہ جامع نصایح باشد دریغ ندارد ۔

اگر پیر مرید را بکارے ناشروع دعوت کند او را باید کہ بطریق احسن از آں پیر جدا شود

(۱۳۲) واگر مرید را پیر بکارے نامشروعے دعوت میکند اگر میسر آید بطریقے از پیر جدا شود کہ پیر نداند بہ بداعتقادی جدا شدہ است نیکو باشد و اگر نہ الفراق حما لا یطاق من سنن المرسلین ۔ واگر ہمہ راں کار پیر را می بیند او را بدو گذارد البتہ در کار او ورنہ شنید و مبالغت در تغیر و اہانت نماید او را ہم بدو گذارد چنیں ہم ہست کہ شخصے باشد در خمارہ رود و آنچہ می نوشان و اسبابے کہ در کار ایشاں است ہمہ را بحضور آرد و بحسب آں مباشر بود مردم دانشند بعینہ فلانے آمد و رسمے چنیں داشہ لیے بہ بہا خرید و حریفاں فلاں و فلاں بودہ اند ورشتہ دامنے و جلوس سادہ خالی نبود و میوہ و جگرے و دلے ہم نقلے و کبابے شدہ و آں مرد بہمہ چیزہا مباشر ۔ و در واقع بتحقیقت ایں

حکایت یکے از [illegible] حضرت [illegible]

صورت است آں مرد آنجا نیست او سیم نداده است اومی بہ بہانہ خریده است
او بچیزے مباشر نشده است او حریف فلاں فلاں را حاضر نکرده است۔ اگر
اینچنیں گماں در باب پیر رود برشرط اعتقاد مریداں باشد۔ یارے حکایت
میکرد وقتے من بیرون شہر گشتے میکردم زمینے حضیضے دیدم اطراف او بلند بود
دیدم مردے نشستہ کہ انگشتان دست و پاے او درگداز اند و بینی
و گوشش نیز وآں پرکالہا جامہ آلوده خون نیز گرد بر گرد او افتاده نشستہ و بگے
درشانده کہچری می نیز و آوند حضرات نزدیک داشتہ ایں استاده از حالت او
تجربہ میکرد و از ابتلا و گرفتاری او می دید آں مجذوم با ایں مرد صوفی مخاطبہ کرد
گفت دیرباز است چند سال شده است کہ من طعام با آدمی نخورده ام و آرزو
آں میبرم کسے با من خورد و کسے با من نمی خورد تو مرد صوفی درویشے عارف
می نمائی توانی با من بنشینی ایں حضرات و کہچری ورغن من و تو بنشینیم یکجا
بکنیم بخوریم آں مرد میگوید از ہیبت ایں دعوت گریختم لفریاد گفت اے مرد صوفی
درویش سرپس کن نظاره بسوے ما کن میگوید سرپس کردم دیدم جوانے خوب
صورتے ریش تنک برمی آید و سبلت سبز می شود و جامہا بغایت حسن و لطافت
پوشیده ایں صوفی برغبت بر طرف او میل کرد آں مجذوم گفت اے مرد
ظاہر بینے لایق چیزے نہ۔ ایں مرد تا از وے سخن پرسد چیزے دیگر پرسد
یا با وے چیزے گوید نظر کند ہیچ چیزے نیست آنچنانکہ آں جواں است نہ
آں جامہا نہ آں بیت ہیچ چیزے نیست۔ اکنوں ایں چنیں ہم ہست
ولیکن نادره کاریست قولہ تعالی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ

شَبَّہَہٗ لَہُمْ گواہ گفتار ما است اما ایں چنیں شیخ لائق شیخی نباشد۔ اما اگر
با ایں قدرت شیخ باشد باز ہما از و نزاید آنچہ اصلح وانفع باشد خلق را دعوت
ایشاں آں طرف است و افعال ایشاں ازاں جنس است اگر کسے را حرماں
خواہند شعوذہ گری باوے بازند و آنرا کہ نصیبے و وجدانے مطلوب دارند
او را بر رہ اَهْدِيَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا پیشوا شوند۔

مرید را بقدر ضرورت دینی و دنیاوی علم حاصل کردن باید۔

(۱۴۳) مرید در تعلم بسیار نکوشد تعلم او قدر ما یکفیہ فی دینہ
و دنیاہ حالا بہ منہ کالصوم والصلوٰۃ وبعض المعاملات واگر
تا اینجا تعلم کند کہ سخن عربیت را فہم کند و از کتب عربیہ معنی درست بیروں
آرد خالی از نفعے نباشد بلکہ مرشد را بیشتر مطلوب باشد۔ البتہ مرید را
روزے چند سخن سلوک مطالعہ باید کرد و ایں دو چیز است یکے مسلک و آنچہ
لوازم و لواحق اوست و دوم حکایات و سیر سلف و آنچہ مجاہدہ و مشقتے کہ ایشاں
دریں باب دیدہ اند۔ در قسم اول مرد بینا شدہ رہ دانستہ در رہ رود و در قسم
دوم مَا يُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ہمتے عالی آموزد والبتہ داند بے ایں مجاہدات
و بے ایں مشاق کارے بسر نمی رود۔

مرید عادت بر یک لباس نکند بلکہ بحسب معیشت وقت باشد

(۱۴۴) و عادت بر یک لباس نکند باید کہ بحسب وقت معیشت باشد
گہے باشد دراعہ و دستارے فرجینے و مرقعے چنانچہ صوفیا ترا می باشد
وقت باشد ایں ہمہ ایثار فقیرے کند بغلبہ وقت سماع طرف مغنی بیروں اندازد
تا ثانی حال بفوتہ و پر کالہ گلیمے بر دوش کند و طاقیہ بر سر باشد ہم بدیں قناعت
کند۔ و اگر زمانے تنگ ہم آستینے و یکتائی کسے آرد یا او را دست دہد آں پوشد

البتہ مقید بلباسے معین نباشد کہ مرد بدیں قدر رسم شود بتخیل صفت گردد۔ و آنکہ گویند مطلوب رعایت لباس صورت پیر است نیکو سخنے است اما معاملتے کہ ما گفتیم معاملہ شاہبازاں است و ایں معاملہ رسم پرستاں است۔ پرستیدن رسم پیر اگرچہ کارے دارد بسیار مریدہا ست ورواں بہ اسمہ رسم است اگر از ادنی بہ اعلیٰ روند عیبش نکنند۔ و یک کلیے است درداد و ستد و در خوردن و پوشیدن درستی اتباع چنداں میسر نیست ایں بشریات است ہر کسے باقتضائے بشریت خویش معاملتے کردہ است۔ آں بشریتے کہ خدمت شیخ فریدالدین را قدس اللہ سرہ میسر بود خدمت شیخ نظام الدین را قدس اللہ سرہ میسر نشد معاملتے و معیشتے جز آں بود ہمچنیں شیخ نصیرالدین قدس اللہ سرہ و کذلک بعضے مریدان شیخ نصیرالدین قدس اللہ سرہ در بعض ازاں اشق پیش گرفتند و در بعض ازاں اسہل بحسب زمانہ یا بحسب اقتضائے بشری۔

مطالبہ بہیچ چیز از شیخ او حاصل بیشتر ازاں شد

(۱۳۵) در عوارف گفتہ است الشیخ صورۃ یستنق منہا المطالبات الالٰہیۃ ایں سخن دو معنی دارد۔ آنچہ از خدا مطلوب داری از آں صورت طلب کن و دیگر ہر آئینے کہ خواہی ازاں صورت یاب۔ و دیگر ہر چہ از خدا مطالبہ باشد و متوقع و منتظر باشد از پیر ہماں خدا لطف کند کرم کند غضب کند قہر کند جلال نماید جمال فزاید رد کند قبول کند فکذالک الشیخ۔ ازیں یک لفظ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ بسیار اسرار مفہوم شدہ است اگر منویسم بسیار گوئی میشود۔

مرید پیر را گذاشتہ بحج نرود

(۱۳۶) مرید پیر را گذاشتہ در خانہ کعبہ نرود مگر آنکہ پیر مصلحت خویش او را

آنسو فرستند۔ بدانی اگر پیر تو مرشد محقق عارف ہست تو پیش او بروی زیارت خانہ کعبہ التماس کنی او رضا دہد اما در دل بداند ایں احمق ما را نشناخت۔

مرید اگر در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت از آں طایفہ نکند

(۱۳۷) اگر مرید در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت از آں طایفہ نکند و خود بصفت آں طایفہ ظاہر نشود و اگر ملاقات کند کاحد من الناس ملاقات کند۔ و اگر پیر عارف و محقق است خود احتیاج ارد ایم باقی است ازیں طیر و سیر و عروج و لوح چہ کشاید۔ و اگر ابدالے برائے پیوند آید ہر مرید شود پیر را باوے ایں نصیحت باشد کہ بر کسے بر صورت مستکرہ ظاہر نشود و اگر شود مردم برحسب آں باوے معاملتے کنند مقابلہ آں انتقامے نکند۔

کیفیت توکل مرید در حصول رزق

(۱۳۸) و اگر مرید خواہد کہ خرقہ و لقمہ از غیب گیرد نہ بدیں امید نشیند کہ او ضامن رزق است البتہ رزق خواہد داد چنانچہ در بعض سلوک افتادہ است وانچہ نصیب من است بمن رسد۔ اما من ایں میگویم اگر توکل نشیند باید نفس را بدیں قرار دادہ بود کہ خداوند سبحانہ و تعالی مرا آب و ناں و جامہ دادنی نیست من بگرسنگی و تشنگی و برہنگی خواہم مرد از کسے نخواہم خواست و نظر بر یارے نخواہم داشت۔ پس آں تا چہ پیش آید۔ اما از من ایں قدر گوش داری کسے ایں چنیں نکردہ است کہ او ضایع رفتہ است اما شرط کار ایست کہ گفتیم استقامت بریں است۔

(۱۳۹) اگر مرید را مطلوبے باشد کہ پیر را از آں آگاہی نیست او از مطلوب خویش درنگذرد و ہر چہ پیر فرماید ہم ازاں رود ہماں مطلوبے اکہ در فہم پیر در نمیگنجد ہم دراں کار طلبد امید دارم کہ فوز بمقصود باشد۔

(۱۴۰) و مرید بیشتر اوقات خویش در یک عمل نگذارد مثلاً بیشتر روز و
شب نماز میگذارد یا تلاوت میکند او را در ہر درسے سری باید زد تا از کدام
سو فتح بابے شود و ریافت دل مسکینے و رعایت حقے و سیرت حسنہ ہمہ ملحقات
ایں کار اند ابو الحسن نوری قدس اللہ سرہ گوید سی سال بیدار بودم یک شب
بخفتیدم ہمدراں خواب بمقصود رسیدم والقصۃ علی الشہرۃ۔

(۱۴۱) مرید بہ تصنیف کتابے و بہ التقاطے و بشعرے و غزلے مشغول
نشود و با ایں ہمہ استعداد وقت خویش را مصروف بمقصود خود گرداند یا بکارے
کہ موصل بمقصود باشد۔ و بدانی کہ موصل بمقصود جز بکسب دل باشد و اعظم امور
کہ بداں کسب دل است حضور تام است۔ ابواب برّ را نگذارند اما در ہر کارے
کہ باشند حضور را بکار دارند اگرچہ در ہر کارے حضور آں بحسب آں کار است
اگر براں اجتناب قادر نباشد یا تلقین نیافتہ است ہمیں تصور شہود وجود
بسندہ اش بود فافہموا واغتنموا فلتدخر ولتصف۔

(۱۴۲) مرید را برہگذر نباید نشست و مردمے کہ البتہ سخن ایشاں
بجہ دین نباشد احتراز واجب داند و اگر مرید در پیر احساس انحراف مذہب
کند شرط نباشد کہ ایں مرید ہم منحرف شود اما در حق پیر بد اعتقاد نباشد
و انحراف او را بدو گذارد۔ عاقل ایں قدر داند مرجع مذاہب بر اسم رود
و حق حقیقت وراے نسب و اضافات است۔ گفتہ ام در استقصار و تعصب
مذہب نباید بود تو در پس حق رو واللہ یہدی الی الصراط المستقیم
و آنکہ گویند عاشق را مذہب معشوق است اکنوں ایں سخن دیوانگان

مرید را توجه تام بپیر باید داشت

دیگر است ما را با ایشان کارے نیست۔ و دیگر تا مرید را توجه تام بپیر نباشد از
مشرب او بحق تشرب نباشد۔ مریدے است که با صوم و صلوٰة و دیگر اوراد و اذکار
بیشتر و دومی است که این قدر ندارد بیک اتفاق گفته اند این دومی بهتر از آں
نخستین است۔ اگر درین شخص اعتقاد و حضور و توجه بپیر تام تر از اول است این صحیح
کار دارد۔

مرید را جد و جهد در اخفای اعمال خود باید کرد

(۱۴۳) اگر مرید در بند و باید که شغل ظاهر و باطن وے بیشتر بود از آنکه گاه
کشادگی در بود۔ و در باغ و صحرا رفتن همین حکم دارد خصوص که تنها باشد۔ و جد و جهد
در اخفاے اعمال باشد بقدر الوسع والامکان۔ و آنچه از ظاهرها است که
میان صوفیاں اصطلاح یافته است از آں چاره نیست مثلاً اشراقے و چاشتے
و غیر آں۔

مرید را غافل نباید خفت، خواب او بین النوم و الیقظه باشد

(۱۴۴) عیبے تمام است مرید را اگر شب یا روز غافل خسپد۔ همه را خواب
او بین النوم و الیقظه باشد و البته اجتهاد کند که وقت خفتن که چشم بندد و دل
بمراقبه دهد بندد تا هرچه پیش آید از وهم و خیال امیدواری باشد و از عین
خلل و خطره جدا بود۔ خواب او نباشد مگر براے دفع ملال را یا استعداد بیداری
شب باشد یا خواهد چیزے حکمے یا کارے درست تر بیند خود را بخواب دهد
چنانچه گفته ام۔ و دیگر براے آں خسپد تا اخذ بلذتی باشد و فایده بدرجتین شود
در بیداری چیزے است که در خواب نیست و در خواب چیزے است که در
بیداری نیست۔ در پرده بیداری زینتے و جمالے و حسنے است که همال
بیننده داند و در پرده خواب و در آئینه خیال لطافتے و شکلے است و خنکی

دمواستے است من ذاق عرف۔ در بیداری ہر لحظہ کہ واری وہم تنفض باقی است اما در حالت خواب ذہول محض است تو با مقصود خود بتمام خویش وہم و خیال غیرے نیست۔ ہم ازانجا است کہ سلف صالح خدا را بخواب دیدہ اند۔

(۱۴۵) مرید برائے حضور را از حالتے بحالتے تفرقہ نکند خود را بتمام بدو دہد ہر حالتے کہ ہست گو باش کو غرض وارم نمیخواہم کہ آنرا تفرقہ باشد البتہ میخواہم بجمع باش بہر حالتے کہ ہست ہاں وہاں دلرا فارغ نداری۔ و مرید را نباید کہ در ویش آید کہ من یک ساعتے دیگر خواہم زیست ہموارہ باید بر دہلیز مرگ نشستہ باشد تا ساعتہ فساعتہ بکارے کہ بہترین کارہا است بداں کار مشغول باشد۔

مرید باید حضور را از حالتی بحالتی تفرقہ نکند

مشغول بموت باید بود

(۱۴۶) و مرید را مقامے مخصوص باید برائے شب بودن را کہ آنجا شخص مانی مزاحم وقت او نبود اگرچہ ہر جنس کہ باشد باشد باید آدمی زاد نباشد اگرچہ پسر و دختر و مادر او و ست یا زاد و سیکہ یاری امیہ پایہ برائے وضو و غیرہ آں تنہائی بخاصیت خود اثرے وارد و بر رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم نخست وحی در خلا بود و در ملا نبود تو از مردان پرس و رہرو نیے برائے تسخیر کواکب را برائے تسخیر شیاطین را خلوتے ملازمے اختیار کردہ اند با شرائطے مشکل ہمہ آنکا آں دست بدادہ است درکار ما ہم تنہائی شرط است با پاکی نفس و ذکر و مراقبہ۔ دریں صفت امید ظہور ملک و ارواح خلاصہ و ابدال و اوتاد و غیر آں ملاقات ارواح انبیا و دریافت دولت وصول مقصود ہیچ کسے بدولتے جز بدیں عمل نرسیدہ است۔ شخصے نماز بسیار میگزارد و تلاوت

مرید را برای شب مقامی خالی باید کہ ہیچ کس نباشد

درینجا خلوت و تنہائی شرط است با پاکی نفس و ذکر و مراقبہ

بسیار میکند با امید دریافت مقصودے کہ طالب را نزا باشد۔ خداوند سبحانہ و تعالیٰ این صلواۃ و تلاوت و روزہ او را قبول فرماید تا او را از غیب بغیر واسطہ کسے او را تلقین ذکر و مراقبہ شود و بدانچہ دفع خطرات میسر آید دل مصفی شود شفاف صاف عکس پذیر گردد ہمچو آئینہ باشد عکس انوار قدسیات بر دلاتے شود یا ابدال و اوتاد یا ولی و مرشدے اللہ تعالیٰ بر و گمارد تا بروے آید و این راہ او را تلقین کند و نماید۔ مقصود ما دریں باب این است کہ بے کسب دل ہیچ شد فی نیست ہر چہ کنی بکنی۔

بے کسب دل ہیچ شد فی نیست

(۱۴۷) و مرید را باید تخلیہ بہتر از تجلیہ داند تخلیہ اصل کار است و مجمع علیہ است بزرگان ہم بدیں سخن آشنائی دارند طایفہ جوگیہ ہم بریں میروند اما اگر تجلیہ را بجائے تخلیہ داد این نیز کارے است۔ ابتدا تخلیہ دہد و اگر تخلیہ و تجلیہ ہم یکجا شوند زہے کار و این عمل خواجگان منست رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مرید را تخلیہ بہتر از تجلیہ است

(۱۴۸) و نشاید مرید را پیش از کشوفات و تجلیات و حصول مقصود خود مطالعہ کتب اہل تحقیق کند و علمے از آن حاصل کند زیراچہ این آن علم است کہ صوفیان این را حجاب اعظم نامند۔ اینکہ گویند العلم حجاب اللہ الاکبر این علم سلوک محققان است۔ جز این علم را ایشان علم دنیا و علم مجازی میگویند بسیارے دیدیم کہ ہم یاران آن بودند ہم مطالعہ علم و ہم سالتے تحقیق ایشان شد ایشان ہم بر آن قرار ماندند و ہمانرا عین مقصود تصور کردند و انستند کہ ورائے این چیزے نیست ترسانے کی و ہجرانے اصلی پدید آمد نعوذ باللہ منہ

مرید را نشاید کہ پیش از کشوفات و تجلیات و حصول مقصود خود مطالعہ کتب اہل تحقیق کند

در عیال داری

چه باید کرد

(۱۴۹) واگر مرید معیل است اورا با عیال این تدبیر است اگر بلغت
من العیش دارد و تدبیر ایشان بغیر سعی وقصد این هست ایشانرا بدیشان کلاً
وجملةً گذارد وخود بفراغت وقت خویش باشد وازایشان حصه ورفقی نگیرد
مگر آنکه بصفتی آیند وآرند چنانکه بیگانگان باشند بحکم مروت واشفاق بقدر
حصه ایشان با ایشان مدارتی کند بلکه اگر چیزی از غیب آید ایشانرا ازان هم
قسمتی کند. واگر قوت ایشان بفراغت نیست تا مرد خود کسبی وکاری واحترافی
نمیکند غرضی بکفایت نیست. واگر چاکرش پیش آید اگر آن چاکری ازانها
است که دراوراد ووظایف خلل کند ووقت را بغارت برد آن چاکری وآن
کار بر وحرام باشد. اکنون این مرد را کمرارادت کشود ونماشیه خدمت
بردوشش بود این را به ارادت ومریدی چه کار. واگر ترتیبی میکند اول وقت
چاشت بکار شود تا آخر وقت پیشین باقی وقت به وظیفی وبصحبت اصحاب
گذراند وکسبی که کند هم بدیشان بدهد خود بلقمه گدای یا از غیب قرار گیرد
یا تعینی از بیت المال برای ایشان را کناند بشرط آنکه اورا درکار دروقت
مشوش نیفتد مثلا درر کابی ملکی نرود وبردر نویسنده نرود وخواری برای
این کار نکشد. وتدبیر دیگر این است خودرا مرده ببیند بصفت مردگان سازد
چیزی از صفت موتوا قبل ان تموتوا نقد وقت خویش کند با خود گوید
اگر تو میری زن چه کند یا بعد از من حسن غیب نگه دارد یا در حکم دیگری رود بچگان
ضایع میرند واگر زیند نجیب بر آیند یا برنیایند اکنون تو زن خودرا بطلب بگو که
من مردم اکنون او اگر بگرسنگی وفقر با تو میساند بنج بنج واگر نه او داند وسر کار او

فرزندان یا گرسنگی میرند و یا بہ پرورش کسے آیند بر ایشان بر آیند یا چنانچہ خداوند فلکین۔ برین صفت گوشہ گیرد۔ چوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر غلبہ کرد فرمان آمد ایشان را الطلب اختیار ایشان بدیشان بدہ والقصۃ علی الشہرۃ۔ چنیں ہم کردہ اند چند درے بگروند و چند بر کالہ حاصل کنند قوت اہل و ولد سازند و ہمہ روز و ہمہ وقت بسجدہ مستغرق باشند۔ ازیں جملہ ایں معلوم شد کہ ایں کار بے فراغت دست وا دنی نیست تا از ہمہ چیز فارغ نشوی ازیں رہ نصیبہ نبری۔

تا از ہمہ چیز فارغ نشوی ازیں رہ نصیبہ نبری۔

مرید در ہزل و قہقہہ و مطایبہ نیفتد و فحش بر زبانش نرود و بر عورت نظر تیز نکند

(۱۵۰) مرید را ہزل نباشد مرید قہقہہ نخندد و مرید مطایبہ بسیار نکند بر زبان مرید فحش نرود و سخنان شنیع نگوید و برامرد و بر عورت صورت خوب نظر تیز نکند و اگر افتد در تحفہ باستغفار و توبہ گراید و ایں نظر بازی را قسمت اہل دل نشمرند و بتحقیق دانند بدیں قدر سخن بر من تقلید کند کہ نظر برامرد و بر عورت جمیلہ کہ در حقیقیدہ دارند خالی از شہوت خفیہ نیست ہر کہ دارد و ہر کہ داشت حکایت صوفیان زمانہ خود و ہر چہ اند کہ من قبل بودہ اند با ایشان نمیگویم سخن با اسران طائفہ است کہ دریں کار علم اند خالی از شہوت خفیہ نبودند۔

اگر پیر از سر مرید برود او را چہ باید کرد

(۱۵۱) و اگر مریدے طالبے را پیر از سر رفتہ اگر یارے است کہ ہم مرید پیر است و آں یار مرد ارشاد است بروے شرط اطاعت و انقیاد و خدمت در آید اگر او توجہ خویش فرماید قبول کند او از پیر روگردانیدہ نیست غایت باب از اول صف بدوم گردانیدہ است و او متوجہ ہم بدان پیر است و اگر غیر مرید پیر باشد اما خلیفہ نہ یکے است بدر رود استرشاد وے کند اگر او ہم

پرورش پیر دارد و ہم ازاں رہ او راہ نمائی کند اطاعت کردن واجب باشد و
اگر غیر آں کار فرماید و لیکن مخالف کار پیر نیست ہم اقدام نماید و اگر مخالف روش
و معاملہ پیر افتد اینجا تاملے باید کرد۔ طالب بیچارہ را اینجا مشکل حالتے است
نہ دست آویز است نہ پائے گریز۔

(١۵٢) مرید باید کہ از رسم و عادت کہ مردماں برسوم مہر و بند بیزار باشد
و آنکہ گویند مرید مرید نباشد تا فرشتہ دست چپ او سی سال بیکار نماند
راست [illegible] مرید غرق دریائے ارادت است و او را [illegible] واسطے آں کہ
صاحب شمال ننویسد تا دل مرید از تصور حضور مقصود کار یعنی مقصود گشتہ لذتے
بکمال نگیرد و ہرچہ روی پیش آمد فی نیست چناں بداں لذت مشغول شود کہ شعور
از وے برود و دراں حالت او را لذتے باشد۔ خود بسیارے از مشتاقان
مشاہدہ ایں قوت غلبہ حضور گفتہ اند و ایں تصور چناں بکمال گیرد کہ ناچیز شود
ہمچنیں گفتہ اند۔ صاحب تعرف در کتاب خویش ہمیں سخن میگوید۔

(١۵٣) و مرید آخذ بعزائم باشد و عزیمت او ہرچہ بر نفس شاق و صعب بود
و اگر ایں مرید را رہ ذکر و مراقبہ کشادہ است و از ایں در فتح یافتہ شدہ عزیمت
او ایں است ہرچہ حضور و قوت ذکر دست دہد [illegible]
مرید او [illegible] شد [illegible] کند [illegible] مجاہدہ و ریاضت
کند۔ و آنکہ او را جمال حضور و حسن ذکر جادہ کردہ است او را ہرچہ ایں دست دہد
عزیمت ہماں است۔

(١۵۴) و مرید در خواب بہر [illegible] کہ بیند پیر را داند آنچہ او ہست او را [illegible]

در خواب بیند اندک برائے تنبیہ حالت اوست

تنبیہ میکند۔ و آنکہ برائے تدبیر استقامت خیال را استعمال مخدرے کند مرید را
نشاید اینچنیں او را باید تدبیر او ہم بدل او باشد تا بفراغت تواند بجد مشغول شدن
آں خارجی تا آید و تا باشد و تا پاید۔ و مرید پیر را در دل خویش بیند اما تصوراً و اما
تحققاً و ایں را تمثل قدوسی دانند۔

پیر را اگر ابتلائے شود مرید را بد عقیدہ نباید شد و یکن دریں باب ابتلا او نکند

(۱۵۵) اگر پیر را بر عورتے و امردے ابتلا شود مریداں بد اعتقاد نگردد
با خود دانند کہ پیر سرے را در مظہر ایں شخص مشاہدہ کردہ است نظر بریں ندارد نظر بر
متمثل وی میکند۔ چنیں باشد صورتے در عالم قدس نظارہ شود مثال آں در
دنیا بیند بیفندہ مبتلا شود۔ ابتلائے او بریں صورت نیست ابتلائے او برانچہ
گفتیم۔ اما من باآں پیر میگویم اگر دریں موقف توقف نکرے از قدس باقدس رسید

بیت

ہر چہ از اں نام و نشانت دہند گر نستانی بہ ازانت دہند

مرید را دریں باب اتباع پیر نشاید کرد و اگر نہ در حلقۂ شہوت و دام ہوا
گرفتار گردد نعوذ باللہ من ہذا الحرمان۔ و اگر مرید را مثل ایں ابتلا
پیش آید پیر نشاید کہ استحسان نماید و آنرا کارے و بارے داند چنانچہ در بعض
مردم شنیدہ ام۔ مرید را از صحبت ایں نار و احتراز ے بجد است و خصوص
از مطرب امرد و اگر در میان طائفہ باشد عقب شدہ و محاورہ با وے شرط نشست
خصوص امرد صبیح باشد و اگر در مجلس چنیں اتفاق افتد احتراز بہتر باشد و اگر احتراز
میسر نباید غض بصر بریں صفت کہ نظر بر سینۂ خویش میدارد۔ و اگر شخص چنیں
کسے است کہ دلوار و عورت و امرد و شیخ پیش او منظور نیست و ایں از نظر او

ساقط است باوے سخن نیست۔

(۱۵۶) مرید بلہو و طرب مشغول نشود چنانکہ اسپ دوانیدن تیر فرستادن
حکایت کردن گشت و تماشاے باغ کردن بہوا و طبیعت۔ و اگر نفس را ملالے
باشد خواہد دفع ملال بدین کند تا در وقت مزاحمتے نہ نماید شاید و اگر او را آنجا
حضورے و کارے دست میدہد خود بہتر۔

(۱۵۷) و مرید در سفر و حضر بے مسواک و تسبیح و مصلا و رومال نباشد و
و بعضے ابریق را برابر برداشتہ اند۔ اگر سفر است یا بصحرائے بیرون آمدہ است
خود لابدلیست چنانچہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ در عوارف آوردہ ہر
صوفی کہ باوے آوند آبے نیست بدانکہ او قصد کردہ است کہ ترک صلوۃ
کند و عورت خود را برہنہ کند خواہ این قصد کردہ یا نکردہ باشد او را این پیش
آید و اگر مشی ہم در شہر بکارے و مصلحتے زیادتی نیست۔

(۱۵۸) مرید را در ایام ارادت خطرۂ ازدواج شود مزاحمت شہوت پیش آید
اگر برائے دفع آن از حیلے حلالے پیدا کند موجب باز ماندن و باز افتادن او باشد
و ارادہ جز این نیست کہ بمجاہدہ و مشقت آن قوت را بشکنند و آن آبے کہ ہیجان
کردہ بود برائے خروج را ہم در صلب او قرار گیرد مرد قوی شود و بسیار مجاہدہ را بسر
تواند برد۔ مرید ناصبور باشد ہر ساعتے کہ برو گذرد بے مقصود او بلائے است
بر جان او مردن ہزار بار بہتر از ان حیات باشد۔

(۱۵۹) مرید در تزئین ظاہر خود نکوشد تا آنکہ ... خواہد البتہ دستارے خوب
بستہ جامہ خوبے پوشیدہ ہم چنین باشد این کار مریدان نیست۔ مرید در بند ظاہر ...

اشارتے بسلام کردی کہ خلف از سلام است سبب کار یکہ بہترین کارہا است
این را خلف او کردہ او نیز اشارتے بعلیک خواہد کرد از طرفین تفرقہ نمی شود و
چو ایں مرید است زبان و دل ایں ہم بکار است ایں را ہم نشاید عادت تسلیم
باشارت کند۔

(۱۶۳) و اگر مرید از موسیقار چیزے میداند و میگوید نشاید ذہن آبدا
گماشت کہ کار را بغارت خواہد برد و ہمہ ضروب و نوای و نغمات سرود
در دل خواہد نشست اما اگر برائے تطئیب وقت خویش را یا برائے نوحہ کردن
بر روزگار خود یا اصحابے کہ ہمدرد اند و ہیچ یکے میان ایشاں از دیگرے
دعوے تفوقے و تفضلے ندارد اگر بدیں مصالح گاہ گاہے بداں فن آویزد
زیانکار وقت او نباشد بلکہ مزید کار او گردد۔

(۱۶۴) مرید نشاید لباس پیراں کند چنانچہ اوحدی فرقی خہلک
مرقع صدق اینست کہ ظاہر با باطن برابر باشد تو مریدی ہر جا کہ تخشّنے
و تخشّفے کہ ہست بر خود نہہ ترا با ایں کارہا چہ کار۔ و مرید نشاید خادمی با خود گیرد
مصلا و ابریق و نعلین دست گرفتہ برد ایں شیوہ مشائخ است۔ و مرید در رہ
متبختر و مترفع نرود و منکسر و متخفض رود۔

(۱۶۵) و کاریکہ مرید پیش گیرد مصلحت آں ہی از آں کار پس نشاید آں را
بسر برد مثلا خواست طی کند ضعف قوت آرد بسبب آں افزار [illegible]
تا بسر برد۔ ایں نفس است اگر سست گذاری منت گیرد۔ و اگر مرید در خواب
یا در بیداری حال کسے را مشاہدہ کند اظہار آں بر کسے و بر آں شخص مصلحت نباشد

ورنہ ایں مرید را سستی پیش آید واز مقصود باز ماند۔ و مرید را نشاید مرد مجلسی شود
ہر جا کہ بنشیند ہم با وے یار شود او را بر یک جاے استادن وہم بداں جا
دادن شرط است۔ و مرید را بدیں وہم کہ نفس را ذلیل و مستذل سازم
در محال غیر شایستہ ایستادن نشاید نفس خوار گردد چوں خوار شود جا بد گرد د صحبت
آں محل نصیبہ ازاں کدورت گیرد

مرید را باید کہ مقصود خود را قریب الحصول دانستہ باشد

(۱۶۵) مرید و طالب را باید مقصود و مطلوب خود را قریب الحصول داند
ایام مرجوہ و حسنات و مبرات دیگر چنانچہ ذکر مراقبہ و نماز ہر بار کہ بدیشاں
مشغول شود ہمچنیں یقین کند ایں بار آں بار است ایں وقت آں وقت است
کہ فتح مقصود می شود و چوں ازاں کار باز آید چوں آں مرام بکام نباشد
گریہ و نعرہ و شکستگی دل دم سرد و سینہ گرم نقد وقت او باشد ایں نیز کارے
دارد۔ دو کار داریم یکے بر دو جہاں مقصود دوم گرمی طلب و درد نایافت با
سوز و تاپ دل بافراط۔

مرید را سوی الخلق و قوی الترکیب باید بود

(۱۶۶) مرید طالب سوی الخلق قوی الترکیب باید تا مشاق را بسر تواند
بر دو احمال شداید را بمنزل رساند۔ و اگر ضعیف باشد از بسیار کارہا محروم ماند
کہ ہر مشقتے در رہ کار و بر در مطلوب راحتے و لذتے دارد کہ ہماں واجد داند
و آنکہ بمقصود رسد آں خود فوزے و ظفرے دیگر است او را ہیچ کارے
بہ ازیں نیست زاویہ را لازم گیرد چشمے و لبے بستہ بخیال و ستے ملازمت
نماید عظیم کاریست ایں اگر بریں ملازمت میسر آید محمود جملہ طالباں باشد

مرید را دلاور باید بود

(۱۶۷) مرید را باید کہ دلاور باشد از شبہاے تاریک و در بادیہا ماندن

وتنہائی بسر بردن و درزمین مبع بیتوت کردن وہمچناں موذیات دیگر بے تشویش بے تعلق بے التفات ماند۔ و مرید را باید ہراسے از جنے و شیطانے نباشد۔ ہم ہمچنیں مار و کژدم و شیر و غیر آں او خود را سجدا دادہ است در وطلب چناں گرفتہ است کہ از جملہ در وہا دل فارغ آمدہ است۔ مرید را باید قلندر صفت باشد یعنی از جملہ رسمہا و عادتہا و از ننگہا و عارہا بیروں آمدہ بود۔ نمی بینی کہ ایں مردکان چہ بے شرمانند کسے کردہ است سرو ریش را تبرا شدہ و خر سوار شود یکے خود خود را تعزیر کند او راچہ گوئی۔ اشارت ازیں صورت اینست کہ ما ہمہ چیزرا فرو انداختہ ایم وجملہ رسوم شرعی و عادتی را طرح دادہ ایم کار ایشاں چیست اللبّان اللبّان مرید طالب را ہم ازیں بے التفاتیہا نصیبہ باید۔

حبس نفس

(۱۶۸) و مرید را اعتیاد کردن بر حبس نفس لابدی است چنانچہ میاں جوگیاں است اگرچہ آں قدر کہ ایشاں می توانند کرد نتواند ہم ازیں قسم خالی نباشد و ہر گاہ ایں نوع مطلوب افتد صحبت از عورت قطع کند کلا وجملتہً و آب بیشتر کم کند و طعام را آنقدر کم کردن لابدی است کہ ہمیں قدر قوت ماند کہ نماز فرائض و نوافل استادہ تواند گزارد۔ اگر مقیم است و اگر مسافر است آنقدر کہ در رہ تواند رفت۔ و سخن فضول اشغال ایں سجدہ باشد اگر حبس نفس میسر آید خطرات خود دفع می شود خطرہ تابع نفس است

(۱۶۹) مرید را بر خیر و شر کسے کارے نیست۔ امر بمعروف و نہی از منکر و [illegible]

کارے ندارد

وظیفہ مرداں دیگر است و او را کار با خود افتادہ است۔

مرید را با ضیافت دیگراں و غم و شادی ایشاں کارے نباشد

(۱۷۰) و مرید در ضیافت نشاید البتہ خواہد ہر کہ برود بیاید برود و او را طعامے بخوراند او را کارے نیست با خود کہ ایں ابواب بر سد آں راہ می شود۔ ایشاں مشغولاں آں کار اند۔ مرید در غم و شادی کسے یار نباشد و اگر در ولیمہ و وفات یسے حاضر شود و خیر برائے حفظ سنت و رعایت دل چیزے نباشد و باید الضرورت تتقدر بقدرہا بکار ماند۔

مرید از ہم وہم ہوس خود را دور دارد

(۱۷۱) مرید را ہوسے حسے در سینہ نباشد و اگر ایں نوع سر بر کند قدم در اتمام آں ہوسے نکند و دست در مجاہدہ و ریاضت کند تا آں آرزو در دلش محو شود۔ و اگر البتہ نمیرد و اگر از قبیل مباحات است و شئے یسیر است پیش سگ استخوانے اندازد تا او بداں متعلق شود و از جنبیدن باز ماند و ترا راہ رفتن بغیر تشویش میسر آید و اگر العیاذ باللہ از قبیل نامشروعات است ایں مرد را وا نماید کہ مرید طالب نیست و اگر ہست کارش ایں باشد کہ جاں بازد و باآں کار نسازد۔

مرید خواب نکند تا خواب بر او غلبہ نکند

(۱۷۲) و مرید استقبال خواب نکند چنانچہ مثلاً یکے بساطے فراز میکند و وسادہ می نہد و بخوشی و خرمی پا میفرازد و چشم می بندد و انتظار خواب میکند استغفر اللہ ایں خواب خدا ترساں و خدا پرستاں نیست ایں کار اہل ہوا است مرید را خواب با غلبہ است ایں چنیں غلبہ کہ در وے بیجا آوردن نمی تواند و باید بغیر وضع جسد تا خواب بغلبہ خویش آید و مرد زود ترے از آں [illegible]

(۱۷۳) و مرید را استعمال وسومات نباشد و احتراز کلی نماید و اگر
چند درمے روغن زیادتی خورد و مقابلہ غذائے خود و خورد البسیارے ترک آرد باید نباشد
معدہ سبک بود و قوت مرد باقی و مزاحمتہائے ہر ساعت وضو چندان نبود بر آ
قوت مزاج را و رطوبت دماغ را ہم اثرے دارد - اما وسومات و حلوا و اطعمہ
پرخوردن کار مرید نیست - آنچہ این کبراء و یاران سہ اربعین یا امیدوارند و دران عادتہا میکنند
اما مرید را علی الدوام این کار نمی باید کرد - او مرید است کہ این کار بہارہ کند و آنکہ
وقتے تعین دارند برائے این کار را ایشان بہوسانند - اما چنین شاید شخصے ہمہ روز
و شب بکار جد ہست در سال یکدو بارے چندگان روزا شق و اصعب گیرد
الزم و اوجبہ دارد - مرید را کہ طعام بسیار انگیزد و ثقیل الہضم باشد از آن احتراز
بواجبی باید کرد - و شرم باشد مرید را کہ گویند بہر ضیافہ افتادہ است -

(۱۷۴) اگر مرید را صاحب حقے برائے کار فراغت نبایند بسیار دارد کہ او کار
اہل ارادت کند بدان التفات نماند از قدم ارادت پس نباید چنانچہ پادر و مہربانان
نمی خواہد کہ حوال او چندگان طی کند و ہمہ شب بیدار باشد و از اکتساب و تجارت
دست باز دارد و خواہد از دو لجہ و صمہا برقی شود تا نسلش زیادہ گردد و چشمش
بنظارہ جمال پسر روشن گردد این انواع را التفات نکند و حساب نیارد و در کار
خود مستقیم ماند - لفظ جبار از قبیل اضداد است - جبر شکستن و شکستہ را بستن
اگر طالب را در رہ طلب وقت گری کار رعایت حقے فوت شود خداوند سبحانہ
و تعالی جبر کرا او کند چندان رحمت خویش بدان شخص نثار کند ہمہ حقوق خویش را
بخشید و منت بر خود نہد و چو مرد صادق باشد اول حال کہ آن صاحب حق

فراہمے میکرد آخر وقت ہم معتقد شود و خواہد کہ بندہ و مرید گردد مقصود من ایں است تو ہیچ وجہے قدم ارادت را پستر مبر بیشتر بر البتہ پس نیائی ہیچ غرضے۔

اگر در حیات پیر یا بعد وفات او از بزرگے دیگر یا چیزے رسد او را عقیدہ باید داشت کہ ایں ہمہ دادۂ پیر است

(۱۷۵) اگر کسے در حیات پیر یا بعد وفات پیر ملاقات با پیرے دیگر شود اگر از وآں بیند کہ از پیر احساس نمیکرد از موارد ے و معارفے و حقائقے بد اعتقادی بدل نمی باید داد شاید پیر را روزگارے است کہ ایں ہمہ کار ہا و ایں ہمہ چیز ہا در جنب او است و در خفیہ کثیف او است اما اظہار شرط نیست و اگر از ایں پیر نصیبہ گیرد داند و اعتقاد کند کہ ایں دادۂ پیر است کہ بدیں رہ معتقد بود و بدیں شرط مشروط۔ اما بہتر ایں باشد مرید ہر پیرے را صحبت نکند و اگر مرید در تربیت پیرے دیگر افتد و از و نصیبہ گیرد ہمیں عقیدہ کند کہ گفتیم چنانچہ شخصے در خانہ کعبہ رود و آنجا فتحے و فتوحے شود آں تحقیق داند از دولت ارشاد

مرید را باید کہ خانۂ پیر را و تبرکات او را بسیار احترام کند

دعوت و صحبت و دست بیعت پیر است ہم چنیں از ہر درے کہ بر و چیزے رسد ہمیں عقیدہ کند سمت خانہ پیر را حرمت دارد و اگر تواند خوے آں سو نیدازد و پا آں سوے فراز نکند و ہم چنیں کفش پیر را و دیگر چنانچہ مصلا و دستار و طاقیہ و ورلع و ہر چہ ہست بے وضو دست نگیرد و در محلے با حرمت دارد و گاہ گاہے بکشد بر رو و بر چشم و بر سینہ مالد و از پیر خواہد آنچہ تتبع ایں بر من ارزانی کردہ ہمیں ارزانی دار۔

پیر وصیت کردہ میرود کہ چیزے از تبرکات پیر در گور او بنہند

(۱۷۶) والبتہ وصیت باشد چیزے جامہ شیخ با وے در گور باشد خصوص طاقیہ و اگر گرد تربت شیخ چند کرتے گردد شاید کہ حرمت آں قالبے است اندرول آں قالب مقصد عرش باری و مقصد رحمان است و در کتب فقہ

آداب حاضر شدن بر تربت پیر

ہم رواییے است۔ وزیر پائے شیخ البتہ بہرے بدارد۔ والبتہ گل بر در تربت اندازد۔ ارواح را از بوئے خوش نصیبے تمامی است۔ و پیش تربت پیر بسیار نہ نشیند زیادہ از سورہ یٰس خواندن نمی شاید۔ ہرچہ بیشتر خواہی بود خوف آں باشد راستاد چپا نظر شود و آں بے حرمتی آں قبر باشد۔ ترا باشد دو چشم ہم بر تربت بداری یا چشم بستہ ہم در خیال صورت پیر باشد۔ واگر چیزے نزدیک تربت گذارد می شاید پس کہ رضائے آں مقبور بریں است و ازیں ایمان مرید نے و فضیلتے می شود۔ واگر در حیات پیر یا بعد وفات او بحضور او نشستہ است اگر آئندہ در آں حالت بیاید برائے احترام آں آئندہ نخیزد مگر آنکہ پیر خیزد آں خاستن موافقت پیر باشد۔

مرید را باید سرِ خویش بار خود بر پیر ننہد

(۱۷۷) و مرید البتہ کوشد کہ بار خویش بر پیر ننہد و البتہ اہتمامش در آں باشد تعلقے از پیش او برگیرد۔ و مرید بداند چنانچہ پیر را در دین احتیاجے بمرید نیست فکذلک در دنیا۔ واگر مرید را وسعتے ہست در رزق و پیر را نہ آں سعت از ہمہ پیر داند آں ضیق عیشے کہ پیر با خویش گرفتہ است آنرا باختیار او گذارد و اگرچہ بیند کہ گاہ گاہے از ضیق معیشت شکایتے می باشد آں شکایت ہم بمصلحتے حمل کند۔

مرید را از تسخیر... باید

(۱۷۸) و مرید را نشاید در تسخیر کوکبے و جنے مشغول شود یا ایں کار را معتقد باشد ایں ہمہ کار دنیا دیست و او دنیا را با آخرت وداع کردہ است حالت

سیر و اسبقوا المفردون نقد وقت او شدہ است

آداب مرید در ...

(۱۷۹) مرید پیشوائی کسے نکند۔ مرید خدمت پیر را اختیار کند و اگر پیر

در آں کار

فرمایند آں کارے دیگر است۔ مرید بر سر خرچے و بر زہ دادے و ستدے نہ ایستد
مرید ہر روز گوشت نخورد و بکلی ترک نیارد۔ حلاوا و مالحات و غیر آں ہم بریں
قیاس است۔ و مرید در محافل و مجالس برائے نشست خویش امن نکند نفسہ
محلے تعیین نکند۔ مرید در رہ راست او چپ نگراں نرود۔ مرید اگر مباشر
خلاف شرعی را بیند انکارش بدل کنندہ بود و ذالک اضعف الایمان
ہمیں معنی دارد یعنی ذالک الایمان ایمان اضعف عباد اللہ از مرید
ضعیف تر و مسکین تر کیست۔

مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد

(۱۸۰) مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد اگر طالب و مرید و محب است
طالباں بر انواع اند۔ طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد
زیرا چہ اعلیٰ و اجل است و اوجب و اثبت است و اعظم و اقدم است۔
اکنوں آں مرید طالبے بر رہ حکمت است عاشق نیست۔ عاشق و محب دیگر است
آں حالتے است کہ جذبۃ القادم من اللہ نیست در ضمن گفت و شنید نمی گنجد بہ ما ل
و اجہ ابتلاء اند از آں قوم کہ گفتیم یکے اختیار اولی و اقدم کردہ است۔

طالباں بر انواع اند
یک گروہ بر رہ حکمت روند و گروہے دیگر بر رہ عشق و محبت

سنائی رحمۃ اللہ علیہ اشارتے می نماید۔

بیت

مرا بایست بعد اللہ زرہ ہمت و حکمت ۔ بسوئے خدا از دہ بت بر و عقل از خداوند ابیا

اگر عاشق را پرسند کہ فلانہ را بچہ دل دادی او اگر عاشق است و او را عشق
بر بودہ است او ہیچ جواب نتواند کرد و اگر گوید ہمیں قدر گوید کہ نمی دانم کہ چہ بود و
مرا ربود چیزے بود کہ بیروں است از گفت و شنود۔ اینجا تحقیق وافی ہر اعتبار
از آنگیز نہ دور تر روند۔

(۱۸۱) مرید سعت وقت را و ضیق وقت را طالب نباشد۔ اما اگر سعت
پیش آید شاید موجب تشتت وقت او باشد اما اگر در ضیقے تشتتے وارد در
ارادت او نقصان است۔ اوان ارادت از اول بلوغ تا گذشت چهل
اگر درین ایام قصدے پیوست با شرط آں کار یرجی منه الفوز بدولتا
وصول الحصول واگرچه درین ایامے که ریاضت و مجاهده می بیند مقصود
بدام او نه چند نزاع نباشد که در پیران سال باید در وقت مرگ یا بد یا بعد آں
عن قریب من الموت او خود بسوال آید۔ تو بداں مقبور را چه حضور باشد و کدام
دولت او را دست داده بود و اگر نه وقت بعث گاه حساب یا در بهشت
پیش از آنکه آنجا وعده عموم شود۔ و اگر آں در داو را و آں احتراق او را
تا آنجا دارند که بهمه مؤمنان مشاهده دیدار شود او را مخصوص باشد چنیں
مخصوص که یغبطه الانبیاء والاولیاء والشهداء والصدیقون۔
غرض ما اینست درین ایام طلب باید ایام طلب همیں است از پیران کار
نشود۔ گفتیم که پیرے که جوانی بدیں کار بسر برده باشد۔

(۱۸۲) و مرید را نشاید که هوس پلیدے و ملوے کند و ایں هوس را
بسر برد۔ استغفر الله برائے ایں خطره خیالے بر نفس مذمت و ملامت و
مشقت پیش آید که نفس را کار بجاں افتد۔

(۱۸۳) مرید را ایں قدر بباید دانست اگر یکے را در صورت مجازے میلے
افتد او را باید ره بردن باید و چند کار است۔ اعتکاف بر در او یا الا
بر آمد و شد کوچه او در ساختن با کسان او بدانچه تواند و بذل کردن بر آنچه که

بدست او ست وسحرے وجادوئے وتعویذے کردن وبر عاملان ایں رہ و
بر ساحران ماہر ملازمتے والتماسے کردن ہمہ بریں منوال مرید را لابدی است بود
او در مسجدے باشد در حظیرہ باشد در کنج وخرابہ یا گاہے بیرون مسجد و گاہے مصلحت
با مردم وبازہاد وعباد ومردم صلحا آمیختن ضرورت است ورہ از ایشاں آموزد و
وجدان مقصود از ایشاں یابد وہرچہ باشد بذل ایں راہ کند نمازے و روزہ
و درودے و دعاے از ضروریات کار مرید است مقصود ہیچ در یراکہ آں از
ابواب برّ است فرو داشت نکند ہر رہے و ہر درے می پوید تا از کدام رہ روے
مقصود بیند و بعضے مریداں صوم دوام اختیار کردہ اند ایشانرا بیشتر ایں صفت
بود کہ چیزے رسد نقدے جنسے طعامے ایں براے افطار دارند و مریدے دیگر
روزہ اختیار نکند ہرچہ بتقدیر رسد ہم بداں سازند اگر ہمہ روز گذرد و چیزے میسر نشود
و تا گولے نرسد او را امساک باشد اما تقلیل شرط است ہم ازیں گفتہ اند من صام
صوم الدهر فاتهمه انه قد اجتمع عنده شيء من الدنيا اما چنیں
می گویم صوم دوام بہتر باشد و اگر اختیار مرد آں بود کہ البتہ چیزے را بمصلحتے بدارد
اگر بسحال وقت رسد افطار کند نیکو معاملتے است ایں و اگر نہ فاقہ را قوت و
سازد و اگر چیزے دارد براے دفع تشویش وقت را یاد و بسے دیگر صائم اند برا
موافقت ایشانرا از معاملہ محققان دور نباشد۔

مرید را باید کہ ہرچہ در دست دارد از باشد ازاں بر خیزد وقت اضطرار مرید را

(۱۸۴) مرید را ہرچہ بدست باشد باید کہ ازاں خاستن تواند اگرچہ پادشاہی
باشد۔ حکایت سلطان ابراہیم شنیدہ باشی قدس اللہ روحہ۔
(۱۸۵) مرید اگر وقت اضطرار سوالے کند تجویز نشاید و اگر حاجتے میسر باقی ا

خبر مستدعی را دخل نیست و خصم خانه بران کاره نیست شاید که بر وو دران مجلس
دفع تشویش خویش کند۔

(۱۸۶) و مرید بیچاره در دهلیز مرگ نشسته باشد گمان نبرد با خود که دو دم ساعت
زنده ماند تا کارے کند۔

(۱۸۷) و مرید را نشاید که کار و شغلے که از پیر گرفته باشد و پیر را دران باب استتار
و ضنتے باشد که آنرا آشکارا کند۔ و مرید از پیر سرے طلب نکند و اگر کند پر خطر
باشد اگر بر مزاج افتد زہے کار و اگر بر خلاف افتد زہے بلا و اگر مرید در زیارت
بزرگے یا پیرے رود التماس نه پیوندد اگر التماس کند صورت ضرورت آن باشد که از
پیران بزرگ صالح طلب کند که خاطرے بدارند که پیر او بر و نظر شفقت کند۔ و اگر از گور
بزرگے یا پیر پیرا استمداد کند بگوید الله علیکم که پیر مرا اشارتے فرمائید و مرا پیش او
به نیکی ذکر کنید و او را بریں آرید که بر من نظر شفقت کند۔

(۱۸۸) مرید پیر را همچو شیشه صافی شفافی تصور کند و انوار قدس را در
آن شیشه آنچنانکه آن انوار درون شیشه نماید هر بار که مرید پیر را بیند داند که
نور قدسی بروی تجلی کرده است و این منعکس اوست و من در نظاره آنم۔

(۱۸۹) مرید را باید هرچه پیر فرماید در حال صورت امتثال پیش آید و اگر چه
امرے محال نماید۔ مثلاً اگر فرماید شتر را دست و پا بر بند و بر سر کن بالائے بام
بیار اگر چه ایں امرے متعسر است و ایں را محال عادی گویند اما مرید اقدام کند

(۱۹۰) و مرید هرچه در خواب و مراقبه و واقعه بیند پیش پیر گذراند تا پیر تعبیر
آن کند و حسب آن معاملتے فرماید۔ مثلاً در واقعه یا در خواب بوی غالب بیند که

او میل کردہ یا برو غالب آمدہ یا بہمیں صورت او دید پس پیر ایں را بتعبیر تنبیہ نمود
کند و بسبب دیدار او برائے دفع آں کارے فرماید۔ ہم چنیں ہر حیوانے و
ہر پرندہ کہ بفعلے و صفتے مختص است چنانچہ سگ و مورچہ بشیخ نسبت دارند
ستور و خر باکل و شرب و مار و کژدم و امثال آں بایذا و شیر و گرگ و پلنگ
ہماں حکم دارند و بغضب نسبت کنند و پیر او دریں باب برائے دفع آں تدبیر
ہست و آنکہ انوار را ہر جنسے بیند او را نیز تعبیرے خاصے است و پیر را آنجا
فرمایشے بکارے

(۱۹۱) اگر مرید را اتفاق افتد در مجلس چند بزرگے حاضر شود مثلاً آنجا
خضر است و ابدال و اوتاد و دیگر اند و پیر است باید از ہمہ گذشتہ روے
بہ پیر آرد۔ اگر چیزے جوید و طلبد ہم از وے و اگر پیغامبر را بر صورت پیر بیند
اشارت بدیں باشد اتباع او اتباع پیغامبر است۔ و اشارت بدیں باشد کہ
پیر موفق باتباع نبی است۔ و اشارت بدیں باشد کہ ایں پیر بجائے من است
میان من و او بیگانگی نیست حکایت بدیں ماند کہ نحن روحان حللنا
بدنا۔ و اگر ہمچنیں اتفاق افتد ایں را خواب و واقعہ گوید ایں کار بدست
من و تو نیست از شیخ چہ آید و کسے

مرید را اگر اتفاق افتد کہ در مجلس پیر با دیگر اکابر باید باید کہ از ہمہ گذشتہ بجانب پیر رود

(۱۹۲) اگر ہمچنیں اتفاق افتد مرید در واقعہ پیر را بیند و داند کہ ایں
خدا است تعبیر کند ایں مظاہر او است [illegible] بانواع تقلبات او و خدا
[illegible] است کہ افعل ما نشاء و یفعل ما یشاء ایں
[illegible]

مرید اگر پیر را در واقعہ بیند

[illegible]

نیز آنچناں کن فانک معفوای فانک موضوع عنک وزرک و ثقل
وجودک و محو عنک وهم اثباتک و بسیار مردم اینجا ایں گفته افعل
ما شئت یعنی هرچه خوش آید بکن از نیک و بد استغفر الله ایں گفتار
محققان نیست۔

(۱۹۳) مرید اگر چیزے را در خواب یا در واقعه بیند و آں چیز هم چنیں پیدا
شود مثلاً آمدنی بود فی شدنی را دید ایں را از قبیل کرامت نشمرد و ایں را از خوارق
نداند جمله عوام دریں قسمت مشترک اند بل الکافر فی الجانب و مرید را خطره
در دل آید همان زمان اثر آں ظاهر شود ایں نیز هم ازیں باب هست۔

(۱۹۴) و مرید را امروز که عمر دنیا به هشتصد و هفت سال رسید در لقمه ایں
احتیاط باید کرد که فاش آشکارا معلوم حق کسے نخورد و اگر در احتیاط کوشد مگر
بگرسنگی میرد یا طعام غیب آید۔ اگر تاثیر در تقلیل کند بجائے مخمصه باشد۔

(۱۹۵) و مرید دراں کوشد که دریں دو وقت سخن با کسے نگوید بعد ادای
سنت بامداد تا ادائے صلوٰة اشراق و بعد صلوٰة عصر تا فراغ از اوراد مگر جائے
او را ضرورت باشد و آں ضرورت بلائے باشد بر آں مسکین۔ اما مشائخ و مرشدان
ازیں قسمت مستغنی اند۔

(۱۹۶) اگر مرید عمل کیمیا داند و سیمیا داند البته اظهار آں بر کسے نکند و دیگر را
نیاموزد و خود آں کار نکند نه برائے خود و نه برائے خدا را۔ گدائی کند و خورد
بهتر ازیں رنگ آمیزی کند و اگر در اثنائے ارادت و طلب ایں چیزها پیش
آورند لله علیک ایها المریدان تلحظ الیه بدا فی امتحانے عظیمی از ان حق

آمدہ است و بلائے قوی متوجہ شدہ است ترا از در خود چناں خواہد راند کہ تو لائق شاگردی ابلیس ہم نخواہی ماند۔ و البتہ صادقاں را ازیں جنس پیش آمدہ است و آید اما صادق کجا بدینہا پروا زد۔ چگوئی کسے را کہ اضطرار شد و او دراں اضطرار اصطبار ورزید بداں سوختگی قرار گرفت من اللہ برائے او فتح بابے از غیب شد و اگر نشد براں جان عزیز را تسلیم یار کرد و دیگرے عملے کرد آں وقت را گذرانید کہ بہتر یکے جان خود را بذیل آلہیت بر بستہ است و یکے بدنیا بر بستہ است فشتان شتان بین المنزلتین۔ و آنکہ عملے بذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نسبت کنند آں بکیمیا و سیمیا و لعل و دار و نسبتے ندارد او متعلق باخلاق اللہ است واللہ یفعل ما یشاء ایں را قسمتے از نسبت روح اللہ تصور باید کرد۔

حصول نعمت از طلب درست

(۱۹۷) مرید را طلب آنکہ درست افتد یا از عالم غیب بروشاہدے شدہ بود آں جمال و امکان حصول آں جمال او را در طلب و ارادت آرد یا القا من اللہ در دلش افتد کہ دولت دیدار ہم دریں جہاں کبار را بود و باشد

مامون العاقبت بودن پیراں

(۱۹۸) مرید را باید بداند کہ از معاملہ پیران سلف و خلف ایں محقق شد کہ پیر بجائے میرسد کہ مامون العاقبت می شود۔ ایں شجرہ نبشتن و ہر یکے را سندے لبندے داشتن و دوام توجہ مرید با پیر در حیات و ممات دلیل کرد کہ اجماع ایشاں بریں است کہ ایشاں مامون العاقبت بودہ اند و اگر در میان ایشاں بہ شخصے مائی و ہم خلل افتد مرید را توجہ درست نیاید و ہیچ فضلے از ایشاں نتواں گرفت۔ قول ذوالنون رحمہ اللہ ہم بریں سخن گواہ است

ما رجع من رجع الا عن الطریق و من وصل لا یرجع چنیں و انم بعد کشف حقیقت از طرف آلہیت بندہ را حفظے و رستے است او بجائے رسیدہ است فرو افتادن را امتناع نماندہ است زیرا چہ اشخصے است فرود و بالا او را یکساں گشتہ است ۔ یک سخنے کہ میاں صوفیان و متفقہ اختلافے بینے وارد ایں است کہ گفتیم ۔

(۱۹۹) و مرید را لہوے و ہزلے و طربے کہ حلال امدہ است بر خود حرام گرداند او را جز یک طلب و جز یک کار ہمہ گذاشتنی است ۔ پیرے باشد کودکے باشد کہ مطایبہ باوے مباح است بر مرید حرام باشد کہ باوے مطایبہ کند ہم ہمچنیں مباحے دیگر ۔ کسے رباعی گفتہ است نیکو رباعی است ۔

رُباعی

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو | وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبرا ز دو کون | وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

(۲۰۰) مرید را ہر حدیثے و اثرے و حکایتے کہ در باب عبادات و طاعات و مجاہدات رسد برائے صحت تحقیق او را تتبع حاجت نباشد زیرا چہ محض خیر است برائے محض خیر را سند چہ مطلبی کہ اتفاق است عمل وجہ فی الادیان کلہا ۔ و اگر سخنے در ترغیبے و تسہیلے باشد برائے تصحیح او را تتبع باید کرد کہ جولانگری زنادقہ است ۔

(۲۰۱) مرید اگر کاغذے در رہ گذرے افتادہ یابد دوران سخنے نبشتہ باشند بداں سخن مردم را رہ سلوکے و مستے و بدعمل کردن براں واجب است

زوخته شده است باید که بداں عمل کند

مرید عاشق ایں است کہ ہیچ درہ کارے باشد کہ بداں روے مقصود تواں دید۔ دریں قضیہ مرید ہذیان گوی باشد چنانچہ عاشق و معشوق را گہے بہ سرو نسبت کند گہے بگل نسبت کند گہے بہارے و کثرو مے نہ آنکہ ایں ہمہ ہذیان گوی عشاق است۔

مرید مرا مالے کہ در ابتدائے ارادت دارد باید کہ آں را صرف کند

(۲۰۲) مرید را اگر در ابتدائے ارادت مالے در ملک باشد خرچ آں مال ضروری بود البتہ آنچناں شود کہ بر و زکوٰۃ واجب نیاید۔ و اگر آنچناں شود کہ ابوبکر کردے رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید ما خلفت لعیالک فقال اللہ ورسولہ و اگر نہ معاملہ عمر کند رضی اللہ عنہ بلغت تکفیہم اگر عیال باشد ورنہ شبانہ بر خود ندارد۔

مرید کار امروز را بفردا نگذارد

(۲۰۳) مرید را نشاید در دل ایں گماں برد شب افتد چنیں کنم و شب گذرد روز را چنیں کنم و مرید را ہر چہ پیش آید ہم بقدر وقت سازد تسویف و اہمال را از حرماں شمرد

مرید را اگر احیاناً نظر بر جمیلے افتد باز بالقصد بر وے نظر نکند

(۲۰۴) اگر مرید را نظرے بر جمیلے مستحسنے افتد باز قصداً نہ بیند و از روے دیگر از وے ہر دو سرے فرو افگند چشمے بندد بخیال او بدل مشغول شود نکو کار باشد۔ ہمت انجا رہ روی اگر از ہوا بکلی برات باشد ایں معاملہ آں مرید است کہ او را با صورت خیالی پیر کارے نیست۔

مرید از اعمال جوگیہ احتراز ورزد الا حبس نفس

(۲۰۵) مرید را آنچہ اعمال جوگیہ است از ہر جنسے کہ ایشاں دارند خبر حبس نفس و نسبتے مخصوص کہ ایشاں دارند و مکانے کہ با ایشاں باشد احتراز واجب داند و ایں دو سہ چیز کہ از آں جوگیہ گفتہ ایم لابدی صوفی است۔

(۲۰۶) واگر مرید را آرزوے خوردنی و آشامیدنی شود میان این سہ معاملہ یکے کند نخست دراں کوشد کہ آں خطرہ و آں ہوس از دل بکلی رود و اگر باز می رنجاند استخولے پیش سگے اندازد و خود بفراغت مشغول شود یا بماند آں قدر باندکی ہست ہوس او بدہ و ندہد یا بمقابلہ آں مجاہدتے سختے بروے نہد او آنرا قبول کند بدیں ماجرا دفع کدورت آں ہوس میشود۔ واگر مرید را عیال باشد و ہر بار خارش برائے تقرب میکشد بباید ہر بار بداں ترا ز خانہ مشغول شود بدارد تا حالت تو قاں رسد کور شدہ آں تشویش از خود دفع سازد و اگر نہ ایں جنس سبب حرمانے عظیم است و اگر بدارد البتہ البتہ مزید ہا بیند و شوق و ذوق غالب تر و قوی تر گردد و طلب قوت گیرد و عشق موج باوج رساند و اگر مرد صاحب تجلیات است تجلی با جمال تر باشد و با شیوہ و شکل بیشتر بود و رابہرہ تر آید۔ اے عزیز حکایت از تجربہ میرود۔

(۲۰۷) و مرید را باید باد بہ و زاویہ حجرہ و گشت کوچہ و بازار و خلوت یکرہ باشد یعنی البتہ دلش از تصور حضور مقصود و یا ذکر خفی یا تخیل او زاں او خالی نبود۔ از ایں عاشقان مجازی پرس ہست ایشاں را دلے خالی از خیال معشوق۔ مرید را ہمیں صورت است۔

(۲۰۸) اگر مرید بندہ کسے باشد او را تدبیرے نیست جز پاکی نفس و دل متوجہ تام۔ اینچنیں بندہ آزاد وقت خویش باشد ایں بسیار آسانی است بروے تنہ پنج وقت نماز فریضہ بدنیات دیگر برو متوجہ نیست زکوۃ را مال باید حج را سفر باید او بخدمت مولی مشغول است۔ جہاد اگر فریضہ افتد

اجازت و فرصت باید۔ اگر بر نفس او چیزے رو دہد او نصف حد احرار است روزہ ہماں سی روزہ ماہ رمضان پس اگر خوند کارے طالبے آں کار فرماید کہ آقا منت روزہ نتواند کرد شرعاً معذور باشد۔ الغرض مقصود آں دارم کہ مرید طالب را ہماں دو چیز کہ گفتیم خمیر مایہ جملہ سعادتہا است و جملہ طاعتہا و عبادتہا ہے ایں دو چیز بہ خسے و بہ پوستے جوے نہ خرند۔

مرید را بر پستی نسب خود نظر نباید کرد و ہمت بلند باید داشت

(۲۰۹) مرید را بر خست نسبت و نسب خویش نظر نباید کرد و طلب کنا شود و شوق کم گردد و ہم حرماں و خذلاں افتد بد اند۔

بیت

اینجا ہمہ زندہ و دل پارہ خرند بازا چہ قصب فروشاں دگر است

مرید را ایں عمل مبارک است کہ ولش از ہمہ طالباں مشتاق تر و از ہمہ سوختگان افروختہ تر و از ہمہ روندگان شتاب تر و تیز تر و از ہمہ بلند ہمتاں بالا تر و بیشتر و بلند تر و از روے ظاہر نظر بر خست نسب و شکستگی نفس خسیس و خبیث و از ہمہ کمتر و پستر و انستن۔ ایں چنیں مریدے بادیہا قطع کند کوہہا را پامال سازد و دریاہاے آتش را شنا و رشود کارہا سر دازو سے کہ رشک گاہ جملہ طالبان و محباں بود۔ مرید باید دریں سخن اندیشہ کند کہ سرور فقہا چہ پیغمبر باید و پیشواے علما چہ گوید رحمۃ اللہ علیہ علمنا ھذا لا یصلح الا لمن ضرب دکانہ و فرق اخوانہ و طلق نسوانہ ایں حال علم ظاہر است باطن را چہ پرسی و چہ گوئی۔

مرید را در خانقاہ

(۲۱۰) مرید در خانقاہے و لنگرے براے قوت را قرار نگیرد و ننگ جا

خرچ آنجا و خادم نکشد و اگر بضرورت برای دفع تشویش در خانقاہے در باطے سکونت اختیار کند این ضعیف حال را باید کہ ہمہ روز و ہمہ شب برای غذا و برای ہر کالہ نان را حاضر و شاہد میان آں ساکنان نباشد۔ البتہ تنہای گزیند یا ہمہ دران خانقاہ زاویہ گزیند کہ جز برای فریضہ بیرون نیاید یا کہ روز شدہ در گورستانہا و بادیہ ہا روز و شب شدہ در آید۔

مرید را از دوختنی و سختنی چارہ نباشد

(۲۱۱) و مرید را از دوختنی و سختنی چارہ نباشد زیرا چہ بود او در تنہای است۔

مرید ترشی و شیرینی بسیار نخورد

(۲۱۲) مرید ترشی بسیار نخورد کذالک شیرینی۔

مرید را اگر احتلام بر حرام افتد بر توبہ خود اعتماد نکند

(۲۱۳) مرید را اگر احتلام بر حرام افتد باید بر توبہ خود اعتماد نکند۔ و آنکہ گویند احتلام عارفا تر النعمت اللہ است آں سخنے دیگر است۔

(۲۱۴) مرید برای آنرا کہ این کاریست کہ معاونت است مر مسلمانرا و تفریح قلب مسلمان است و کفایت مؤنت مومنے است وقت را غارت کند و برای فوز درجہ و ثواب را اقدام نماید نشاید این ہمہ حسنات است ابرار است کسے نگوید کہ بد است۔ اما مرید طالب را رہے علاحدہ است کہ آں رہ بدینہا مغشوش میشود و مکدر میگردد گوی خارے و کلوخے در رہ افتاد بدان می ماند۔ و اگر گویند خداوند تعالے از برکت آں او را فتح بابے روزی کند گو سخنے است این کہ از برکت این فتح بابے شود انشاء اللہ اما عملے کہ مرید طالب دارد بدان ماند کہ کلیدے بدست کردہ و قفلے کلید را در عمل داشتہ میگرداند و می جنباند تا صورت فتح ظاہر گردد۔ میان این کار و آں کار چند تفاوت است

اندیشه کن به بین آرے فسخ امکان هست چوا مر ممکن است شاید در بعض مواضع
واقع هم باشد که به رعایت مبرات و حسنات امید رجاے مثوبات هست
ولیکن به نقد تشتت است جمع هم نیست و دران کار یاد محبوب و دل کار محبوب
در دل در ره محبوب نزدیکترین راه ها است از دیدن و پوشیدن و تا در محبوب
رسیدن ها و سر بران در کوفتن است فتنستان بینها شنیده دو ره است

راه دو است یکے راه طالبان خدا و دیگر راه نیکمردان

یکے ره طالبان و دوم ره نیکمردان۔ هرچه ثواب دران بیشتر و امید بهشت
و نجات از دوزخ بسیار تر آں کار نیکمرد را موافق تر۔ و دوم ره طالبان است
با ایں همه عبادات که نیکمرد دارد و او را دل متعلق بخدا و متوجه بحق و جز او چیزے
دیگر در دل نه و از ایں همه عبادات جز دریافت مقصود چیزے دیگر مطلوب نه
و کار یکه طالب دارد هیچ کارے وزنے و قدرے ندارد۔ اگر حضوری که طالب
را است با وے نیست مردمان سالها نماز گذارده اند و شبها بیدار بوده اند
و روزے و شبے ختم قرآن کرده اند اما بوے از ره طلب نیافته اند چون ازیکا
او خبرے نداشته اند۔ اینجا سخنے بسیار است اگر نویسم مختصرے دراز گردد
ایں محل این سخن نیست۔

مرید را باید دانست که کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر بلا عظیم است ازاں پناه بخدا باید برد

(۲۱۵) و مرید را باید که بداند کسے را که کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر شده
ببلاے ابتلا گشت که مبادا هیچ مسلمانے بداں مبتلا گردد۔ غیب با همه غیب
است۔ الله اعلم فردا چه زاید۔ مرد بارے به نقد وقت خویش خوش است۔ و
آنکه او امروز داند که فردا چنیں مصیبتے پیش آید ایں مرد صاحب کرامت
به نقد غمگین داند و غمگین باشد۔ آنچه شدنی است خواهد شد اما ایں غمے زیادتے

است کہ بروے افتاد۔ دیگرہا سر پوشیدہ میپوشند تا در ہر دیگے چہ چیز است ہم چنیں دلہا است خدا در دلہا چیزے نہادہ است در دلے کرے و غدرے و نفاقے ہست ایں صاحب کرامت را اطلاع بر ضمیر او شد کہ در ضمیر او چنیں و چنیں است آنکہ چہ شود بر وی می گوید او آنچہ ہست ازاں باز آمدنی نیست مرداں بسیار ایں کار کردہ اند وایم اللہ کہ بسیار جا شوخی و دلیری ایشاں شدہ است۔ و اگر نمیگوید بدل می داند ایں آیندہ با من ندارد و در دل او چنیں و چنیں است نہ آنکہ بہ نقد وقت ناخوش است و الا بغیب میگذشتہ میدانست کہ مرا محب است و چنیں و چنیں است را بوہم و خیال خویش تو خوش می بود ایں مرد صاحب کرامت را کہ بر کشف غیب است و آنچہ ورائے استار و حجب است او میداند مرداں میگویند زہے دولتے کہ او دارد۔ او زنے دارد او کنیزکے دارد او مادرے و خواہرے و پسرے دارد کارہا در کارخانہ خدا است کارے در تخریب و در تسیر بود و ایں مرد بر اں مطلع اکنوں آنکہ چہ میگوئی خاموش باند با من گردد ہر چہ کسے میکند گو بکن کو ششہ می بیند یا بر حسب آں معاملتے با ایشاں کند آنکہ چہ گویند دیو آشدہ است عقل بر باد دادہ است سخرہ و مضحکہ گردد و تو چہ گوئی او را چہ گویند وایم اللہ ایں بلائے است کہ ایں قوم بسیارے از خداے استعاذہ کردہ اند کہ میسر نیامدہ است۔

مرید را (نشاید) کہ سر خود را [illegible] نباید شہرت [illegible]

(۲۱۶) و مرید را نشاید البتہ خود را بنامے مشہور کند چنانچہ یکے را گفتہ اند کہ بشر حافی و فلانے را گویند دہنکرہ پوش و دیگرے را خوانند چرم پوش

کار او خلوت است و کار او نیستی است و کمی است۔ پا برهنه گشتن بضرورت
احتیاج باشد و دهنکره و چرم پوشیدن برائے قطع مونت باشد البته آنچناں کرد
در تراحافی نامند و چرم پوشش و دهنکره پوشش گویند نه سجان و سر خود که بکنی
اینچنیں کارے۔

مرید چوں چشم از خواب باز کند او را باید که خیال کند که وقت بیداری در دل او چه گذشته است

(۲۱۷) مرید را باید نخست چشم از خواب باز کند در خیال دل خود رود که
خاست از خواب در دل چه گذشته است از آنجا بداند که او طالب آں چیز
است و اگر خیر مقصود و کار مقصود در دل گذشته است او بداند که او مرید
خدا و طالب خدا و طالب حق نیست هوسے است که می پیر و از مرداں شنیده
که بهتر ازیں راه راهے دگر نیست و خوشتر ازاں نامے نامے و گرنه خود را مرید
طالب نام نهاده است۔

مرید را در نماز مراقبه پیر باید کرد

(۲۱۸) و مرید در نماز مراقبه پیر کند تصور او در راستا و چپا باشد بداند که
پیر یکے از دو طرف او حاضر است یا او را امام تصور کند یا خود را بین یدیه داند۔
اگر موضع سجده گاه پیر را تصور کند یا او را حاضر و شاهد یابد کارے باشد ایں قدر
امیدواری بسیار بود۔ و در وقت تصور پیر بهترین صورتے و شکلے که او را
دیده باشد همداں صورت تصور کند و تخیل آں بندد۔

(۲۱۹) و مرید هر جا که باشد اگر در بادیه و اگر در شهر باید که نماز فریضه از
جماعت فوت نشود۔ و آں بزرگاں که شنیده که در بادیه گذرانیده اند ایشاں را
جماعتے از غیب بودے ارواح صلحا یا فرشتگاں یا مرداں غیب با ایشاں
می آمدند نماز می گزاردند جماعت فوت نشدے۔ و دیگر اگر یکے تنها ماند و آنجا

قابل نیست کہ دومی پیدا شود آنجا بضرورت سنت بد و متوجہ نیست و آنکہ گویند اگر تنہا باشد حفظہ را تصور کند کہ باوے میگذارند خیال است این تحقیقے ندارد واگر این مراد آنہا است کہ فرشتگان باوے شامل شوند وامامت کند و ایشان اقتدا کنند این فضلے دیگر است این ہمہ گفتیم بدینہا سنت جماعت بجا آوردہ نمیشود برائے آنرا نامے باید و باقیات درطاویہ تنامی ساقط اند اما مردان غیب و صلحاے دیگر یاری کنندان جماعت است ارواح خلاصہ و فرشتگان اینجا دخل ندارند۔

مرید ہرگز گمان نبرد

(۲۲۰) مرید ہرگز گمان نبرد کہ جنید و شبلی و بایزید از پیر او بہتر اند یا کسے درعصر او ہمچو پیر او ست واگر نبوے اگر تحقیق شد یکے از و فایق است مرید را دست از دامن پیر فرو نباید بلید۔ پدر پسر را پرورد نہ مرد اجنبی اگرچہ رحیم کریم باشد اورا با تو چہ لطفے و رحمتے۔ اما پرورش پسر بگردن پدر فریضہ است او دست دادہ است و تو متولد از سر اوئی۔

(۲۲۱) مرید بعمل دیو و پری و کفتار اگرچہ داند مشغول نشود و این کار نکند۔

(۲۲۲) مرید را آوند آبے دایم برابر باید خصوص کہ از شہر بیروں شود بزیارتے یا بجاے۔

(۲۲۳) مرید بر دریا و رہ شنید کہ تشتت وقت و تشویش حال آنجا حاضر است مرید بسیمنے کہ کعبہ و حرم یا مدینہ و زیارت بزرگے نیست مسافری نکند اہر نہیرا این مقاصد جز ہوا پرستی نباشد۔

(۲۲۴) مرید هر جا که استدعا کنند برای طعامی و سماعی را اجابت نکند و اگر نه ترسم که نفاق و برخوردن و خوشان ماندن نقد وقت او باشد مرد مجلسی گردد چنانچه ندیمان و شاعران در مجلس می باشند۔ و مرید نه که گو و لطیفه ساز نباشد۔

مرید در بازار نیاید الا بضرورت شدید

(۲۲۵) مرید برای خرید و فروخت را خود نیاید مگر بضرورتی که افتاده باشد که کسی ندارد و چون این چنین اتفاق افتد باید که طریقه عوام خلق که بس ملح می باشند و مکیس میکنند نکند هر چه پیش آید همراں سازد و اگر گوئی مکیس آمده است نمیگویم نه آمده است میگویم که مرید او ست که او را پروای این چنین ها نباشد و اگر یکی را در بازار بسودا فرستد برای محاسبه را مناقشه نکند و آنکه گویند تنبیهی حق را تا از آن این بر او چیزی نماند و از آن او بر این چیزی نرسد هر آئینه هم برای این را باشد و اگر نه چه معنی دارد اما این میگویم که حق مرید بر او ماند بخشد و باستقضای پیرامون حق پیشینه نگردد با این همه استغفار او در کار میدارد۔

مرید در طهارت و نظافت همانقدر کوشد که فقها فرموده اند۔

(۲۲۶) و مرید را در طهارت و نظافت آن قدر کوشش نباید کرد که لابدیات در خلل افتد۔ تطهیر و تنظیف همان قدر که فقیه فرموده است باقی دگر زیادتی است۔ مرد احمق بر خود میگیرد امر تعبدی است پس منحصر باید بود همران اختصار باید کردن که از خدا بر تو وارد است و علما را آنجا اجتهادی است عارف گوید اصل در اشیا طهارت است اما در تشخیص و تعیین امر تعبدی است از حد مطالبه تجاوز نکند۔

(۲۲۷) مرید را نشاید در صحبت قلندراں یک نفسے نشیند و نشاید در مجلس مستاں حاضر آید اقل مداهنت نقد او باشد۔ و از صوفیان نظر باز اغماز کند لحظہ بدیشاں کردن مصلحت اہل ارادت نیست ترسم ترا بندے در پا افتد و از حقیقت محروم گردی من جہانے را چنیں دیدہ ام و بسیاراں ہستند چنیں۔ و اگر مرید را الصورتے و ہیئتے تجلی کرد و مثال آنرا در یں حاضر و ید نشاید طرف او تیز نگریستن و پے او رفتن و او را دوست گرفتن و اگر نہ از شواہد غیوبات دیگر محروم گردد۔

(۲۲۸) و اگر بر مرید دو سہ جامہ برائے تطہیر و تنظیف را باشد و با ایں ہمہ وقت و ادن کسے نال نمی باشد نشاید۔ مرید را نباید رستانی نگاہدارد تا سال آیند پوشد مگر آنکہ در محلے است کہ کسے از سبب تدبیر خرقہ و لقمہ او مسکین تا او بفراغت بخدا مشغول باشد اگر نگاہدارد برائے آنرا کہ تشویش آں شخص را نشود و تعلق زیادتی بر و نیفتد واجب آید۔ و آنکہ درویشاں خرقہ میدوزند و در ہم و درہم سوزن نیز خشتنے و سنخنے و درشتنے میسازند برائے دفع تشویش زمستان و تابستاں را ایں خرقہ را سالہا بدارند مستحسن باشد و اگر میراث گذارند زہے کار۔

(۲۲۹) مرید کہ گہے گدائی ہم کند و لیکن شبے رو پیچیدہ بچندو سے گرد و آں مقدار کہ قوام بنیہ شود و سد جوع او گردد ایں نوع را ازیں زیادتی نباشد و جمعے نبود یا آنکہ از کسے خواہد اما الا بطریق تعفف و تعزز مثلاً گوید وقت بر درویش تنگ است سعادت تو باشد اگر ایں وقت را دریابی و امثال ایں

(۲۳۰) مرید را نشاید کسے را لقبے مکروہے و مقبوحے کند

(۲۳۱) مرید را مراقبہ و ذکر بیشتر باید مراقبہ وقتے معین ندارد اگرچہ

زیادہ باید کرد

ذکر ہم چنیں است بر آں نمطے کہ گفتیم اما رعایت ضرورت او خالی از تعلقے نیست اما مراقبہ یکی دریکی است۔

مرید را سہ چیز یعنی گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری را دوست می باید داشت

(۲۳۲) مرید سہ چیز را دوست دارد گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری۔

مرید را نباید کہ آنچہ خاصہ پیر است ہوس آں کند۔

(۲۳۳) مرید را نشاید آنچہ خاصۂ پیر باشد کہ خصوصیتے خاص با وے دارد آں طرف لحظہ کند و قصد آں چیز کند کہ آں چیز او را باشد۔ حرمت زن و کنیزک پیر را از احترام زوجات مطہرات و حجرات او آموزد کہ صحابہ را در آں باب چہ فرمان بود ایں را ہم ہماں باید بلکہ ازاں زاید زیراچہ نبی صاحب شرع است اکثر معاملات او بر رخص است تعلیماً للامت و ترخیصاً لہم۔ اما مرید از رہ رخصت بقدم عزیمت آمدہ است۔ تا مرید را از احوال پیر و لمحۂ از حقایق معلوم نشدہ باشد نشاید از صحبت پیر بدور ماند تا خللے در عقیدہ او رہ نیابد و مرید را اگر بعلم تعلم باشد یا پیر فرمودہ است یا خود او لیے آں کار نمی تواند ماندن باید شغلے بعلوم دینی باشد از مثل علم نجوم و طب و معقولات و حفظ اخبار از مثل ایں مجتنب باشد۔ و بحدیثے و تفسیرے یا بمسائل فقہی و سلوک ہم داخل حدیث و تفسیر است مرید را باید ایں ہم مشغول شدن تضیع وقت است اما ہم شغلے بقال اللہ و قال رسول اللہ است۔

مرید را تا آنکہ حقائق بر او منکشف نشدہ است نباید کہ از پیر دور شود

مرید را اگر تعلم ناگزیر باشد باید کہ تعلم بعلوم دینی کند

مرید را از نمامی و غیبت احتراز کلی باید داشت و بر غلامان و کنیزگان تعدی نباید کرد

(۲۳۴) مرید نمام نباشد مرید مغتاب نباشد۔ مرید در عیب کسے نہ بیند و تعیب کسے نکند۔ مرید بر غلامان و کنیزگان آں غضب نکند کہ دست بر عضوے وشدے نہند۔ و مرید در جہاز درنہ نشیند۔ و مرید بقصد خود در مخاوف

وجهالک نزود۔ مرید گراں بار بر کسے نباشد یعنی بر همسایه یا بر آشنائے و فقرائے ویارے۔ و مرید سبکبار باشد۔ و مرید را روا نباشد که صفت کاہلی چیزے در وے باشد۔ مرید با عورات بسیار نشیند اگرچه مادر و خواہر او باشد۔ و مرید را اگر اتفاق افتد با کسے نشستن باید که آں شخص از و مجتهد تر و مشفق تر باشد۔ و مرید را سوزنے و ریسمانے بر ابر باید۔

(۲۲۵) و اگر مرید را آمد و شد خلق شود و گفت مرداں در حق خود خطبه نساز د و خود را بداں خطاب نہانی نکند که قبول خلق علامت قبول حق است ایں را بلائے و محنتے داند که خداوند سبحانه و تعالیٰ بر وے گماشته است۔ و آنکه گویند و آنرا خبر امند اذا احب اللّٰه عبدًا مال الیه الخلق معنی سخن ایں است که چوں خداوند سبحانه و تعالیٰ بنده را دوست دارد البته بر و بلائے نامزد کند۔

(۲۲۶) مرید ترس دوزخ نکند۔ مرید آرزوے بهشت نکند۔ مرید درجه و مقامے نه طلبد۔ مرید چوں در مسجد یا خانقاه پا نهد باید دل را بیدار کند و در وے بگوید و از خدا مزید طلبد و پائے راست نهد و اگر پائے چپ نهد درویشاں از وے ماجرائے طلبند و شکرانه۔ و ماجرائے که میان صوفیاں آمده است مرید آنرا بدل و جاں مباشر و معتقد باشد۔ و مرید در مجلس هرجا که جائے یابد بنشیند۔

(۲۲۷) از آغاز بلوغ چهارده پانزده سالگی تا چهل چند ایام سلوک است بعد ازیں اگر دریں ایام سلوک نکرده باشد و عمر بهرزه صرف کرده باشد

اگر ہوس سلوک کنند زیادتی باشد آں موارد سے کہ ایں طائفہ را است آں
البتہ دست ندہد در ایں ایام سر جوش عمر رفتہ است دُردے ماندہ است
در درد صفا بکمال نباشد۔

مرید حقوق خود کہ بر دیگراں باشد بحل کند با جملہ جہاں بصلح باشد

(۲۳۸) مرید را با ہمہ جہاں صلح باشد۔ مرید را با خدائے تعالیٰ عہد
باشد کہ ہر جا کہ حقے از ان او ست بحل باشد و تحلالے دادہ شدہ است
چنانچہ حق کسے بر تو متعلق ہست پابند است ہمچناں حق تو بر کسے کہ ہست
پابند است از جملہ حقوق بیزار شود۔

مرید را سماع باید شنید و اگر ذوق آں در دل خود نیابد او را باید دانست کہ شاید تخم محبت در دل او نکاشتہ اند

(۲۳۹) مرید را باید البتہ سماع بشنود او را از آں چارہ نیست و اگر
در خود احساس ذوقے نمیکند او را مصیبت بر روزگار خود باید داشت خوف
آں باشد کہ مگر تخم محبت در زمین دلش نہ کاشتہ اند۔

مرید را نشاید کہ در نظارہ ملاہی بایستد

(۲۴۰) مرید بہ نظارہ ہنگامہ نہ ایستد شعوذہ گراں را نظارہ نکند
در تماشائے سواری بادشاہ وغیر آں چشم نکشاید۔ ایں ہمہ ملہیات اند
و با اصحاب کہ ہم خرقہ او اند کہ اگر یکشادگی وقت بجز مطایبہ یکدیگر نشینند
موافقتے کنند و اگر ایشاں ہمیں شیوہ سازند کہ با ایشاں ایں بسیار بیجا باشد
فالاجتناب والاجتناب۔

مرید کہ پیش نہادن قدم در ارادت صاحب مال و جاہ بود بہتر بود نہ غیر آں۔

(۲۴۱) مرید را اگر در اول حال پیش از آنکہ قدم در ارادت نہد ورہ
سلوک را سپرد جاہے و مالے بودہ باشد نکو بود زیرا چہ بواسطہ تنہا بودن و
عبادت کردن مردمانے بر او چشم دارند پیش او آریں در یہات و
تنفیکات ایثار کنند او ایں را قبول حق نداند زیرا چہ دیدہ وچشیدہ آمدہ است

مردانے کہ ایشاں خسیس و خسیس زادہ باشند بسبب آنکہ او را در معاملہ خواص بینند اعتقاد کنند و دست و پایش گیرند و چیزے ایثار او کنند آں مرد چو خسیس و خسیس زادہ است ہر آئینہ گماں برد کہ ایں قبول الٰہی شد۔ چوں نداند او ایں را قبول الٰہی پدر و مادر و جد را دیدہ است کہ سرہنگ دریں و شحنہ شہر را سیلی خوار بودہ است امروز رئیس و شحنہ شہر را بلکہ وزیر شہر را می بیند کہ قدم بوس او می کنند نہ آنکہ او داند کہ ایں قبول الٰہی است۔ آنکہ او با حرمت و عزت بودہ باشد کا براً عن کا برٍ اگر او را ازیں انواع پیش آید نفسش بدیں لحظہ نکند بلکہ بلائے داند با خود گوید من ایں جنس را گذاشتہ آمدہ ام برائے اختیار ذل و فقر را پس ایں چہ روز بد پیش آمدہ۔

(۲۴۲) مرید را با اغنیا صحبت نشاید تحمیل وش میل کند و شاید نفس خود را شکستہ و خوار بیند بہ سبب تنگدستی کہ او را پیش آمدہ است و کشادہ را لہر کہ دیگرے دارد و تحمیل کہ در نفس طمعے ہم خیزد۔ و دیگر فقر اختیار کردہ صحبت با غنی باشد و غنی بر افتقار و احتیاج او مطلع شود و بمعاونتے و بہ مظاہرتے کوشد صحبت اغنیا شوم تہامے و گر ہم دارد اما بدیں قدر کہ گفتیم کفایت باشد۔

(۲۴۳) و مرید را ایں صفت لابدی است کہ ہرچہ بدو دہند او بداں سر فرو نیارد چنانچہ خواجہ من می فرمود قدس اللہ سرہ العزیز در اول ارادت من میفرمود کہ اگر تو بہ صفوت آدمؑ و خلت خلیل و کلام موسیٰ و معرفت عیسیٰؑ و قربت محمد سر فرو آری صادق نباشی۔ و اگر مریدے را ایں صفت پیش آید کہ ہرچہ بدو دہند او بداں سر فرو نیارد او کسے باشد کہ چنداں احتیاج نفس

مرید را از صحبت اغنیا احتراز باید کرد۔

مرید را ایں صفت لابدی است کہ ہرچہ او را دہند او بداں سر فرو نیارد

بہ پیر نماند زیرا چہ پیر ہمیں میکند کہ مرید را در بند چیزے شدن نمی دہد و ہر چہ پیش آید از آں پیشتر می نماید و ازاں پیشتر می برد میگویند ان اللّٰہ یحب معالی الھمم و یکرہ سفسافھا۔

مرید را صورت ملامتیاں اختیار کردن نباید

(۲۴۴) و مرید صورت ملامت اختیار نکند ملامت او ہمیں باشد کہ در اظہار کارے نکوشد و اگر بغیر اختیار او ظاہر شود بداں ہم چنداں التفاتے ننماید۔

مرید کہ تمام شب بیدار بودہ است شاید کہ پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند۔

(۲۴۵) و مرید اگر ہمہ شب بیدار بود البتہ نغلطیدہ است و کشتہ ہم نخفتیدہ است اگر بعد ادائے بامداد پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند شاید بلکہ البتہ بباید کرد تا در وظایف دگر نفس گرانی ننماید۔ مرید را اگر از اوراد و وظائف خویش وقت فارغ ماند بمراقبہ مشغول شود کہ بہترین ہمہ کارہا است و اگر مراقبہ دست نمیدہد نباید بسبب ایں تکلا نفس سآمت افزاید و ازاں سر برکند و بحکایت و گذاردن و خواندن و بکارہائے دگر مشغول شود

مرید را شاید کہ یک کار خود را نا تمام گذاشتہ بکار دیگر مشغول شود

ہم در خیال حضور در پیچیدہ ماندمی افتد و می خیزد وقتے چنیں ہم باشد یک نفسے استوار ہم خیزد ایں کار گذاشتن و بکارے دیگر مشغول شدن حسنے ندارد غبنے فاحش باشد و حرمانے نقدے بود ازیں جا پس آمدن و پس افتادن است زنہار ہزار زنہار ازیں ورطہ بیروں نیائی و اگر نوعے دست دہد سبح بسح وان یزید فتوحا علی الفتوح ورنہ جزائے مجاہدہ و ثواب مقاسات مشقت نقد وقت است باز تاکید میکنم ازیں کار نگذری۔

آداب مرید در راہ رفتن۔

(۲۴۶) مرید در راہ رود باید کہ جامہ بر سر باشد تا اطراف لحظات را مانع گردد۔ ہر چہ در راہ رفتن پیش آید بداں منظورش بود و صور و اشکال جوانب

موجب مزید خیال او باشد و اگر جامہ نبود دستار پیل گوش نیابت جامہ نگہدارد۔ و از صوفیان شنیدہ ام کہ مرید یار فروش باشد و دستارش پیل گوش و اگر آں چناں اتفاق افتد کہ البتہ دلش از مراقبہ نفرت دارد امکان صورت حضور نمی نماید بغزلے و حکایت محبتے و عشق آمیزے تعلق کند و اگر انجام ذوق نیابد روے بصحرا نہد تازہ وضوے کند می افتد و می خیزد رکعتے چندے گذارد نماز ست حسنۃ بعینہا است از غزلے و قولے خالی نخواہد بود و در آں صحرا کہ رود و نماز کہ گذارد خواہش از خدا جز ایں نباشد کہ دلش بحضور آید الیعزیز حضور دل خمیر مایۂ ہمہ سعادتہا ست۔

(۲۴۷) و اگر مرید افسونے داند کہ در عملہا اثرے دارد باید بکار بندد و اگر از اہل دل است و اگر برائے نفع پیشہ چند لفظے کہ دراں اسامی شیاطین نیست و از آں خواص حروف اثرے میدہد دریغ ندارد و نفع مسلمانے است چنانچہ افسون مار و کژدم و پنچکیہا ے دیگر۔

(۲۴۸) و اگر مرید بجذامے و برصے مبتلا شود آں وقت را غنیمت شمرد بداند خدائے سبحانہ و تعالیٰ ہمہ را از من بہ طبیعت نفرت داد و مرا فارغ و بے تعلق کرد و دل ہمہ را از من گسست و دل مرا از ہمہ گسست اکنوں ہاں دہاں وقت ایں است کہ من تمام خود را بدو دہم و ہمہ از آں او باشم۔ حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی۔

(۲۴۹) و اگر مرید را در اوائل ارادت زلتے پیش افتادہ است باید از ارادت پس نیاید بآں بدبختی بہم دست از دامن شیخ باز ندارد ہاں

ارادت او را کشالہ کند کہ طرف خود بردو اگر قنوط و یاس آرد لَا تَقْنَطُوا مِن
رَّحْمَةِ اللّٰهِ دامن گیر ہمت او شود۔ درگہ است شرمندہ ہم باشد و خواہندہ
ہم بود و چیدہ و گزیدہ و رسیدہ ہم اگرچہ ہر یکے منزلے و مقامے خود دارد اما نظر
بحضرت در اشتمال یکجا اند۔ میگویم با تو پس آمدن رہ نیست ہرچہ آمد آمد
ہمدراں درود درگہ او آمد۔

(۲۵۰) مرید بخیل باشد ہرچہ اورا از اسرار و انوار و واقعات و حالات
پیش آید البتہ ازاں حکایت نکند ہمہ را در جنبہ بخل طبیعت نہاں دارد۔ و مرید
حریص باشد البتہ از ادراک معانی سیر نگردد ہرچہ پیشتر دہند او پیشتر طلبد
مرید باذل باید بذل نفس و روح خود کند در رہ طلب ہیچش پابند نشود ہمہ را
بذل و ایثار کند۔ مرید در رہ سلوک ایں چنیں باید کہ اگر روندۂ راہ در اثنائے
رفتن ذیل خرقۂ او بخارے در چفسد اینجا دو تدبیر است یا بہ ایستد تا دامن
خرقہ را از دست خار وا رہاند و یا آں قدر کہ خار خلیدہ ماند گو ماند و خرقہ نقصان
پذیر و پارہ شود فلیکن ہرچہ شود گو شود او از رفتن خویش واپس نہ بیند و نہ ایستد
آنکہ بتدبیر خرقہ را از قبضۂ خار رہا کرد ہر آئینہ وقفہ یابد و اندکے عملے باید تا ایں کار
بسر شود تا آں زماں رفیقان چندگامے پیشتر کردہ باشند ایں مرد از ایشاں
پس ماند ہرچند کہ ایں ہم بگام میرود و ایشاں ہم بگام خویش میروند پس افتاد
ضروری آمد و آنکہ بدو دو بہ رفقا رسد ہر آئینہ آزردہ شود مفاصل درد کند و مرد را
دم گیرد یا ایشاں رود و لے نہ بوقتے خوش۔ و آنکہ غم خرقہ نخورد و پارہ شدن
و نقصان و سوراخ او را در حساب نیارد از یاراں پس نیفتاد و از روندگان

مرید را در حکایت کردن اسرار و واقعات بخیل باید بود و در ادراک معانی حریص

مرید را ہرچہ آید آید در راہ نباید ایستد

بدور نشد۔ مرید را دریں مثال اندیشہ باید کرد ہر چہ آید او از قدم ارادت پس ننشیند۔

(۲۵۱) مرید صاحب توفان باید شہوتش بداں قوت بود کہ یک زمانے از ہوائے خویش باز ماندن نتواند و اگر باز ماند بضرورت حادثہ ملول و رنجور و ناخوش و ناسودہ در و مند از ہمہ جہاں رستہ و جستہ با ہیچ چیزے قرار نگرفتہ ضیق نفس و دم سرد وحشت وقت نقد حال اوست۔ مرید گدائے نیکو ملح باشد یک ساعتے و یک زمانے سر از در خوند کار بخشندگار گدا پرور صدقہ دہ برنکند با ہمہ الحاح و زاری سر از آں آستاں برنکند اگر چہ خوارش و زارش بافراط کنند۔ اما او در کار خود استوار باشد۔ چنیں ہم می باشد کہ مخدومے توانگرے صدقہ دہے از الحاح گدائے تنگ می آید میگوید بر کسان و ملازمان خود کہ ایں گدائے ملح بے شرم را مرادش بدا منش بدہید کہ مرا در تعب میدارد۔ ایں معاملت مرید را بر در پیر لابدی است و جفائے رفقائے کسان پیر کشیدن ضروری است و ایں معاملت در حضرت تعالی و تقدس نیز اثرے تمامے دارد شاید خداوند سبحانہ و تعالی بر بعضے مقربان خویش گوید آں فلانے بے شرم گناہ ہا میکند و مع ہذا چیزے میطلبد کہ لائق حال او نیست اما چہ کنیم او ملازم حضرت ما شدہ است سرش بہ حسب مراد او از آستانہ ما بردارید کہ او رہ بر آئندگان ما تنگ کردہ است۔

(۲۵۲) مرید حسود باید۔ ایں حسد عبارت از آں غبطہ است کہ محدثان و مفسران گویند ایشاں ہمچنیں گویند۔ غبطہ ایں است کہ یکے را منعم بینند خود ہم

مرید را بسبب جفائے رفقائے کسان پیر زنہار نرنجیدن ضروری است

مرید صاحب غبطہ باید بود

خواہند کہ منعوت بہ نعمت او شوند ایں آرزو دارند کہ ہمچو او باشند و حسود آں نسبت در زوال نعمت محسود خواہد مرید ایں نخواہد ایں خواہد کہ ازیں بیشتر رود و اگر غیرت مردان در کار شود دراں باب سخن گفتن دشوار باشد۔

مفہوم و معنی اکسل ام السعادت

(۲۵۳) مرید را از کاہلی ہم نصیبہ باشد گوشہ کہ نشیند و سرے کہ آنجا فرو افگند و چشمے کہ بر بندد و حبس نفسے کہ کند نخواہد کہ از آنجا بر خیزد ایں آں کاہلی است بر عکس مذموم اگر گوئی آکسل ام السعادت روا باشد۔

کبھار جو قتنا کہ منا سب حال مرید طالب باید

(۲۵۴) مرید را چندے کسبے موافق طلب دست بمزدوری بارے بردن آں نیز اندکے کہ از کروہے زیادت نباشد۔ برائے آں میگویم تا در بینہ اش آزارے نرسد از نفس کارے دگر نشود۔ و دیگر خیاطی و پارہ دوزی۔ ایں کار راست کہ ممکن است کہ تو دریں کار باشی و دل و زبان را در یاد خدا داری۔ حیاکت ہم نزدیک بہ خیاطت است اما در حیاکت اسباب بسیار باید و بے یاری دہ نشود۔ و دیگر راندن ستور خراساں و دیگر چرانیدن گوسفنداں۔ ایں خود کار لطیفے مبارکے کہ انبیا کردند۔ گویند ہیچ پیغامبرے نبود کہ گوسپنداں نہ چرانید مگر کہ چہ خوش کارے است ہمہ روز در صحرا و بادیہ تنہا ماندن۔ نماز شام برائے دفع ملال و انس بشریت را در خانہ آمدن۔ عارفانہ حیاتیست تا آنکہ انبیا را بدیں صفت کنند۔ ہمبریں مثال ہر کسبے و کارے کہ در اثنائے مباشرت آں کار یاد خدا تواں کردن آں کار لایق حال مرید است۔

مرید را از رسوم مردم دور باید بود۔

(۲۵۵) مرید از رسوم و عاداتے کہ میان مردم در رواج ایم و خلائیم دراں مباشرت نباشد۔ مرید در ہیچ مصیبتے برسم عوام نہ نشیند۔ مرید در رعایت

صلہ رحم بداں اندازہ مبالغ نہ باشد کہ از کار مقصود باز ماند۔ مرید را غربت نیک موافق است بدیں شرط کہ ذل غربت متحمل او باشد و خود را بالتر فہے و توجہے متثبت مرفع نکند۔ چنانچہ رسم غریباں است ہمچناں منکسر و متواضع ماند۔

(۲۵۶) مرید را در حیات پیر نشاید کہ بر سجادہ نشیند خصوص نہالچہ و تنک زندیا تنخ کند و خادمے را در پیش وارد و در داد و ستد روش پیر را نگاہ دارد کہ ایں محل رشک و غیرت پیر است و در سماع سری نشود و ہر بار کہ در سماع بجنبد و باز بیاید بر مصلائے خویش ایستد ایں وضع مشائخ است۔ مرید را ادب باید نگاہداشت۔ اگر مرید در خانقاہ و یا در مجمع صوفیاں می باشد البتہ کنج و گوشہ اختیار کند برائے فراغت ذکر و مراقبہ را۔ مرید کہ در پیش پیر آید جامہ کہ در بر او باشد باید بہ صفت اسدال نبود زیرا چہ آں ہیئت بے التفاتی است چنانچہ در صلوۃ منع کردہ اند و مسائل ظاہر را بر معاملت پیر باز نیارد۔ اگر پیر پیر است بہ تحقیق او کسے است کہ در شان او ایں تواں گفت الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ بتواں دانست چنانچہ نبی ملہم من اللہ است ہر چہ او کند از خود نکند کذلک پیر فعلی ہذا پیر را من اللہ فرمائشے باشد در چیزے مخصوص کہ نبی آں وضع نہ کردہ است۔ مرید را بر اہل بیت پیر خادم و سقا و کناس و جز آں کہ با خانقاہ نسبتے دارند رعایت بواجبی داند۔ مرید نخواہد کہ ہیچ جائے او را ذکر خیر کنند مگر پیش پیر و نترسد کہ کسے او را بد گوید مگر پیش پیر۔

(۲۵۷) اگر مرید را صورت زیبا ملیح دل و نفس فریب باشد موافق حال

اوست مناسب روزگار اوست ورنہ البتہ از تشویشے خالی نباشد۔ قصۂ یوسف
و زلیخا نیکوتر شنیدہ۔ مرید طالب اگر رنجور شود باید شکایت و نالہ نکند
و خود را از زحمت عاجز کردہ دادن و بدان سخت مضطر و مضطرب بودن و غم
اہل و ولد خوردن نباشد۔ واگر نالد نہ از الم زحمت۔ نالش او برائے این بود
کہ نباید اجل در رسد و من بغیر فوز بمقصود خویش ازیں جہاں روم۔ و دیگر
نالد کہ عمرے در کار طلب بسر شد مقصود بدام نیامد و شکایت او نہ از سختی
مرض باشد واگر شکایت بود موجب آں خلل در اوراد و وظائف باشد اگرچہ
بجا آردا اما در زحمت از تشویش خالی نیست و شاید مرض باشد کہ بسبب مطلوب
تطہیر دست ندہد۔ مرید طالب از خدا عمر خواہد نہ برائے نظارۂ دنیا نہ برائے
بقائے ہوا اگر شیئے مائی فائز شدہ است خواہد ازاں برخوردو بیشتر رہ بردو اگر فائز
نیست لذت عبادت و درد و سوز و طلب کم از لذت وصال نبود عاشقان چنیں ہم گفتہ اند

ہجراں خواہم صنما وصل نخواہم من تجربہ کردہ ام کہ ہجراں خوشتر

گفتار عطار رحمۃ اللہ علیہ ہم بوے ایں سخن دارد ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را ذرۂ درد ت دل عطار را

آرے ہجراں حقیقت است و وصال وہم و خیال

(۲۵۸) مرید در زحمت ہیچ ورد ے از اوراد و خود فوت نکند
وقت کار ہماں است مرید را در زحمت بہانہ بود برائے ترک طعام و آب
راو برائے ملاقات و صحبت خلق راو اگر تپ باشد تپ بہ طبیعت ذہول
دارد چشم بہ بندد و دل بہ مراقبہ دہد خالی از ذوقے و فتحے و فتوحے نباشد

مرید را نشاید کہ در حالت رنجوری سخت مضطر و مضطرب بود

مرید را باید کہ از خدا تعالیٰ درازی عمر خود بخواہد برائے ترقی درجات خود

ہجراں حقیقت است و وصل وہم و خیال

مرید را در حالت مرض چہ باید کرد و چگونہ باید بود۔

تا آنکہ بعضے ایں مرض تپ را دوست داشتہ اند۔ و آنکہ مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفت حمی لیلۃ کفارت سنۃ تپ یک شب کہ با فکر و اندیشہ باشد ہر آئینہ کفارت اوزار یک سالہ شود۔ ہر کدورتے و ظلمتے کہ بر دل افتادہ باشد تپ یک شب کہ بتفکر و محاضرہ باشد ہر جا کہ تاریکی و غبرتے بود بشوید ببرد۔ و مرید را در زحمت یک اندیشۂ دیگر ہم باید نظر در قدرت قادر کند در خاطر دارد سبحان خالق با ہمہ چندیں قوت و قدرت کہ داشتم و سرے و سرفرازی و خودنمائی باآں بود مگر کہ یک ساعت چگونہ ہمہ مذہوب و نامہول شد عجز و بیچارگی ضعف و درماندگی پیش آورد و یقین باخود داند کہ البتہ مقابلۂ ایں خالی از لطفے و رحمتے من اللہ نخواہد بود۔ و مرید در زحمت اختیار خلوت کند البتہ دراں بے مردم نباشد یک دوے ملازم او بوند کہ او را در حکایت و سخن دارند بداں دل بزحمت تمام نرود اما اگر خلوت باشد او باشد و دل بحضور خدائے تعالے و رابطۂ مطلوب در میان زہے کار و مرید را باید در زحمت طرف شکرت گراید نہ سوے شکایت باخود گوید الحمد للہ مرا ایلہ نگذاشتہ است البتہ بہ بخشش در وے یاد آوردہ است۔ ایں حکایت طالبان و عاشقان است۔ اگر صحت است شکرت عافیت و اگر زحمت است شکرت مذاکرت است و دیگر باخود گوید خداوند سبحانہ و تعالیٰ ما را بدیں نعمت مخصوص کرد کہ ما را بہ چیزے مبتلا گردانید کہ دل و نفس بالضرورت طبیعت التجا و اکتناف نکند مگر بکنف حمایت باری تعالیٰ۔ مریض را چنیں ہم باشد کہ بغیر اختیار او از زبان او اللہ اللہ رود و عظیم دولتے است ایں چنانکہ یکے را ہمہ راہ ہا و درہا بروے ببندند ہماں یک رہ گزارند و آں رہ وصول بدوست باشد

دانی چہ نعمتے است ایں کہ از ہمہ پریشانی ہا باز آورند و جز یاد خود و تصور خود رہنمونی
نکردن و ہر وہلہ و غلبہ و جمعے شود رجوع او جز بہ تسلی یاد کردن دوست نباشد و داند
بغیر واسطہ او ایں فعل بر تزکیت او میکند بغیر واسطہ کسے در مجاز شنیدہ باشی اگر
معشوق عاشق را بضربے و شتمے و ایذاے و المے مخصوص کند او میان اقران
خود سرفرازی و خود نمائی نماید کہ منم کہ بدیں مخصوص ام۔ دل مرید رنجور از ہمہ ہوا ہا
دور باشد مطلوب خود را در تصور خود و رمحصور داند و از ہمہ غافل و فارغ بود۔ مرید را
در زحمت غم زن و فرزندان و اہل و ولد نباشد و از خدا عاقبت خیر طلبد و عاقبت
خیر او بحسب روزگار و حال او ایں باشد کہ وقت انزہاق تجلی او تعالی بر صفت
رضا و ظہور جمال و حسن بود۔ خوف عاقبت عرفا جز ایں نیست یعنی ترسم کہ
آخر الامر تجلی بہ صفت قہر و جلال باشد کہ او گفتہ است کما تموتون تبعثون
پس بعث ہم بداں صفت شود چوں بعث بداں صفت شود ہر آئینہ مقر و مستقر ہم
ازاں جنس شود۔ شنیدہ بہشت کہ دار الاماں است اہل آں را نیز خوفے باشد
نہ خوف احتراق خوف تجلی جلال باشد۔ چہ میگوئی شنیدہ کہ در محضر بادشاہ بود و بادشاہ
بعزت و جلالت خویش نماید تو میدانی بر جان تو چہ بلاہا باشد اگر ایں رہ وقتے
دیدہ باشی دانی تلخی زقوم و حنظل چشندہ شناسد۔ مرید طالب اگر در زحمت نالد
از بس لذت بود نہ از وجع الم۔ حکایت لیلی و شکستن کاسہ مجنوں شنیدہ باشی
مرید طالب را در زحمت تجلد باید و اگر عجز و مسکینی اظہار کند نہ بانکسار و انزجار
طبیعت بلکہ مطلوب اظہار عبودیت و مسکنت خویش باشد۔ چنیں ہم باشد اگر خوند
کارے بر مسکینے و بندہ صورت ضربے و شتمے پیش آوردہ است و او تجلد میکند

بخیریت خاتمہ بحسب روزگا[ر] و حال مرید باشد و بخیریت خاتمہ دریں آید کہ وقت انزہاق روح تجلی او تعالی بر صفت رضا و ظہور جمال و حسن بود

مفہوم خوف عاقبت کہ عرفا دارند

در بہشت کہ دار الاماں است اہل آں را نیز خوف باشد نہ خوف احتراق بلکہ خوف تجلی جلال۔

و اظہار عجزے و مسکنتے نمیکند ہمہ را شکر وارے میخورد شاید از دیاد فوران غضب او باشد و ہمیں بدیہہ اظہار عجز دور ماندگی کردن تحمل موجب ازدیاد لطف و مرحمت گردد صبر ممدوح است زیراچہ درو اظہار شکایت نیست۔ تذلل و تواضع ممدوح است زیراچہ خود را نہادن بر مرتبہ خود است۔ بندہ بندہ است عجز و مسکنت و ذل لازمہ بندگیست۔ جلالت و کبریا و عظمت و مدح و ثنا خاصۂ خداوند است اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ مرید در مرض دل بحضور حق دہد متمنائے او دراں حالت جز ایں نباشد۔ خداوند تعالیٰ را سنتے است کہ در حالت اضطرار بندہ رحمتے کند و رحمت ہر کسے بہ حسب مطلوب اوست۔ طالب مرید خواہندہ کشف و تجلی است رحمت در حق او بحسب خواست او باشد و چنیں ہم باشد کہ مرید طالب مریض باشد بچند مصلحت یکے ایں باشد کہ بواسطہ وجعے و المے کہ در مرض است کدورات نفسانی شستہ شود و دیگر امید از ہمہ چیز منقطع گردد و دل در دہلیز مرگ نشیند و البتہ خوف بروز و ظہور اارات او باشد دریں ورطہ امید کشفے و ظہورے ہست زیراچہ دل را است بر خدا نشستہ است و طلاب حضور چنیں ہم کردہ اند کسے رفتہ است در بیشہ شیر نشستہ است غرض وارد کہ شیر برائے درآمد بیشہ خویش طالع شود دل را است بر خدا نشیند و دریں محضر امید حضوری مطلوب ہست۔ بعضے خود را دفن کردہ اند زیر زمیں ہم برائے ایں غرض را کہ وقت آخر شود و امیدے نماند دل را است بر خدا نشیند ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ایں تدبیر کردہ بود و کذالک حریری رحمۃ اللہ علیہ۔ و میان طالبان کسے اشتیاق مرگ ہم کند امید آں کہ وقت انزاق روح امید کشش بدامن او دہند۔ و کذالک وقت فرود آوردن

درگور وکذلک وقت سوال وجواب بعضے چنیں ہم باشند بگویند دردو غم
اندوہ سوختیم رہ کارے نشد بمیریم ازیں بلا برہیم برائے ایں کار راوزین مبیع
وآنجا کہ شیر درندہ ومارے عقورے باشد رفتہ اند۔ ناظم متعالی ازیں حال
خبر دادہ است ۔ ؎

اجل کجا است بیا کو چو یار با ما نیست کہ در فراق ازیں بیش زندہ نتواں بوُ

وطالب را در مرض فسوس ودریغ بسیار باشد اندیشہ بردو غم خورد کہ قدر حیات
ندانستم وقت باور او واذکار خوش میگذشت ایں دم بگرانی وبدشواری بجا آوردہ
شود آں ذوق وآں لذت نمی باشد۔ وطالب باید در مرض صامت وساکت
باشد بسیار گوی نکند واز مرض گلہ نکند واگر لینئے وآہے از وبر می آید باید کہ چنیں
باشد چنانچہ کہ محبوبے محبے را بدنداں وناخن رنجاند ازیں عاشق ہوا پرست
پرستشے کن تحمل کہ سخن ما در فہم تو آید۔ واگر مرید مریض را بحکم طبیب احتماے فرمایند
باید آں احتما را بجا آرد باخود ایں راست نگیرد کہ ہرچہ خدا کند آں شود دارو چہ
حاجت است آرے راست است ہرچہ کند خدا کند پرہیز کردن وبے پرہیزی
ہرچہ خوش آمدہ باشد گرائیدن یک فعل است وہمہ فعل خدا است اما ترسم
بے پرہیزی کردن از شرہ نفس باشد کہ ہر کہ در زحمت از مضر پرہیز نکند چیزے کہ
نفس رادراں التزامے والہامے درستے ہست او ازاں چونہ باز خواہد آمدن
ودیگر در پرہیز دوا رورعایت سنت نبی است شنیدہ باشی ما قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقدر الدواء یعنی ۔ واگر احداث مرض شود
کہ طالب مرید اندکہ امید صحتے نیست از ہمہ چیز دل یکبار برکند وبہ ہیچ لذو دے

مرید مریض را بحکم طبیب احتما باید کرد

ومحبوبے لحظہ نماند تمام دل را بحضور خداوند عجب نباشد کہ ہرچہ مطلوب اوست نقد در ذیل خرقہ او بنہند۔ ومرید طالب برائے صحت را عجزے وزارئے نکند نہ بر طبیبے نہ بر راقی وغیر آں۔ وچنیں ہم باشد عجب در ایلام محبوب نالہ نکند چنانچہ شنیدہ باشی مرداں آہ آہ میکنند وتہ آں کلمہ از درد وعلت باشد۔ از بس لذت بود ایں سخن ترا مشکل باشد اگر امکان وجوے طلبی از اہل شہوت وہوا پرس کہ در لذت چونہ می نالد وچشم ایشاں چونہ آب پر می شود۔

(۲۵۹) مرید طالب را باید ہمارہ جویاں وصال مراد ومطلوب باشد واگر بمطلوب رسد بے شبہہ است بہ انتہا وغایت مراد وصل نیست نہ او تنہا ہمہ را ایں حالت است واگر بخواست خود برسد خود در وے باوے بے شبہہ می باید کہ او متردد میان فقداں ووجداں باشد تا ذوق وصال ولذت در مستقیم ماند کہ ہر دو مطلوب کلی است۔

مرید طالب را باید کہ ہموارہ جویان وصال مراد ومطلوب خود باشد

(۲۶۰) ہر چیزے آفتے دارد عشق را دو آفت است یکے آفت ابتداے اوست دوم آفت انتہاے اوست۔ آفت ابتدا ایں است طالب بسیار جوید روے مطلوب نہ بیند تا آنکہ عسر الحصول بلکہ گماں استحالت ہم برد ایں چنیں نا امید کلی شود واز حصول تسلی کند بحرمان ذوق طلب کم شود امید ہزت ونہزت واضطراب واضطرار ہمہ برود مرد فارغ شود نشیند۔ ودوم آفت ایں است وجداں بمقصود رسد فارغ شود باخود گوید انچہ می جستم یافتم ہم دریں ماند تا آنکہ لذت وصال ووجداں از وے کلی برود مرد فارغ ماند خایب خاسر گردد۔ واگر متردد میان فقداں ووجداں است از ہر دو جہاں از عالم درد ودرماں نصیبہ برتر گیرد واگر

عشق را دو آفت است یکے آفت ابتدا ودیگر آفت انتہا

درد اعتیاد شود ہماں درد درماں گردد۔ اما عاشقے کہ بعد تحصیل معشوق التزام صحبت کرد عجب نباشد کہ فارغ شود مگر آں کہ سوختۂ دگر ہم باشد کہ ایں مقدا گوید یافتم ولے بنہایتش نرسیدم کار براو نشد۔ یک افروختۂ دگر ہم باشد کہ آں مقدار سوز وطلب وشور ارادت در سر وارد ہر چند کہ مراد ش بدامانش بدہند مرد سیر نشود وسیراب نگردد۔ صانع نظم بدیں سخن اشارت کردہ است۔

عجیبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست عجب ایں است کہ من واصل وسرگردانم

مرید طالب راغم خوردن نباید خورد

(۲۶۱) مرید طالب غم قوت نخورد واگر غلبۂ گرسنگی شود غذائے طبیعت ہم ازتن وہد۔ وآنکہ گفتہ اند کسبے کہ خلاف اہل طلب نباشد وسوالے کہ بے الحاح بود وامثال ایں برائے دفع تشویش وقت را رخصتے دادہ اند نیکو سخنے است ایں با متانت واستواری ورزانت است اما سخن در سوختگان میرود۔

مرید طالب را نباید گفت کہ فلاں کس مراد دوست است یا دشمن است

(۲۶۲) مرید طالب نگوید کہ فلاں کس مراد شمن است یا دوست است دشمن او کہ او را در غیبت بدمیگوید و او را می نکوہد ومعائب اظہار میکند وایں کہ او را دشمن می خوانند نہ آنکہ میخواہد کہ مردم او را معتقد باشند واو را نیک گویند ونیک دانند استغفر اللہ ایں کار مرید نیست نہ آنکہ او را دوست ویاری نامد بدیں اعتبار او در غیبت او پیش مرداں ذکر خیر میکند وخلق را جویاں و محب ومعتقد می سازد۔ ہم تو اندیشہ کن نہ آنکہ ایں معنی جاہ جوئی وریاست وطلب نیک نامی خاستہ است۔ مرید طالب از ہر دو بیگانہ است بلکہ شاید قضیہ برعکس بود ہر کہ او را بد گوید وخلق را از و ر ماند او را دوست گوید وآں دوم عزیز را دشمن گوید ہر چہ می نویسانیم با تجربہ است یا از معاملات

گذشتگان وحکایات ایشان براں شاہد است من ایں مشتہدات رانمی
آرم خوف تطویل را۔

معاملہ مرید دربارہ خرید وفروخت ودربارہ قرض ستاندن

(۲۶۳) مرید طالب در بازار بخرید وفروخت تردد واگر رود واگر برائے
فروختنی راست بہر بہائے کہ کالائے او را طلبند بدہد بدلال گرفتار نشود واگر
خرد واکمال کند تکمیل نکند۔ واگر از کسے قرض ستاند مہلت او را تعین نکند
زمانہ خداوند حوادث است تا چہ پیش آید اما اہتمام واجتہاد براین باشد کہ
قرض را عنقریب فرود آرد قرض از کسے ستاند کہ او سخت تنگ دل نباشد
برائے ادا را اہتمام والتزام بسیار نماید بلکہ آں شخص ایں چنیں کسے باشد کہ او
از جہت خود طریق بذل وہبہ کردہ باشد اگر ایں مرد ادا کند نزدیک او بترے
بودہ باشد۔ وقرض او جز برائے ایں نباشد کہ حاجت ماسہ افتد یا مہمانے
بروبیاید یا رعایت حق صلۂ رحم باشد وامثال آں۔ اما اینکہ برائے دفع
جوع خود را کند ہم رنجیدنے باشد اما معلول عملے است۔ طالب وقت گرسنگی را
غنیمت دارد کہ آں قرب رب تعالیٰ یا قرب طرق اوست وکشف غیب
وانجلا وملاقات وچیزے نمودن ودادن اکثر ہم بداں وقت است اکثر انبیا
واولیا را ہمیں صورت وہمیں سیرت بود

مرید طالب خواہاں ملاقات شیخ الغیب نباشد

(۲۶۴) مرید طالب را البتہ دلش خواہاں ملاقات شیخ الغیب نباشد
او طالب خدا است او مرید حق است براہ ابدال واوتاد وخضر او را چہ کار اگر
اینش در خاطر آید کہ ایشاں مددے ورہنمونی کنند وبہ نفس ایشاں کارے
برآید آں واسطہ باشد ایں ہم آں وقت کہ قبول خدا باشد۔ قبول خدا بواسطہ

باشد وبغیر واسطہ ہم باشد۔ پس بغیر موجبے بغیر خدا طالب را رخ کردن چہ مصلحت
باشد۔ واگر تقدیر ازلی برین رفتہ است کہ اصطحاب ملاقات این طائفہ نصیب است
باید آں را کارے نداند اگرچہ بدینہا امیدواری بیشتر می باشد اما مطلوب غیور است
ودیگر مرادے از ایشاں نطلبد ونفسے نخواہد واگرچہ ایشاں گویند امیدوار آں
نباشد وبداں التفات نکند۔

(۲۶۵) واگر مرید را باتفاق زمانے آید وشہرت خلق ودست وپابوس
رو نماید او را البتہ ازاں چارہ نباشد برائے دفع ایں بلا او را صورت نامحمود در
نماید ہم معتاد خویش باشد وبدینہا التفات نکند وتحقیق داند بلائے است خدا
بروے گماشتہ استعاذہ ازاں واجب شمرد ودر خلوت خویش بعجز وانکسار
بحضرت خدا نالد وبہ پیچ بہ پیر گیرد ومعاملت پیر گراید والبتہ ایں را نداند کہ قبول
خلق دلیل قبول حق است۔ معنی سخن ایں است کسے را خدا قبول کردہ باشد
خلق او را قبول نکند وآں شخص خود میداند چیزے از قبول حق او را احساس
می شود مر کاشفہ ومسامرہ ومحاکاتے مجالسہ اینجا قضیہ سخن بحکم بالظاہر کاذب است
ایں کار باطن است مرد خود را خود داند کہ در چہ ورطہ است واز کدام فضا واز
کدام ہوا او پرواز دارد۔ احسنت بلا بر تو گمارند وتو آنرا نعمت دانی وشکر
بجا آری وخود را ولی تصور کنی۔ وآنکہ میگویند یکے میگوید انی ارید
اقبال الخلق الیّ چہ دانم آں گویندہ کیست از مستدلان ومجتہدان است
یا از واصلان ومحققان۔ اگر مرید طالب را ازیں منقول کہ اثبات یافت پیش
آید پس باید چوں معاملہ شیوخ نکند معاملہ مرشداں ومنتہیان نہ نماید معاملہ طالبان

اگر خلق بر مرید ہجوم کنند او را چہ باید کرد تا ازیں بلا محفوظ ماند

یعنی پناہ

ومریداں کنند مثلاً بعزت وعظمت برکرسی شیخوخت نشیند و نفسی وگفتار پیرا درکار آرد وخود را بصورت از ایشاں نماید استغفر اللہ ایں وسیسہ وغل باشد کاری کہ ازاں خویش داردان کار میکنند وبا مردم بمعاملتی نیکے ومحاورہ خوشے پیش می آید ایں ہم نکند خود را برہر کی شکستہ می شکند من ہیچ نہ ام من ہیچ کس ام من ہیچ چیز ندارم من بجاے نرسیدہ ام مانند ایں کلمات را درکار دار وایں نوع نیز کی از اسباب جذب نفس است ایں بیت را شنیدہ باشی۔

خود را بزبان خود ستودن رسوائی رسوائی رسوائی است

خود را بزبان خود شکستن رعنائی رعنائی رعنائی است

مرید را باید کہ ہر جا کہ جای یابد بنشیند

(۲۶۶) ومرید طالب در ہر مجلس محفل کہ درآید ہر جا کہ یابد نشیند میان فرو وبالا تفرقہ نکند وآنجا کہ بنشانند بنشیند واگر در پایان مجلس نشستہ باشد برای صدر کشادہ کنند بہتش نکند ہر جا کہ برند رود کہ ایں نیز کی از خود نمائی است۔

مرید را اگر کسی در وقت دو بار قوت رساند ترک صحبت او باید کرد

(۲۶۷) مرید طالب را باید اگر کسی بوقت دو بار قوت رساند ترک آں صحبت کند والبتہ فاقہ ضروری را غنیمت شمرد کہ شکستگی نفس درانجا بیشتر است

مرید را از سخن چینی ونمامی احتراز باید کرد

(۲۶۸) مرید را نشاید البتہ وصف سخن چینی درو باشد ونشاید سخن یکی بدیگرے رساند خصوص آنکہ سبب آزار دلہا باشد واگر ترا بایکے دوستی ہست ای لہ شرط دوستی آنست کہ دوست را از دشمن آگاہ نند عمل بمعاملت اہل کنند آں معاملتی است ہمہ دلہا کثیر راراست سازد ومرید سبب اصلاح وصلاح باشد والعیاذ باللہ افساد وفساد بد ونسبت ندارد و بنامی خرابیہا بنیاد میگیرد وفسادہا قرار می یابد ودیگر مرید طالب را جز یاد خدا در دلش نباشد ایں چہ کار اوست کہ

سخن از جائے بدیگرے رساند و او چه پروائے ایں کار دارد و نباید مگر مرید طالب نیست

مرید را باید که به شرف نسب و مال و جاه آبا و اجداد و خود فضلے ننهد

(۲۶۹) مرید یکسان و بشرف مال وجاه آبا و اجداد و لا فد و خود را بدان فضلی و شرفی ننهد که آں نیز نوعی از استحسان و تحسین دنیا ست در ره طلب موالی و احرار را یک نظر بیند۔

مرید را از صحبت مرد واصل منتهی فائدهٔ تعلیمی و تلقینی باشد و بس

(۲۷۰) مرید طالب را از صحبت مرد واصل منتهی فائده تعلیمے و تلقینے باشد اما اگر او از احوال و معارف خویش حکایت کند شاید زیانش دارد و مرید جز معامله ترغیب و ترهیب دیگر قسم که از انوار و اسرار شنود اول باب را در گفتن منفعے نیست۔ اما دوم قسم ممنوع است مگر آنکه آں مرید در مقام دعوة و ارشاد نشیند۔

مرید شیخ را در واقعه بیند و او را گوید که ایں خداست او را چه تعبیر باید کرد

(۲۷۱) و اگر مرید در وقت خویش بیند یا در خواب و واقعه با وی گوید که پیر تو خدا است یا پیر فرشته است و اگر گوید که ایں خدا است ایں را تعبیر درستے کند که ایں پیر من آئینے است که عکس انوار الٰہی بر زجاجه دل او محاذی شده است عکس در وظاهر شده بدیں اعتبار او را بنام او خوانند و اگر گوید پیر هر چه میگوید از خدا میگوید و از خدا می شنود و با خدا می باشد با خدا یکی شده است هم در ره صواب تعبیر باشد۔

مرید را نباید که با وجود اجازت یافتن از شیخ مرید کردن بگیرد

(۲۷۲) اگر مرید طالب را پیر اجازت شیخوخت دهد هم بمجرد اجازت دست کشاده نکند و خود را شیخ نداند و رسیده گمان نبرد و البته ممتنع و متامل باشد و اگر کند عقیده بریں نهد و که من شخصے هستم کارے من عاریتی سپرده اند و مرا فرمان پیر بجا باید آورد و ایں وقتی کند که پیر را در آں رضا بیند

سخن در ارادت

باری تعالیٰ در دنیا
و طالب صادق آرزوش
نا نهادن بر اقوال
پیپیان بجبران

واهتمام احساس کند مرید طالب را این معنی هست ایمان دارد و مرد مومن است
ایمان را دو رکن است اقراری و تصدیقی اقراری بر اینکه هر که او را جوید
یابد و او شیٔ موصوف بصفات کمال است و تصدیق او بدین است هر که بشرط
جسته است و پیر اشارت کرده است البته بجا رسیده است و او را شناخته
است و دیده است بعضی فقها اینجا انکارے کنند علماء ظاهر را از باطن خبری نیست
ایشان چنین میگویند که رویت بهترین نعم است باید بهترین نعم در فاضل ترین
اماکنه باشد و دیگرے میگوید برائے ابصار را مسافتی باید نه بعد بعید نه قرب
قریب و این در ذات او متصور نه انه منزه عن کل جهة و سمة و
فوق و تحت و مقابلة و محاذاة آرے این باصره اگر بیند که من و تو
برسر واریم برائے آن را مسافتی باید و سخن مکان که تو گفتی لاحول ولا قوة
الا باللہ مکان متصور نیست نه رائی را و نه مرئی را اینجا رائی و مرئی هر دو
یکیست نه مسافت است نه مکان نه قرب است نه بعد نه قرب قریب و نه
بعد بعید اما درین حالت آں رائی این مرئی را می بیند و هر دو یکے اند آں
مرید طالب را نصیب جمالے و نظاره وجهے بہیئے است درین یگانگی بیگانه
را عکسے و پرتوے نصیب می شود اے مرد فقیه اے خواجه دانشمند اے شیخ
زاهد و مقتدا اے مولانا و مجتهد و مفتی اگر سر این کار داری صورت اینست که با گفتیم
واگر نه اینست سه ـ نه همرهی تو مرا راه خویش گیر و برو.

ترا سعادت باد امرا نگونساری

اما مشکل این می شود مرد دانشمند را خبر از واقعه حال نه طالبان را مانع می آید.

ومیگوید استغفر اللہ الطریق مسدود والوصول الی اللہ غیر موجود والسوال عنہ
مردود والقال بہ مذموم غیر ممدوح اکنوں تودانی جان تودانند تلک امۃ
قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم اما ایں سخنان راہزن روندگاں
میشوند واگرچہ مرید طالب اہمہ دوستاں یکدیست شوند قدم در باز آورد او
نہند آں شہباز سر انداز چناں بپاے طلب استوار ایستادہ است ہرگز بازگشتنی
نیست ایں قوم را یا مطلوب بدام آید یا سر دریں کار شود ـــــ

یا در اندازیم سر را یا بدست آریم سر   یا بکام دشمناں گردیم یا سلطاں شویم

(۲۷۳) طالب مرید را نشاید کتب سلوک کہ مردم مشایخ در او از حقایق
ومعارف سخنی نبشتہ اند مطالعہ کند او را مصلحت نباشد ایں کتب طالب را
از طلب باز دارد و بجاے رسیدن ندہد ظناً منہ انہ وصل الی غایت
المقصود ونہایۃ المطلوب وایں کتب کہ میان مردم بہ بیان حقایق و
معارف شہرت یافتہ اند چنانکہ فصوص ودیگر مصنفات محی الدین ابن عربی و
تمہیدات قاضی عین القضات لایق مطالعہ طالب کشف محجوب باشد و
منہاج العابدین وترجمۃ الاحیا وآں کتابی کہ بدیں ماند مرصاد اگرچہ بر مرے
ونمرے از حقایق ومعارف خالی نیست اما العتبہ حث طلب بعث ارادت
دارد وہم شاید کہ مطالعہ کند ـ

مرید طالب را مصلحت نیست کہ کتب حقایق ومعارف را در مطالعہ آرد چوں فصوص وتمہیدات، ودر مطالعہ کتب سلوک چوں کشف المحجوب ومنہاج العابدین مفید افتد ـ

(۲۷۴) ومرید طالب را نشاید کہ خود لی آنکہ بتحقیق مقصد مشایخ و
عارفان رسیدہ باشد تصنیفی یا مکتوبی سلوک آمیز نویسد او رہ نداند کار
نشناسد بوہم خود نا چیز را چیزے دانستہ نا مفہومے را مفہوم خود تصور کردہ

مرید را کہ ہنوز بپایۂ تحقیق مقصد عارفاں نرسیدہ است نشاید کہ کتابی بنویسد

فعلی ہذا ضلّ و اضلّ باشد۔

(۲۷۵) مرید طالب را نشاید زبان نصح بر مردم کشاید این وظیفہ رسیدہ گانست و فارغ شدگان از ہمہ مطالب و مقاصد یعنی بانتہائے کار رسیدہ و ہمہ چیز را چنانچہ آن چیز است دانستہ این چنوئے را نشاید زبان نصح کشاید این شخص را باید خالی از علمے و تعلمے نباشد او چیزے دانستہ است و آن چیز ہم چنان است کہ او دانستہ است اگر آن سر را چنانچہ او دانستہ است در اظہار و بیان آرد سر آنیہ او را زندیق نامند ملحد خوانند و اباحتی گویند یا مردود مردم شود یا خود سنگسار گردد و اگر علمے و تعلمے باشد خصوص نحوے و معانی و بیانے معقولے و اصطلاحات اکثر احادیث اینچنین کس بیانے کند لباسے بر حقیقت پوشاند کہ آن لباس لائق حقیقت است نہ بینی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ میفرماید الکبریاء ردائی و بازماندن خلق از وے جز بوہم و ظن ایشان نیست و آنرا خداوند سبحانہ و تعالیٰ عبارت از کبریا کرد یعنی کبریا او مردم را در وہم و ظن انداخت کہ البتہ او را ندانند و نہ بینند ترا این سخن بمثالے اگر معلوم شود ہم کار نیست بادشاہے مالک الرقابے در شبے تاریکے خود را در صورت گدایان متنزل کند و کاسہ شکستہ بر دست گیرد و چوبے کثر کوتہے را عصا سازد بر در ہر مردم لقمہ بدان سانے کہ گدایان می طلبند بطلبد جائے دہند و جائی ندہند و جائے اہانت کنند آنکہ گمان برد در باب او کہ بادشاہے مالک الرقاب است و ضابط ممالک او کسی است بعد آنکہ مردم دانند کہ بادشاہے است فرایص و رلزرہ افتند و کذلک گوشت پرکالہ کہ میان دو شانہ است درین مثال آن بزرگی بادشاہ و جلالت او

تصنیف سخن مرید را نشاید کہ زبان سخن بر مردم گشاید نصح بر مردم بیان در صلات است بیان است مقصود از آلبیت یاد در روائی

مانع آمده است خلق را نمیدانند که بادشاه بر در ہا میگرد و عوام و خواص را علماء مشائخ را و اہل دنیا چنانچہ تجار و امرا را نصیحت نکند مگر بر کسے که نہایت کار او را مطلع باشد۔

مرید را نشاید که از حکایت که در دوست حکایت کند

(۲۷۶) مرید را نشاید از انچه او است حکایت کند و اگر اتفاق افتد که حکایت کند از ان کند که از ان گذشته باشد و از انچه بیشتر است خود بطریق بہتر که از ان کلام نکند سخن از پیشتر موجب پس افتادن باشد۔

پیر اگر مرید را توجه خود فرماید دولت عظیم باشد

(۲۷۷) و اگر پیر مرید را توجه خود فرماید دولتے عظیمے است که در دامن او بسته است اما این مرید را نشاید که پیر را سجدا ئی گیرد اگرچه او را تعالی بادی بیند و بادی یکے گذشته شناسد با این ہمه بندگی بر جاست۔

مرید را در پیش پیر نشسته ورد خواندن یا مراقبه جز نشاید و او متوجه پیر باید بود

(۲۷۸) مرید را نشاید پیش پیر نشیند و ردی خواند یا خود را بمراقبه و ہد در حضرت پیر ہمیں نظر بر پیر داشتن است و اگر سماعی ہست قوال چیزے میگوید مرید را نشاید که دران بیت شنیدن گریه کند بحضور پیر و یا اظہار حالی پیدا آرد و یا بیتے که پیر را خوش آمده است این با آں بیت شریک شود گفتیم که در حضرت پیر ہمیں نظر بر پیر دارد و بس و آنکس که مرتبه پیر دارد یعنی میان مردم ہمسنگ است او بحضرت او نیز اضطرابے و اظہار حالے نشاید اکثر آدابے که با پیر نگہ میدارد با وی نیز نگه دارد۔

مرید را ہموار مضطرب باید بود

(۲۷۹) مرید ہماره متجہد و مضطرب باشد و اگر سکونے و قرارے در وے پیدا آید آں سکون و قرار او را از کمال غم و افراط اندوه باشد۔

مرید را سخن بسیار نباید گفت

(۲۸۰) و مرید سخن بسیار نگوید اکثر احوال بصفت سکوت باشد۔ مرید و غم

کسے چند روز موافقت چنانچہ مصیبت زدگان میکنند نکند و کذلک خوشی و
شادی مرید ہزل گو و ہرزہ ساز نباشد تلاوت بسیار نکند چنانکہ وقت حضور و
مراقبہ بغارت رود و اگرچہ تلاوت با مراقبہ باشد و لیکن ذہول در دو کارے گرد
اثرے علیحدہ دارد و ذکر با مراقبہ جمع کردن عظیم شغلی است و ذکر بے سوز و سوز
بے حضور و بے طلب کار نباید ربطی کہ بر دل زند بغم و اندوہ زند ایں مر بر روی
دل چناں زند گوی بستہ است بزور ایں رابطہ میخواہد آں بستہ بکشاید

(۲۸۱) واگر مرید در تربیت ابدال افتد ایشاں تربیتے خاصے دارند
جز تربیت مشائخ ایشاں مشروبے بخورانند و دراں مشروب اندک سکرے
و طربے باشد و آں طرب و آں سکر جز بحضور و جز بذوق و طلب بار نیارد و
آں مشروب ساختہ عمل کسے نیست ایشاں ہمچنیں گویند چند درختانست در
کوہ قاف آں درختاں در سالے چندبار گیرند گویند ہر یکے را ہفتگاں ہشتگاں
بار باشد و درخت ہم شش ہفت بیش نیست و شکل آں بار ہمچو قمرک باشد
اما ایں گوشہا دارد او ہموار است شیرہ ایشاں بعضے سرخ رنگست و بعضے
سپید رنگ و بعضے زرد رنگ و بعضے بادنجانی و بعضے زعفرانی آنکہ زعفرا نیست
ور انکند نامند بہر کہ بدہند ہیچ ذمیمہ در نفس او نماند از غلے و حسدے و کبر
و شہوتے و غیر آں الغرض ہر یکے اثری دارد ایشاں برای آں غرض بہر کہ
لطفے دارند بخورانند ہرچہ ایشاں فرمانید بکنید مگر چیزیکہ صورت نامشروع دارد
ایشاں چنیں ہم میکنند مثر شدہ لنگوتہ می بندانند و برابر کردہ نگیرا می
بیروں می آرند با صورتے ستدلے او ھہائے بلکہ روی ہم سیہ میکنند و سبو

در اختلال حال دریافت
اثر بعد
ذکر با مراقبہ جمع
کردن عظیم شغلی است
تربیت کردہ ابدال
مریداں را ازالہ

شراب ہم بر سر میدہند گویند سبو بر سر کردہ بہر کوے و بہر سوے بگردد شراب را بر لب و ریش و سبلت او می مالند تا کسان ہجوم کردہ شنیدند باید بدیں و امثال ایں کردن اقدام نکنند و اگر ایشاں از سبب ایں اظہار ترشی میکنند التفات بداں نکند غم ایں رنجش نخورد ایشاں قسمے دارند باہر کہ آں قسم رفتہ است از و ہیچ وجہی جدا شدنی نہ اند۔

طالب را باید کہ بہر سرے دیگرے دیگرے غیر ازاں نزد نیارد

(۲۸۲) و طالب بہ دلیری و سیری و غایب شدنی و حاضر آمدنی نمودنی و ربودنی بدینہا سر فرو دنیارد ہمانچہ مرداں گویند اگر بر آب روی خسی و اگر در ہوا پری مگسی دل دریاب اگر کسی دل دریاب دو معنی دارد۔ یکے آنکہ مرداں گویند دلے دریاب یعنی بمراد کسے کارے کند و چیزے بدہد و خوشش کند دوم دل دریافتن عبارت از اکتساب اوست و دانستن دل چنانچہ حق دانستن کہ بتحقیقت تحفہ انسان ہم اوست آنکہ اویس رضی اللہ عنہ با عمر گفت رضی اللہ عنہ کہ علیک بحفظ القلب ہمیں معنی دارد یعنی او را نگاہدار و بکارے دگر مشغول مکن معنی دیگر ہم احتمال دارد یعنی آنچہ دل فرماید آں کن یعنی حفظ فرمایش او کن اول کار مبتدیست دوم کار مرد رسیدہ و دل بدست آوردہ است۔

کیفیت مرید مجتہد و مضطرب در سماع

(۲۸۳) مرید مجتہد و مضطرب را در سماع شنیدن حلے و محلے نباشد او چیزے با دل خویش وارد ہر نغمہ کہ بشنود او چیز بہانہ می طلبد شنیدنش ہماں باشد وا ز دوست فہمش ہماں و اگر محلے و محلے بود او عاشق طالب نیست او مرد یست کہ بفکر و اندیشہ خویش بہترین کارہا اختیار کردہ است بیتے و سخنے کہ شنود حلے درستے

بفکرے و اندیشہ کند و بداں گر بہ عورتے کہ پسرش و شوہرش مردہ است
مویہ گری و نوحہ میکند او غرض آں نوحہ ندارد و ہماں بمجرد شنیدن آواز خود را
پرکالہ پرکالہ و قطرہ قطرہ میکند

(۲۸۴) مرید و زینت خود نباشد و البتہ لباس محقورہ و مشہورہ نباشد عمر گفتہ
است رضی اللہ عنہ ایاک واللباس المحقورة والمشہورة از قول عمر رضی اللہ عنہ
معلوم می شود مرد را لباس محقورہ نشاید و مرد محقورہ را لباس مشہورہ اگر مرد مشہور لباس محقورہ پوشد
موجب زیادت شہرت او بود و اگر مرد محقورہ لباس مشہور پوشد موجب شہرہ او گردد

(۲۸۵) مرید شب فاقہ را و روز گرسنگی را غنیمت شمرد خصوص فاقہ
و گرسنگی کہ ضروری پیش آمدہ باشد و آنچہ باختیار باشد آں نیز موجب تصفیہ
و تجلیہ دل باشد و لیکن در فاقہ ضروری شکستگی نفس است تمام و در فاقہ اختیاری
وہم رعونت و خود بینی نقد است خواجہ من میفرمود قدس سرہ العزیز کہ
طے باختیار بہتر از فاقہ ضروری بود ایں بداں ماند کہ گوئیم عبادت انسان فاضل
از عبادت ملائکہ است زیرا چہ ملائکہ را تعبد ضروریست اما انسان را تعبد او
تعب بر نفس او ست پس ایں اختیار بہتر از آں باشد کہ آں بضرورة آید بندہ
خواجہ عرضہ داشت کرد سخن ایں است کہ خواجہ فرمود اما بندہ خواجہ را در خاطر چیزے
می آید اگر فرمان شود عرضہ دارم فرمودند بگو گفتم مقال خواجہ است کہ شکستگی
و بیچارگی و واماندگی در راہ طلب و تصوف اثری تمام دارد و در فاقہ و
گرسنگی ضروری ایں نوع بنقد است خواجہ فرمودند کہ نیکو می گوئی بریں اعتبار
ہمیں باید و مرید را طے و یا فاقہ ضروری سستی و ضعف آرد دل را بداں ضعف و

مرید را زینت خود نباید
و لباس محقورہ و مشہورہ نشاید
مرید باید شب فاقہ را و روز گرسنگی را غنیمت شمرد
در فاقہ ضروری شکستگی نفس و در فاقہ اختیاری

سستی نہ ہد و لرا مرگ دہد یا خود گوید کہ اے نفس اگر تو بمیری بمیر من غذا بتو نخواہم
واد نگراں کہ خدا ابد ہد برلے ایں مصلحت و رخانہ کسے مہمان نرود و دیدن یاری
و دوستے پیشہ نگیرد و تا ایشاں طعام پیش آرند و سوال کردن و چیزے جامہ
فروختن وگرو کردن خوردن خود چہ معنی وارد درین محلہا صوفیان رخصت
دادہ اند اما من باب عزم و حزم را کشادہ میدارم اینچنیں کسے را میان دو حال
یکے پیش آید ان مات فقد مات شہیدا اینجا ایں حجت نیارے
وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ بسیار تہلکہ است کہ طالب اختیار کند
واگر بدان تلف شود زہے دولت وقتی ایں بیت خواندہ

در رہ عشق با اگر کشتہ شوی شکر انہ بدہ کہ خوں بہا او منم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدہ نفس را جہاد اکبر خواندہ است اگر کسے
در جہاد اصغر کشتہ شود شہید باشد چہ میگوئی اگر کسے در جہاد اکبر کشتہ شود شہید نباشد
وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ رخصت عام است نہ عمل خاصہ حکایت
شنیدہ باشی مردی بر قلہ کوہی ایستادہ بود پرسید ایں آسماں را کہ آفرید گفتند
خدا گفت زمین را کہ آفرید گفتند خدا گفت کوہ ہا را کہ آفرید گفتند خدا ایں
درختاں را کہ آفرید گفتند خدا پس ان گفت اللہ اللہ شانا عظیما مر خدا یرا شانی عظیم
است و بزرگیسی است از غلبہ ایں خیال خود را از کوہ بیروں انداخت
و مرد ایں حکایت را در عوارف در مدح کسانی میگوید کہ خود را در راہ خدا او
در ابتلاے او فدا سازند و جاں بدہند ایں حجت خاصہ باشد۔

مرید را ہم از خلوت ناگزیر

(۲۸۶) مرید ہمارہ خلوت جوی و تنہائی خواہ باشد ہر اینہ طالب را

ودکار است یا دوست یا یاد دوست و هرچه جز دوست نه نکوست و در اختلاط
نه یاد و تمام نوال کرد نه از دوست بمراد بر قوال خورد ۔

(۲۸۷) اگر طالب بنده کسے است این تدبیر درستی است در استحضور حضور او تعلق تمام
دهد شب را خوندکارش کاری نفرماید همه شب جز وقت اوست و صوفیان را کارے که
در شب باشد روز چندان نبود شب وقت سکون بنده است وقت قرار و آرام او هر کاری که
او را بدان وقت دست دهد کار همانست ذکر و مراقبه لشب مرتب است خصوص
وقتی که اکثر مردم خفته اند بنده را در وقت او بسیار خفت است فردا با وی تمنا
دنیا نیست تا فی سخته یافته است و جامه دوخته بر تن چه حساب زکوة بر و فرض نه
و حج بر و فرض نه سنت جماعت بر و نه حضور جمعه کذلک تا آنکه در صدد وقت هاے
هم بر وی خفتی است فردا بسیار بندگان باشند که شبها ایشان بیشتر از سبحات
خوندکار بود و اگر خوندکار کاری فرماید که دران کار در فریضه خداے که بر و متوجه
است تقصیر رود این کار را بنده از خوندکار قبول نکند و اگر او ستم کند بیع و شرا
ایستاده شود لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق و همچنیں اگر کارے
نامشروعے فرماید و بنا مشروع دعوت کند بر و خمر بیار یا ساقی مجلس من شو یا مانند
این کارها دیگر که حکایت آں مروت رخصت نمیدهد نباید که بنده مرید طالب
اقدام این کارها کند این خود چیزها است که بر عوام متوجه است حکایت نادر
مرید طالب است او را خود چه گوئی و اگر خوندکار آسیا گردانیدن فرماید بنده
مرید طالب دل راست کرده هم بر وضع گردانیدن آسیا ذکری میگوید و کلمه
بر زبان میراند کنیزکانی که ایشان آسیا گردانند و در وقت گردانیدن چیزے

بگویند این بنده طالب کم از آن نباشد و اگر بارے گران بر سر نهد و گوید بمقامی
و منزلی برسان در تنقل هر قدمی الله میگوید و میرود بار سبک می نماید و دل بذکر
خدا مشغول شود برنج بار منزعج و متردد نشود و دران حالت ذکر مفید تر باشد زیراچه
دل گرم است و در حالت گرمی ذکر را اثرے تامے است

بعد از ذکر کردن سماع شنیدن که دل هنوز گرم باشد در مراقبه رفتن دل را گشاده کند و نفعها بخشد

(۲۸۸) صوفیان با چنین گویند چون ذکر برانگیزی دل گفته باشد همان ساعت
حبس حواس کند دل بمراقبه دهد اثرها بیند و چون از سماع فارغ آید سماع را نیز بر
و قوت شنیده باشد در ساعت غضّ بصر کند و دم را فرود برد بر دل آمدن مدد
و دل را حضور دارد راحتها یابد چه دانم وقتی این کرده باشی یا نه اگر کرده باشی
بدانی که چه میگویم کمترین راحتها این باشد که در دل را گشاده بیند که گشادگی این در
راحتے و لذتے و اثرے دارد اگر دیده باشی بدانی و اگر چشیده باشی بشناسی.

مرید را جامهٔ ازرق یا اسود پوشیدن برای فراغت از شستن روا باشد

(۲۸۹) مرید اگر جامهٔ ازرق و یا اسود پوشد برای دفع مؤنت شستن
را شاید و نیز اگر چه ثقل مؤنت نباشد اشتغول شدن به شستن و غیر آن زیادتی
وقت اوست تا آنکه از بعضے حکایت کنند صوفی جامهٔ چرکین داشت صوفی
دیگر پرسید جامه چرا نمی شوئی گفت ما التفرغ یا اخی فراغ شستن ندارم
آن مرد مستفسر میگوید سماع سخن آن صوفی ما التفرغ یا اخی در دل ما هزاره
ذوق داد.

مرید طالب را تکیه بدیوارے و درختے نشستن نشاید

(۲۹۰) مرید طالب را نشاید به تکیه دیوارے و درختے نشستن البته متکا
با خود سازد که آسان گیر نفس است مگر آنکه ضعفے پیش آمده باشد یا سستی
طبع بوده باشد که بضرورت طبیعت بشری این صورت روا باشد این هیئت

وضع کاہلاں است۔ ایں صورت اہل جد وجہد و اجتہاد نیست

(۲۹۱) طالب در خلوت خویش بسیار گرید و بسیار زارد اما میان دم
مگر در وقت سماع سکب عبرات را احتما کند بقدر ما امکن۔

(۲۹۲) طالب را باید خواب اکثرے در نشستن باشد در وضع مراقبہ
شنید دل بحضور دہد۔ خوابیکہ دراں حالت بیاید آں خواب داخل عمل دل
باشد و حضوری مرتب دست دہد بسیاراں گفتہ اند معراج در خواب بود ایں
خواب ایں چنیں خوابے بود کہ با تو گفتیم۔

(۲۹۳) اگر مرید را کہ لقمہ اش از غیب است بوقتیکہ او را طعام رسد
اگر دو وقتہ برگیرد شاید۔ آرے ضرورت اکل و احتیاج بشری ہمیں تقاضا کند
اما محتمل کہ عادت بر پر خوردن شود چوں لقمہ اش از غیب است یکبارگی
دوبارہ خورد بارہ دیگر کہ رسد چہ کند اگر خورد مضرت در بنیۂ او باشد کار ہیضہ
کشد و اگر نخورد مرداں ایں متاع را چہ نامند۔ و چنیں گفتہ اند اگر مرے را
زنش گفت کہ تو بسیار خواری او گوید اگر آں مرد بسیار خوار است زنش را
سہ طلاق۔ گفتہ اند چو نہ دانند کہ او بسیار خوار است یکبارگی کہ او طعام
خورد دوم بار کہ طعام پیش او آرند بتواند خورد ایں را بسیار خوار نامند۔

(۲۹۴) مرید را نشاید اختیار کردہ در جوار ملکے و امثال ایں باشد
و ایں قصد ہم ندارد کہ البتہ جاے باشد کہ مرا کسے نشناسد۔ ایں ہم عمل
قوم است اما قصد کارے میان ما ممنوع است۔ امثال ایں تصور دلیل
بر خود بینی و نظر بر خود داشتن بود۔

(۲۹۵) مرید را در تعبد و تنزہ خلوت و محضر مردم یکساں باشد البتہ او را وخویش را و آنچہ وظیفہ اوست بہیچ وجہے فوت نکند۔

مرید او را دو وظیفہ خویش را در ہیچ حال فوت نکند و خلوت و محضر مردم او را یکساں باشد

(۲۹۶) و مرید ہیچ یکے را بہ طمع دست ندہد و نہ ایستد و نزانوے ادب پیش کسے نہ نشیند و پس او شدہ نرود۔ و ہر کسے بر اسپے او برا ہے و ہر کسے بکارے و او بکارے۔ ایں ہم کنند کہ صورتے سازد کہ خود نمائی باشد و مروے معتبرے میرود و پیش او رود سینہ کشیدہ رفتار کند۔ ایں نوع شیوہ طالبان نیست۔ و مرید مردم عوام را از درائی و تقیبی نکند و از ہر یکے بشکستگی دل خود طالب مزیدے باشد تا آنکہ سگے و گربہ کہ در خانہ او می باشند۔

مرید از ہیچ کس طمع ندارد و نیز پیش اہل دنیا بہ زانوئے ادب نشیند و نیز نشاید کہ تعزت در عزت پیش آید

(۲۹۷) بعضے طالبان استعمال مخدرے کنند و گویند موجب جمع ہمت است بہ یک خیال درست میدارد راست است ایں سخن اما بہ تدریج مرد آں کارہ شود بے آں نتواند و بے آں وقت خوش نشود و حضور دست ندہد بہاں شود کہ مرداں گویند فلاں شریب فلاں بھنگی چنانچہ مردم قلندر را دیدہ باشی میان آں کسے را دیدہ کہ رہ کار دارد اما بدیں مبتلا است۔

طالب را نشاید کہ استعمال مخدرے کند

(۲۹۸) و اگر مرید گاہ گاہے قصہ لیلے و مجنوں را و دیوان شیخ سعدی را قدس اللہ سرہ پیش دارد بخواند و قصہ یک دوے از آں بخواند کہ بداں وقتش خوش شود و ملالت از سرش دفع شود شاید۔ مرید اگر دوے را بیند میان ایشاں رسم محبت مستمر است اگرچہ چہار پایہ یا پرندہ باشد موجب مزید درد طلب او باشد۔

مرید را گاہ گاہے قصہ لیلی مجنوں و دیوان شیخ سعدی را استماع خواندن باعث مزید طلب او بازد

(۲۹۹) مرید مدام متصف بصفت خفض بصر باشد و اگر کشاید خبر آنکا

مرید را مدام متصف بہ

مقصد نقش پیر باید بود
هرچه مرید را از واقعه در خواب یا در بیداری پیش آید ازین بهتر نباشد که بصورت پیغامبر یا پیر بیند

وغیر را نظاره نکند۔

(۳۰۰) ہرچہ مرید را واقعہ در خواب و بیداری پیش آید ازیں بہتر نباشد کہ پیغامبر را ببیند یا پیر را ببیند و اگرچہ کشف و تجلی باشد ہرچہ بصورت پیغامبر و پیر باشد اعتبار تمام دارد۔ طالب مرید برائے احضار دل و برائے جمع ہم او صورتے ظاہر پیش دلش دارد۔ دل بغایت بدشواری حاضر شود بعد اللتی واللتیا بدست می آید اما بخاطر حضورے نقد است شاید زیرا کہ چو دل برجا آمد آں صورت درمیان نخواہد ماند چوں بجا آمد نظارہ ملکوت نقد او باشد کشف غیوبات او را بعجل بود حدیث شنیدہ باشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است۔ لولا الشیاطین یحومون الی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموات۔ حاجی بہکری خادم شیخ الاسلام مرد مسافر بود حکایت میکرد در جہاں شیخے دیدم کہ ارشاد میکند و مریدان را در تربیت میدارد چند طالب را در مقامے اجلاس کردہ است و امردے صبیحے ملیحے را درمیان ایشاں نشاندہ و ہمہ را گفتہ کہ نظر بر روے او دارد و شخصے را حارس و محافظ کردہ است تا خیانتے نرود۔ آں پیر مرشد را ایں قدر در خاطر نمی آید کار یکہ در وہم خیانت بود آں کار تا بکجا کشد و عاقبت بچہ انجامد۔ من میگویم ہرچہ باشد باشد بیرون از مزج شہوت نبود۔ علما باللہ را استحسان علم عارفان محقق مکشوفان حق الحقیقت را باحوط و اسلم دست زدن بود و جز بدیں وصفت صورت وصال مرتب نرود۔

تربیت طالبے کہ در زمانہ پیری او را طلب افتد

(۳۰۱) دگفتہ ایم ایام طلب از اول شباب تا آخر شیب است تا اگر
چنیں اتفاق افتد پیرے کہنہ از شصت و ہفتاد گذشتہ باشد بلکہ بہ ہشتاد
وازان بالا تر شدہ بود و خداوند سبحانہ و تعالیٰ در دلش القاے طلب کند
تدبیر او چیست او را صوم میسر نیاید ترک طعام نتواند کرد طی خود چہ باشد
و ایں ایا میست کہ البتہ بہ دوم نفر احتیاج باشد ایں چنوئے را اگر پیر شفقتے
درباب او ارزانی دارد و او را توجہے و ربطے فرماید او را ازیں کار بہتر نباشد
فریضہ بار وایت و سنت موکدہ بجا آرد و دیگر چشمے بستہ لب بستہ مقامے
خالی تنہا ماند و توجہے و تعلقے کہ پیر فرمودہ است ہمراہ ان دل نہادہ باشد
اگر اہتمام پیر باشد و در طلب قوت کردہ بود البتہ از موارد و مواہب کہ
صوفیا نراہست خالی نباشد۔ و دیگر ایام نا امیدی اوست دست از جو
حیات شستہ است ساعۃً فساعۃً خود را بالطبیعت درد آمیز نشستہ می بیند
و خود را از جاہ و مال و اہل و ولد مہجور می یابد و ایں ہمہ قیدہاے است
در پاے روندہ ایں قیدہا ہمہ یکبار از پاے وے گستہ است او را بجز
خداے و مرگ و گور چیزے دیگر در خاطر نماندہ است و غم عاقبت بردن
ایں تدبیر کہ ما گفتیم حسن عاقبت بدیں مرتبہ تر باشد و شہود حق حاضر تر و
بجا رسیدن نزدیکتر۔ شاب طالب چکند کہ دل از حیات بر کند
و بر مرگ قرار گیرد و خبر بہ باز آوردن خطرہ نباشد و اگر نہ میل طبیعت او
بداں است اما ایں پیر را ہمہ چیزہا کہ بر طالب شاب مشکل است از وے ہمہ
رفتہ است۔ ہر چند کہ دلش سست شدہ است گرمی و تیزی درو نماندہ است

دریں وقت بر دل او از کجا خستگی آید کہ نقش مراقبہ و حضور بر دلش مرتب شنید۔
بر آب رواں معمہ نویسی آنکہ چہ مفہوم تو گردد او بداں ماند۔ اکنونش باید دست
و پا شکستہ تر کردہ و خود طبیعت سست شدہ اند اسنان افتادہ دستہا بہلیدہ
چشم بستہ گوش خود گراں شدہ است اینجا دل بشہود وجود او دہد۔ من تلقین
ایں مراقبہ اینجا بہ نویسم اما ترسس آں می باشد مردمانے کہ ازیں کار خبر ندارند
ایشاں خود را مرشد خوانند و ایں حکایت کنند و زیانکار ایشاں باشد اما
ایں قدر میگویم در دل جز ایں نگذرانند دل را بدیں بر بستہ دار و لفظ اللہ را بجائے
وسواسے کہ او را در خاطر می آید ہمیں اللہ را گذرانند و حدیث نفس ہمیں را سازد
دل را بریں دارد کہ اللہ اللہ میگوید و میگوید اما نمی یابد۔ اما می باید دانست
کہ در دل دو صفت است از مرداں حفاظ بسیر کس بہ ہمیں قرآں میخوانند و لیے
شبہہ اگر دل با زباں یار نباشد نتواند خواندن و مع ہذا حدیث نفس و وسوسہ مزاحم
وقت او باشد۔ میخوانند و حکایتہا و قصہا در دل او میگذرد۔ ہمچنیں نباشد۔
کہ اللہ اللہ میگوید و در دل حکایتہا و وسواس میگذرد باید ہمہ او ہمیں اللہ
اللہ باشد۔ مردم نماز گذارند فاتحہ و ضم قرات چنانچہ آمدہ است ادا باشد
و مع ہذا حکایت و قصہ در دل بگذرد ہمچنیں نباشد۔ اگر دل یکے در ہمت
شدہ است بواسطہ فوات چیزے ازیں جہانے چوں او سماعے و نغمہ شنود
درو بر ورد افتد اضطراب او زیادت شود مثل ایں سخن گفتہ ام بداں ماند کہ یکے
را دملے بر آمد کسے باشد دوا سے درد میکند چوں دہکہ بدو رسد دردش زیادت
شود بلکہ اگر گویم یکے بجہد شدہ است شاید۔ اکنوں پیر را ایں در دہائے بنیادی

بسیار پیش افتادہ است چہ از آنکہ مصیبتہا بسیار دیدہ باشد و دردہا بسیار چشیدہ
و خود امروز بنقد وقت از ہمہ خود را جدا می یابد و رفتہ می بیند بہ طبیعت دردمند
است چوں درد طلب براو افتد درد بر درد زیادت شود امیدہا باشد۔ اینجا
و درین محاضرہ انتظار نارے و نورے و کشف غیب را کنند ہماں اصل مقصود
طلبد بعلیم اللہ چیزے پیش آید۔ آنچہ روندگان مشقتہا و محنتہا بسر بردہ اند تا ایشاں
چیزے پیش آمدہ باشد یا نہ کہ او را پیش آید۔ ایں پیر را باید چنانچہ رسم
کار پیراں است برائے فرقت از دنیا و ہجراں اہل و ولد بحسب ضعف خویش
دمے سرد سے نزند خود را با ہمہ فدا در رہ مقصود کند چہ آں مقصودیست کہ فضل و
شرف ہمہ بداں باشد کہ فدا دراں مقصود شوند۔ و نشاید کہ ممنون ذلیل کسے
گردد آرے دل بر خدا نہادہ و روح را در انزہاق دیدہ و پاے بر بستر مرگ
فراز کردہ و دست از تصرفات دنیاوی کلی شستہ بخ بخ مبارکش باد ایں
حالتے است کہ نوزدہ بسوہ موجب کشف حقیقت و یک بسوہ برائے رعایت
اختیار میدارم کہ ایں امر قصدی نیست اختیاری است اگر او اختیار کند شود و
اگر نہ بیست بسوہ گویم۔ ازیں پیراں نباید شد کہ ترا گویند۔ ؎

اے شدہ پیر عاجز و فرتوت — ماندہ در کار خویشتن مبہوت
متردد میان جبر و قدر — غافل از عین عزت جبروت

و با خود بہ یقین چشم بستہ باشد و دل را بیقین کردہ و انداین ساعت آں ساعت
است کہ محبوب بحسن و جمال و بلطف و کرم شاہد گردد و ظاہر آید انا عند
ظن عبدی بی اینجا محقق تر گردد و دریں بیت فکرے باید کرد ؎

ازبعد مکن شکایت اے خستہ جگر   کز غایت قرب می نہ بینی مارا

پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آں نبشتہ ام بداں امید وار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالے چشمِ دل بداں روشن گردد۔ چوں پیر خود را از سبب پیری و پس عمر نیست و نابود بیند کہ قریبا لشئی یا خذ حکمہٗ پس فنائے نقدے اورا دست دادہ باشد۔ اگرچہ فنا تصورے است و ایں تصورے از طبع تحقیقے است یک فنائے کہ صوفیاں گویند ایں است و تحصیل او ہم بدیں است۔ اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت را در کار میدارد از فضل خدا من بسیار بر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام چنیں گویند۔

ورنہ کہ زد ایں در کہ برو نگشودند

من چنیں میگویم کہ ہرگز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در و در آید بلکہ در کشادہ اند درآمدن ہم میکنند۔ عجب کاریست ایں پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیاں برسد عجب عجب کل العجب۔

طالب عمر رسیدہ را از تقرب و صحبت زناں بہمہ وجوہ محترز باید بود

(۳۰۲) پیر را از تقرب زناں و از صحبت ایشاں بہمہ وجوہ محترز باید بود۔ ایں قسم جوانان فحول را رکیک و ضعیف می سازد۔ پیر خود ضعیف است اگر بدیں کار شود خود را ضائع گرداند از ہمہ کارہا باز داشت و بہیچ حالے و مقامے نرسید۔ و پیر را البتہ تعہد خویش باید کردن از مضرات چیزے کہ او را دریں ایام مضر آید بجد احتراز باید کرد اگر بنیہ اش صحت نباشد

او خود پیر است نہ آنکہ ضایع گردد کار تصوف چہ خواہد کرد۔ اگر پیر بازن بودہ باشد یا اعتزال یا اعتذار یا اختیار اما این کہ خواہد کہ او را بحظ او رساند او داند اما از واین کار نیاید۔

طالب عزیز را یکے ازین دو حالت بود یا خواب برایشان بسیار غلبہ کند یا خواب نیاید اندرین دو حالت ایشان را چہ باید کرد

(٣٠٣) بر پیران ازین دو وصف لازم است یا چنان خواب بر ایشان غلبہ کردہ شب و روز می خسپند و میان مردان نشستہ در غنودن اند و این سبب خشکی دماغ و رطوبتے کہ در معدہ ایشان جمع شدہ است۔ یا چنان خواب از چشم ایشان می پرد کہ البتہ دیدہ ایشان روئے غنودن نمی بیند۔ نکو است این اگر بملالت و سماحت نباشد و آن قدر کہ بلذت و راحت است فیها نعمة وگرنہ بخیال عاقبت و حوادث آلہیات و انچہ مترقب و منتظر است دران یاد باشد برین سماحت و ملالت دفع میشود بلکہ بکارے می آرد۔ و آنکہ گفتیم بر وخواب غالب است بروے فرض باشد کہ ہم از ابتداے کار دل را بمراقبہ دہد و آن خوابے کہ او را می آید زیانکار نیست و رحساب مراقبہ است کہ مرد مراقب و محاضر در مراقبہ آرزو برد کہ خوابے بر وطاری گردد۔ امید دارد کہ ہر چہ بیند درست تر بیند و زود زود تر باز آمدن نباشد و ساعتے با مقصود و مراد ماند۔

پیر طالب را تنگ مزاج نباید بود

(٣٠٤) پیران تنگ مزاج باشند این صفت پیر طالب را نشاید و پیر ہر نفسے دم در نالیدن باشد اینے وحنینے البتہ در وے باشد ازین بجد احتراز کند۔ و این ہم نباشد از درد مفاصل و از درد اندام و سستی بینہ ہر نفسے نبالد و اگر پیرے است در اول جوانی طلبے بصدق داشت

وآنرا تا بہ پیری رسانید او پیرے سوختۂ افروختۂ ریختۂ بیختۂ دردمندے مستمندے باشد و ایں صفت بسیار آرزوے منتہیان باشد نالۂ او ہم ازیں بود کہ عمرے بسر رفت روے مقصود دیدہ نشد۔ وآنکہ گویند درد بہتر از درماں است آں عبارت از حرماں نیست۔ از وجدان است ولے وجدانے بیروں از امنے و امانے۔ ایں چنیں پیر کہ ایں سوختگی و افروختگی با وست شفا طلب نباشد و نخواہد ایں درد را با آں دوا و ایں درماں را با آں وجدان منضم و منتظم دارد۔ ایں چنیں نیست کہ او را خائب و خاسر باز خواہند گردانید او بنقد خواہد رفت کہ یغبط الانبیاء والشہداء

(۳۰۵) آں پیر را نشاید کہ اہل نقد وقت او باشد کہ استعدادے کلی است۔ اگر اہل در مغز سر او بیضہ ایں خیال نہاد ازو بلا ہا زاید کہ ہیچ کارش نیاید و اگر خطرۂ اہل آید بہ پیر بیاید کہ البتہ نشان واماندگی و پس افتادگی و حرمانی است۔ ایں چنیں کسے بجائے نرسد۔

(۳۰۶) وآنکہ گفتہ اند یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت در نعمت بہشت ایں سخنے است کہ ازیں نشان میدہد کہ دریں جہاں نقدے داشتہ اند حاصلے حاضرے ہست چوں ازیں جہاں روند دراں جہاں شوند نقد حاصل ایں جہانے را دریں جہاں بگذارند برو ند ایں رفتہ باز نیاید و ہرگز بار دگر روے ننماند۔ و ایں کہ انبیا و اولیا حیات را دوست داشتہ اند ہم بنا بر ایں کہ آں جہاں کشف صرف است ہیچ پردہ درمیاں نیست عین عکس است ظل را اثرے نیست ہر آئینہ ازینجا گویند کہ آں جہاں

معنی ایں مقولہ کہ درد بہتر است از درماں

چہ مطلب است کہ اہل نقد وقت او باشد

معنی ایں مقولہ کہ یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت در نعمت بہشت است

است اما دریں جہاں دیدن جمال مقصود در پردہ وجود است ازیں برقعہ
کبود بیروں نیست۔ اکنوں مثالے با تو گویم یکے را تو دوست داری در صورت
مجاز آرزوے تو ایں باشد۔ البتہ البتہ او را بے ہیچ پردہ ببینم۔ او را
در زیب لباس ہم نموداری باشد۔ آرے در زیر لباس و در پردہ حجاب
ذوقے و لذتے و جمالے است کہ در انکشاف و انجلا نیست۔ اکنوں فردا
ہمہ کشف است و پردہ نیست اکنوں او دراں آرزو است کہ او دراں پردہ
و حجاب آشکارا بیند کہ آنجا زیبے و حسنے و نمکے دگر داشت۔ بسیاراں تمنا
کردہ اند کہ اے کاشکے ایں کشف حقیقت بر ما آشکارا نشدے کہ آں پوشیدن
و کشادن و نمودن و ربودن لذتے دگر داشت۔ شعوذہ گر شب پردہ نہد و
چراغے دارد نیک روشن و افروختہ ورائے آں پردہ صورت ہا می نماید
با حسنے و جمالے پس آنکہ آں پردہ دور کند و آں چراغ را بر دارد ایں مرد
نظارہ گر گوید کہ اے کاشکے آں پردہ دور نشدے کہ نظارہ دراں پردہ
نظارہ بودے کہ آں نظارہ بداں حسن و لطافت جز بداں پردہ نباشد
یکے اندیشہ باید کرد کہ یکے بہ یکے چہ لذت و چہ راحت و ہم ازیں بود کہ کلیم
و حبیب نخواست کہ میرد۔ حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی
اگر برائے ایں چنیں معنی را محققان و عارفان آرزوے بودن کردہ اند معذور
باشند و حیات برائے ایں را ہم خواستہ اند دنیا مزرعہ است تخمے بکارند
و قتے بار دہد عجائب و گر است از یکدانہ ہماں کہ گفتہ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ
مِائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ چنیں می باشد از ضرب

رستم مطلوب طالب را لذتے تمام است۔ و چنیں ہم باشد کہ معشوق روے از عاشق بہ پوشد و دراں پوشیدن ہیئتے و شکلے روے نماید کہ آں بیچارہ شیفتہ و مبتلا تر گردد۔ من می نویسم آنچہ و قایق ایں کار است و لطائفے کہ میان طالب و مطلوب است اما ندانم تا کدام نیکبختے باشد کہ اینجا فہم بردہ باشد ہم کہ عاشق با معشوق عمداً و قصداً القاے جنگے کند تا او بخشم و غضب خود بر آمدہ ظاہر شود پیدا آید و بسبب آں کلماتے و حرکاتے و سکناتے کند از اں مبتلاے گرفتار پرس کہ او را چند لذتے باشد و چند ذوق و چند گرفتاری پیش آید۔ مرداں چنیں گویند۔

خشم کناں بیا تا صلح کنیم یکدگر

آنچہ گفتیم ایں ہمہ نقد وقت پیر طالب است۔ مرشدان پیراں را دریز گرفتہ اند و اقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در وروے وگذاردنے داشتہ اند و فرمودہ اند ترا آواں طلب گذشتہ است۔ منم کہ پیراں را برامید میدارم بر احوالے و بر وجدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان لیبے آب شود کہ ہیچ کار نیاید۔

بیت پیر شیخ فانی شدہ است

(۳۰۷) و اگر مرد پیر طالب براں رتبہ رسد کہ شیخ الفانی خوانند یعنی از وے کارے نمی آید قدرت بر صوم ندارد و شرع رخصت بر افطار میکند و فریضہ را ایستادہ نمی تواند گذارد تدبیرے کہ گفتہ ایم میان چند سطرے گذشتہ است کار او ہماں باشد ذہولی و با آں ذہولی فضولی در نباید یعنی بہ طبیعت نرود ذہولی او بتحقیق شود۔ گویند۔ ابتاع تمانین

معنی قول ابناء ثمانین عتقاء الله

عتقاء الله و ایں را بحدیث نسبت کنند چند معنی احتمال دارد سنت باری تعالیٰ بریں جاریست ہر چہ میان بندگان مستحسن نہادہ است تمام و کمال او در اوست تعالیٰ۔ اگر بندہ در خدمت خوندکار پیر شود و عمر بشرط بندگی گذرانیدہ باشد خوندکارش را ایں شفقت دامن گیر شود کہ او را آزاد کند اللہ سبحانہ و تعالیٰ چوں بندہ را بیند عمر او بہشتاد رسید البتہ سر بہ بندگی نہادہ بود آزادگی از صولت او دہد۔ حکایت شیخ لقمان سرخسی پرندہ با ایں سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام۔ معنی دیگر چوں مرد بہشتاد رسد از درد مفاصل و سستی دل و ضعف طبیعت خالی نباشد و معلوم است ہر چہ از خدا سبحانہ و تعالیٰ دردے و رنجے کہ بہ بندہ رسد موجب کفارت گناہاں باشد فعلی ہذا عتیق اللہ باشد۔ و دیگر مرد بہشتاد رسد ہر آئینہ از مقاسات شدائد و از بلیات مصائب و محن خالی نباشد بلکہ بیشتر و پیشتر افتد و ایں موجب تکفیرات گناہاں است۔ و دیگر مرد مومن عمرش بہشتاد آید دریں مدت البتہ روئے مغفورے دیدہ باشد و دست بر دست مغفورے نہادہ و در احادیث است ہر کہ با مغفورے نشنید و یا با مغفورے خورد یا دست بر دست مغفورے زند او ہم مغفور گردد

طالبان را پاکی نفس شرط کار است

و اکنوں طالبان را پاکی نفس شرط است و ایں پیر طالب را گناہاں او خود از شخص او بریختہ است او را صاف و پاک کردہ است راہ او آسان تر گشتہ۔ من دیدہ ام بعضے جوانان را شاید در تربیت من بودہ اند۔ ایشاں را چنداں مجاہدہ کہ طالبان را باشد چنانچہ صوم دوام و تقلیل طعام و

طی و خلوت نبود جز ایں قدرے کہ پاکی نفس داشتند چنانچہ باید و از من
توجہے درستے گرفتند نہایت کار ایشاں چہ گویم کہ کجا رسید کہ ترا بر من ہم
آں گماں نیست۔

(۳۰۸) و نشاید کہ کودکے نابالغے را توجہہ و تلقین فرمایند عجب باشد
کہ ایں کار را او بسر برد و اگر باشد نادرہ باشد زیرا چہ حوادث و شہوات
و اقتضائے طبیعت ہم در پیش است ازیں کوہہائے آتشین و ازیں
خندقہائے پر خار کہ میگذرد۔ و اگر حکایت جنید و سری رحمۃ اللہ علیہما
میگوی گفتہ ام نادرہ باشد۔

(۳۰۹) و اگر مرید طالب را شخصے باوے عشقے بنیاد نہاد تدبیر
خلاص از دست وے چیست او را ہم بہ خویش می آرد خویلاتے کہ
کہ در سینہ ایں مردم میگذرد و تدبیرش جز ایں نباشد کہ مقام گذارد سفر
اختیار کند۔ صبر ہم کار نیست الا او را بسیار خواہد رنجانید۔ محل ہم مخوف است

(۳۱۰) ایں چنیں پیرے کہ او طالب است اگر یک نفسے حیات
طلبد بدیں موجب کہ بہ مقصود رسم یا نہ رسم بارے ذوق در طلب
بکشم شاید۔ بدیں سخن من مردم شاعر اشارتے کردہ اند۔ پیر منحنی ضعیف
طالب در مجالس محافل حاضر نشود و در جہانی و شادی بسیار نہ نشیند
او را نفس شمردہ باید زد و او را روزہا شمردہ باید گذرانید۔ نشنیدۂ
از مرداں کہ فلاں روزہا شمردہ میگذراند اکنوں ہم تو بانصاف
بہ بیں ایں چنیں عمر را تواں ضایع گذرانیدن۔

پیر طالب را سماع بُرود منظرات

(۳۱۱) بر پیر طالب اگر سماعے و سرودے گویند سماع را دو نمط
شنیده اند۔ یکے آنکه گوینده در گفتار شد شنونده دل در مراقبه داده
روح را بنغمات سپرد۔ خدمت شیخ فریدالدین را رحمة الله علیه ہمیں
نسبت کرده اند اگرچه بارے مخصوص که ایستاده است۔ و بریں نمط
سماع شنیدن جابه حکماے یونانی و حکماے ہند جوگیه و براہمه و صوفیان
محقق اجماع دارند۔ و پیر طالب را ہمیں بہتر و خود کارے است که ہمه
بداں متفق و مجتمع اند۔ و دوم اہل سماع را چنانچه دیده رقصے و گریه
و نعره و دویدنے اگر پیر طالب را ایں حالت پیش آید اگر قوت روحانی
غلبه کرد طبیعت او را قوت داد چنانچه او برخیزد و رقص کند چنانچه جوانان
کنند ہمچناں کند گو کن کو اینچنیں دیده ام از بسیار پیراں و جاماندگان
سخن و در فالج زده گاں است و اگر ایں قوت در وے نباید از
پیچیدن از صعقه و لطمه و ضربے بر سینه و غلطیدن به بیهنجاری ازیں
چه کم آید۔ و دیگر یک کلی است در سماع۔ اگر در ابتداے حال به انتها
و به حضور و مراقبه و سیر روح بآں داوند خود ہماں عادت شد اینچنیں
کسے کمتر جنبد الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذ۔

تربیت دانشمند پیر که در بحث علم پر رسیده است

(۳۱۲) اگر پیر دانشمند که او در کار خود باستقصا رسیده باشد
تا آنکه بمحل استدلال و اجتهاد رسیده باشد اگر خداوند سبحانه
و تعالی عنایت خاصه کند که در باب اخص الخواص وارد۔ درویش
القاے طلب کند و بدانی ایں اعجوبه است ایں مرد مستدل مجتهد اہل

مرکب دارد نادرہ کار است کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ او را تنبیہ کند
تا آنچہ مقصود باری تعالیٰ است و مقصود از بعثت انبیا است و مقصود
کار است در طلب آں شود۔ موجب چہ او را جہل مرکب گفتیم او بہ حقیقت
کار نرسیدہ است و روے مقصود ندیدہ و ہمہ عمر در وسوسہ و در خطرات
و در تشتت دل گذرانیدہ و آنرا کارے دانستہ و منتہاے دین اسلام
ہمانرا تصور کردہ و بریں قرار گرفتہ اکنوں ایں چنیں کسے را طلب از قبیل
محال عادی باشد۔ الغرض اینچنیں کسے را چوں طلب افتد باید کہ
آں قدر کہ خواندہ است و یاد کردہ است و دانستہ است و دعوت
کردہ است از ہمہ بیکبار روے گرداند و بہ خمر جام صبوح خود را در غرقاب
طوفان نوح غرق کند از جملہ جاہلاں و عامیاں و واماندگان و پس
افتادگان بدتر شمرد و خود را اینچنیں سازد گوئی ایں زماں از دار حرب
زنجیر گلو کردہ آوردہ اند۔ بریں طریق پیش پیر رود و آنچہ او فرماید بدانچہ
او دارد و ندانند کہ من عند نفسہٖ میگوید یا ساختہ پرداختہ با استدلال
کہ او داشت آنچناں میگوید بلکہ بہ تحقیق دانند چنانچہ جبرئیل علیہ السلام
از خدا بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خبرے میرساند ہمچناں دل
پیر از حق بخلق خبرے میدہد حکایت شبلی و دانشمندے کہ بدو پیوستہ
بود شنیدہ باشی در کتابہا نوشتہ اند۔ و ہر چند کہ وساوس علمی
مزاحم دل او شود و نداند کہ ایں قصہ تفسیر است و ایں حکایت
حدیث است و ایں معانی کلام است فعلی ہذا ایں کاریست کہ

علاحدہ کاریست۔ ایں خیالات و وہمیات و تشتتات است مانع
راہ و حجاب کار اوست و اگر گوئی قال اللہ و قال رسول اللہ
است ایں خود داشت او اما کار دل علاحدہ کاریست ایں کار بجاے
است کہ اگر اقراں او را پرسند کہ تو ایں علم کہ چنیں ثمرے و چنیں
رتبے وارد آنرا گذاشتہ بتقلید آمدی ترا ازیں چہ حاصل شد اگر او ازیں
رہ چیزے چشیدہ باشد و قطرۂ ازیں دن در کام او چکیدہ بود ہمیں
جواب گوید کہ ازیں پیوستن نفعے نبود مگر آنکہ مسلمان شدم و بریں
معنی میگوید من قبل صورت اسلام داشتم بمعنی اکنوں رسیدم میان
مغز و پوست چند تفاوت باشد میان علم ظاہر و حقیقت باطن ہماں نسبت
بدیں مانند حکایت صہیب و سلماں و ہلال و بلال کہ با ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہم باختہ اند گفتہ ام بسیار بار اگر اتفاق علما است کہ ایشاں افضل
صحابہ اند افضل اولیا اند و با ایں ہمہ صہیب و سلمان و ہلال و بلال
اطلاعے دارند کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما را آنجا مسلمان نمی یابند ازینجا
گماں بہ تفضیل نبری۔ صوفیاں اند ہر یکے بچیزے مخصوص است در
دیگرے ازاں خبرے و شعورے ندارد۔ ابوبکر و عمر را رضی عنہما حالے باشد
کہ صہیب و سلماں و ہلال و بلال رضی اللہ عنہم آنجا نرسیدہ اند کذلک
العکس۔ اگر کار بدیں کشد کہ علمش کلی فراموش شود احتمال بر ورود
مگر او بجاے رسید حکایت ابوسعید ابوالخیر و دانشمندے کہ بر وے
ارشاد آمدہ بود در کتابہا بنشتہ اند۔ و اگر ولش برائے مطالعہ کشاں

شود و نفسش بر نجاند سخنے چند از حدیث و از تفسیر بنید از قوانین نحو و نکات معانی بیان و دلایل معقولات ازیں بکلی محترز باشد۔ باید کہ حکایت طالب ہمچو ماہی باشد اگر ماہی را پرسند تو کجا باشی گوید در آب از چہ رستہ بگوید از آب چہ می نوشی گوید آب چہ میخوری گوید آب یک نفس او بے آب نباشد و ہماں نفس کہ بے آب باشد او نباشد۔ در کتب سلوک بسیار مموہات و مغلقات است و از روندگان و سالکان از ہر جنس اندزہا و اندعبادا ند کذالک اجناس دیگر۔ اگر طالب دریں حکایت در شود و ایں حکایتہا را محک کار خود گرداند آوارہ و ابتر شود دلش مغشوش شود لوح وجود او نقش حقیقت نہ پذیرد و گفتہ اند ؎

چناں تنگ است راہِ عشقبازی کہ جز معشوق تنہا در نگنجد

(۳۱۳) طالب را در بوادی بودن نیک موافق است اگر دلش دلاور بود۔ اگر طالب را ایں صفت نقد وقت او باشد ہر چہ پیش او آید از الہیات و کشوفات و مغایبات و مشاہدات او آنچانہ الیند و آنرا وزنے نہ نہد و در حساب نشمرد۔ آنچہ باشد آنرا وزنے نہ نہد و بداں قرار نگیرد و این چنیں کسے را شاید بہ پیر حاجت نباشد از آنچہ طالب چوں حد کشوفات رسد پیر او براں واقف شدن نہ دید یا پیش او آنچہ دیدہ است تحقیر کند بعلم یا بجسب طلب مقصود کہ ایں مقصود طالب نیست یا ورائے آں او را نماید یا خود ہمت گمارد تا او ازاں در گذرد۔ اما دریں حالت کہ او را وہم اباحت و الحاد شود ازیں حالت

اورا بیرون آوردن پیر را مشکل کاریست۔ نہ بینی اورا ایں در سر کہ من باقصی الغایات رسیدم۔ بداں اندازہ سرفرازی میکند و خود را چیزے می داند و جہانے را فرود تر می بیند وایشاں را کم فہم وضایع و ناقص می شمرد۔ وتحفہ دیگر باایں ہمہ خود را بہمہ مراد یافتہ ونفس را بہمہ لذتہا ورا حتہا رسانیدہ و نہ ذوق و خوشی چشیدہ و ہیچ مانعے ندیدہ پردہ شرم از پیش او خاستہ خوف شخصے مائی در دل او نماندہ وشوخی بیباکی در و کہ ہم درو باشد اکنوں ازیں چنیں غرقاب خلاش چوں بروں تواں آوردن۔ یک بلاے دیگر است کہ او بوہم خویش متوجہ می باشد بخاصیت توجہ وہمی او چیزے پیش او آید اکنوں ایں موجب یقین و استواری وتمکن او گردد۔ سخن اینجا بسیار است اما ایں مختصر احتمال آں نمی تواند کرد۔

اگرہم باحتمالی اندک او را ازاں بیروں آوردن مشکل کار است۔

(۳۱۴) اگر متعلمے را طلب در سر افتد البتہ میخواہد تعلیمے کند و کار طالباں را ہم مباشر باشد ہست دغدغہ در سینۂ بیچارہ البتہ او را در پیا خطرات و دریں ابتلا امیدار د خصوص آنکہ او طالب است پیر او را تعلیم فرمودہ است کارش جز ایں نباشد تعلم رسمی و عادتی را بجا آرد یعنی بر در استاد برود کاغذے بر دست دارد و اگر سامع است یا قاری است آنرا ملازمت میکند و سخن گوش نہادہ میشنود۔ سپس آں کتاب در طاق دل مشتاق در کار خدا و ذہن تمام درست دل را بہ تصور صورت خیالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ کند۔ اے عزیز اند

توجہ بصورت خیالی

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کارے نیست اینکہ من میگویم۔ اے عزیز ہر کہ بدیں توجہ التزام کرد تا آنکہ البتہ مزاحمت خطرات بیشتر دفع شد جمال حضرت مصطفیٰ را صلی اللہ علیہ والہ وسلم کم روزے باشد کہ مشاہدہ نکند و نشاید در خانہ بیاید سبق را بہ بیند و آنکہ روز دوم خواہد خواند شب را کتاب بیند مستظہر شدہ و شرح بیند برود تا در مجلس علم مستظہرے مستحضرے باشد۔ ایں کار طالب نیست و اگر ہوس براں است کہ بہ وقت علم ذہنش برسد غم آں نخورد در پے آں شود تصفیہ و تزکیہ کہ او دارد او را لفہمے و صفائی رساند بہ لطافتے و وقتے برکہ واصفان و مجتہداں آں علم انگشت حسرت بدنداں حیرت بگزند و اگر بہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہے درستے شد حکم معارف علوم بغیر واسطہ کسبی از و شنود و آنچہ از و شنوند آں استحکام دارد کہ طوفان نوح از را در خلل نتواند آورد۔ بارہا گفتہ ام اگر بہ اجتہاد الہام بودے زہے کارے کہ بودے ہر بار مرا عجب آید کہ مجتہد خود گوید المجتھد یخطی و یصیب در مسلہ دماء و فروج و حقوق و مظالم بیک طرفے حکم کند تحفۂ دیگر اینست کہ بسیار باشد کہ حکمے کردہ و بسیار بار براں رفتہ مرد مجتہد باز از اں رجوع کند۔ طرفۂ دیگر اینست کہ ایں رجوع ہم در ورطہ یخطی و یصیب است بسیار علماء در سلوک در آمدہ اند اصحاب کرامت و ارباب انوار شدہ اند ایں محتمل ہم ہست کہ بر کسے کشف حقیقت ہم شود۔ اما نادرہ کارے است شود وقتے کہ ہمہ را فراموش کند۔ و نشاید متعلم طالب کتابے کند و در بند جمع نسخ و تحصیل آں باشد متعلم طالب در بحث مراقی نباشد

طالب متعلم آں کتابے

جمع نکند و در بند جمع

والبتہ در بند اثبات سخن خویش نبود و اگر پیشینہ سخنے موجہے و مرتبے گفت چنانچہ این مرد متعلم ملزم شد منفعل و متاثر نگردد بلکہ پیشینہ را حرمت دارد و داند کہ از وے نفعے شد و سخن بظاہر از وے قبول کند کہ نیکو میگوئی و مرد طالب را ہر بار کہ با کسے محاورہ در مباحثہ علم شود استعاذہ تجدید کند تا شوم کدورت نفس دثور او نشود۔ والبتہ از خدا خواہد سخن حق بر زبان خصم رود تا نفس را شکستہ و خوار زار بر مراد خود بیند۔ این نفس خودنما و خودپرست است ہر چند او را شکستہ یابی بر حسب مطلوب تو باشد و آنقدر سرافرازی و خودنمائی و خودکامی کہ در مباحثہ علم است جائے نیست خصوص وقتیکہ میان حریفان سخنے درپیش بود متعلم طالب در مجلسے ابتدائے سوال نکند و اگر استفسار و استفادہ باشد آرے چنین ہم باشد ولیکن او طالب فائدہ دیگر است و مستفسری کارے دیگر اگر بدینہا می پردازد او طالب نیست

(۵/۳۱) متعلم طالب را صوم دوام لابدی است اگر طے نتواند کرد آں کارے دیگر است۔ صوم لابدی است۔ در صوم بسیار کارہا ساختہ است تصفیہ و تجلیہ نقد وقت او ست و آں ثوابے کہ منتظر است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از قدسی میگوید الصوم لی وانا اجزی بہ ای انا جزاؤہ۔ خود محقق است دیگر از اول صبح تا شام از تشویش اکلے و شربے فارغ است بعد آنکہ نماز شام شود او را طرف اکلے و شربے لحظہ شود۔ و دیگر نفس با عزت می باشد سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ را شنیدہ باشی و دیگر از بسیار طیبت و غیبت و فحش و نمیمہ مانع می آید و در آخر وقت سخن

طالب متعلم را صوم دوام لابدی است

فوائد صوم دوام

فضول ہم کم می شود۔ واگر سستی در نفس می آید آں سستی موجب ذہول و
حضور او میشود ہرچند کہ می گذارد حضور زیادت تر است و قدرے کسر قوت
شہوانی ہم می شود و قوت شہوانی طالب را بسیار زیانکار است ہیچ چیزے
آں زیان نکند کہ این کند۔ الکلام فی منتھی النہایت ای عزیز با تو
میگویم دیدہ اشں کندہ باد کہ نادیدہ گوید۔ و دیگر اہل و ولد و ملازمان او
ہماں کنند کہ او میکند پس ایشاں نیز صایم باشند۔ و دیگر آنکہ صایم باشد
خواب در شب کمتر باشد خصوص آنکہ تقلیل طعام و آب کند در شب۔

طالب را عمل به نجوم کردن خطا است

(۳۱۶) و طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است و اگر ترا گویند کہ فلاں
بزرگ دائم در پیش او تقویم بودے و البتہ نظر دراں کردے جوابش دہ
او نجوم می دانست از صحیفہ دل و از القاے فہم ربانی او را معلوم می شد
باآں نجوم مقابلہ میکند می بیند کہ من آنچہ دانستہ ام در نجوم ہم ہماں است
یا نہ امتحان میکند کہ نجوم از آں ہا است کہ در واز علم الہی چیزے باز یابند
و بعضے از سبب آنکہ فلاں بزرگ در نجوم می آید در غلط افتادہ اند۔

اگر صوفی طالب حفظ صحت خود در علم طب تعلق کند شاید

(۳۱۷) و اگر صوفی طالب در طب تعلق کند شاید۔ کہ طالب صوفی
را صحت بنیہ مطلوب کلی است از آنچہ احتما باید کرد کند و در آنچہ مباشر
باید بود از سبب ایں طب را مباشر باشد کہ ایں موجب صحت بنیہ است
و با ایں بنیہ کارے تمام است۔ صوفی را گویند اگر ضرورت مرض چیزے
از و فوت شود آں بجاے او اگیرند از و راست است ایں سخن اما در
نفس مباشرت ایں فعل لذتیہ است ہماں کس داند کہ وجدان لذت میکند

ایشاں چنیں گویند بکار نیاید بہشتے که در و نماز نباشد۔ حکایت ابراہیم
خواص رحمه الله بریں شاہد است و عمر و بکار کذلک۔

(۳۱۸) اگر طالب مردے شاعر و ناظم باشد نشاید که بشعر و نظم مشغول
شود و قوانین ایں کار را چنانچه حق شعر است نگاہ دارد۔ اما بحسب حال
بہ بدیہہ بغیر تامل و تفکر بسیار سخنے که از و طلب و درد و عشق و حکمت باشد
نویسد و گوید شاید۔ و آنرا مایہ روزگار خویش نسازد و نداند که ایں نیز کارے
است و نثر کذلک۔

طالب اگر شاعر است نشاید که بنظم و نثر خود را مشغول کند لیکن اگر بے اختیار اشعار عشق و حکمت و رجال او آمیند جاری باشد اگر بنویسد

(۳۱۹) و اگر طالب را از سوداے و تجارتے البته چاره نباشد
اہل و ولدے دارد و اتباع بسیار در انتظار او اند و البته بے ایشاں بودن
چاره نیست تجارت و تربص کند بشرط آنکه دلش متعلق نباشد ہر دم سوداگر
را ہمہ وقت روز و شب ذہن ایشاں بہوس مال مالامال است۔
آرزوے جز ایں ندارد که مال یکے بیک نیم شود و یکے بدو شود بارے
ہمت ہمیں که بیفزاید و در خطره او ہمیں مال مرده ریگ مانده میگردد و
حساب آں بدل یاد ندارد که ایں خطره ایست و باد گردیست که البته دل
را سیاه کند و دل او مکدر گردد و مشوش باشد۔ و اگر تجارتے یا سفر دارد چنانچه
رسم سوداگراں است ہمہ روز و شب براں کالا افتاده و جان و جہان
خویش بدو سپرده و در ہمتش جز فزونی مال قرار نگرفته است۔ طالب
چنیں نباشد و البته در آں بند نبود که عیب کالاے خود بپوشد و
اظہار حسنش کند بلکه عیب او را آشکارا بر مشتری گوید و اگر چنیں نکند

طالب را بقدر احتیاج تجارت و مثل آں برائے نفقه عیال جائز است

تدلیس و تلبیس و خیانت کرده باشد۔ و وقت خریدن عیب کالا را پیدا آرد و هنر او را بپوشد ایں هم نشاید۔

در سفر تجارت نباید کتاب را فراموش کند و ورد فوت نکند

(۳۲۰) در سفر و تجارت باید از وے ورد فوت نشود و اگر خواندنی است خود در ره میرود میخواند و دگر گزاردن است البته چند گامے تیز کند پیشتر رود تا آنکه پیشه رسند چیزے گذارد و هم چنیں تا آنکه تمام کند۔ و شب که بیدار باشد نه برائے حفظ کالا بلکه بیداری او برائے خدا باشد چنانچه رسم طالباں است و دریں میاں اگر حفظ کالا هم شود آں زیاں کار او نیست و اگر بر دابه سوار شود بر وے خواند تنها و گزارد تنها همراں بجا آرد و عذر گوید البته طعام باید خوردن تا قوت مشی شود۔ تقلیل غذا را از واجبات شمرد و تقلیل آب کذالک

در رفتن با رفقا تحکم بیجا نکند

(۳۲۱) و در رفتن با رفقا زبان بحکایت ندارد و اگر برائے تطییب وقت را برائے تطییب دل مصاحباں را چیزے سخنے کشاده گوید روا باشد

در سفر صوم فریضه بجز افطار نکند و در نوافل رخصت است

(۳۲۲) و صوم فریضه را بهیچ وجهے افطار نکند اما در نوافل رخص است و اگر با آں بهم افطار کند بسبب مشقت سفر باید تقلیل ملازم باشد تقلیل آب از طعام بیشتر باید بارے در آں کوشد البته در سفر بسیار ره نرود و اگر لا بدی افتد خود را باسترخاے مفاصل ندهد کارهاے خود را فرو نگذارد و البته جهد نکند که او را مغرب کنند۔

طالب را با کالا و کسب و حرفت که سبب رنج و تشویش او شود

(۳۲۳) و کالاے و کسبے و حرفتے که طالب را همه روز در تشویش او طالب را آں کار نشاید کرد و اگر کالا بسیار دارد و از هر جنس دواب دارد ایشاں را بمنزل باید رسانیدن با آں اشیائے که ایشاں حامل اند خود را

کار طالباں نیست و اگر اعوانند و خدم اند که ایشاں بغیر تشویش او کارے
بسر برند محتمل که رخصتے باشد اما جمع ایں قدر مال طالب را صورت محال
می نماید۔

طالب در ادائے حقوق حیله متعلمان ابکار نبرد

(۳۲۴) و در ادائے حقوق حیله متعلمان را بکار نبرد و در آنچه اختلاف
علما است اختیار او اسلم و احوط باشد۔ حیله زکوة را و حیله استبرا را در
معتقد خویش غلطی محض تصور کند۔ و آنکه در بیع ام ولد کسے رخصت داده است
یا گفته بزنا حرمت مصاهرت ثابت نشود بحکم آنکه المجتهد یخطی و یصیب
او را مخطی تصور کند۔

یک مسلک صوفیاں سفر است

(۳۲۵) یک مسلک صوفیاں مسافرت است و اگرچه سفر برائے تجارت
را بود چند چیز که نقد وقت مسافرت است اگرچه برائے خدا یرا نیست
آں چیزها بخاصیت خویش او را دست دهد۔ در سفر گرسنگی بسیار گیرد طالب
آنرا بر خود نگاه دارد ایں عین مقصود کار او باشد۔

متعلم طالب در بحثها سخن بر آمده نگوید

(۳۲۶) متعلم طالب در بحثها سخن بر آمده نگوید ایں چنیں گوئی میگوید
حق طرف من است و اگر دریں بحثها در خود احساس خود نمائی می بیند۔
ازیں بیجه احتراز باید کرد سخن در آں است او را نشاید در مجلس بیاید و هر
کلیتره که از متعلمان بشنود و آنرا بر خود گیرد عظیم مجاهده که بر نفس خود نهاده
باشد ایں سخت ترین مجاهده باشد

طالب را در حفظ کتب علم و تحسین خط و لعبت حرب خود را مشغول

(۳۲۷) طالب حفظ کتاب علم نکند۔ طالب در تحسین خط و کتابت
نباشد طالب لعبت حراب نکند چنانچه اسپ دوانیدن و تیغ و سپر و نیزه

گردانیدن و بعضے کہ دریں کار آمدہ است۔

(۳۲۸) واگر طعامے پیش طالب آید ہر گونہ کہ باشد ردی یا جید بقدر قوام بنیہ گیرد و اگر طعام نفاخ یا بطی الہضم باشد آنرا اندک تر بستاند۔ طالب روغن خورد بشرط آنکہ بمقدار یک درم سنگ روغن وانگے نان کم کند طالب نان با نانخورش خورد بشرط آنکہ آں نانخورش را بحساب نان گیرد آں مقدار کہ نانخورش خورد آں مقدار از نان کم کند

(۳۲۹) طالب را عزت باشد نہ کبر تواضع باشد نہ ذل تقلیل باشد نہ ضعف شب بیداری باشد نہ کسل۔ راہ آں مقدار رود کہ ماندگی نیارد سخن آں قدر نگوید کہ ہنشش بے مزہ گردد اگرچہ تواریخ و قصص و عبر و امثال ایں در حفظ وے باشد اما گفتار نہ۔

(۳۳۰) طالب اگر در رہ رود نظرش بر زمین و اگر بغلطد نظرش بر آسمان و اگر بنشیند نظرش بر سینہ۔ اگر طالب را کشف ارواح شود خود را بحکایت ہاے ایشاں ندہد و مردان غیب ابدال و اوتاد و خضر ملاقات ایشانرا مقصود کلی نداند و از گروہ ایشاں وقت خود را غارت نکند و ملتمس مقصود بکلی بر ایشاں نہ بندد۔ ایشاں مبشر انند و بعض محل ارشاد وے ہم دارند ہرچہ از ایشاں رسد برسد گو اگر وراے مقصود باشد انرا وزنے نہ نہند۔

(۳۳۱) طالب در جہاد نرود بدیں نیت کہ با کفار یا مشرکان مجاہدہ کنم اگر بمیرم درجہ شہادت باشد و اگر نمیرم ثواب اعلاے کلمۃ اللہ شود

دیگر از عمل باید کرد

ایں ہمہ مستحسنہ است اما مقصود او ورائے ایں ہمہ است۔ و اگر طالب مردے جندی است چاکر است نانے از اں چاکری میخورد آں ناں را داند برائے آں ستدہ ام کہ کار حراب بے آں میسر نیست و تیغ زند و در محاربہ در آید دل را بحضور آرد خدا را با خود داند و ضربے و قطعے و قتلے کہ او کند یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ باید در محاضرہ او باشد و کارے کہ از و دراں وقت سرزد قتل او کشتر ہمہ اضافت بہ باری تعالیٰ کند وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ شاہدے از نقد وقت او باشد ز رحمے کہ بدو رسد چنیں تصور کند کہ محبوب باو بخششے کہ میاں دو دوست رود بداں ناز و بداں نیاز و بداں خشم ضربے کردہ۔ لعلم اللّٰہ اگر ایں مراقبہ کہ نبشتم بتحقیق و تقرر در روئے ثبت یابد فاعل حقیقی را بنقد شاہد وقت خویش بیند نہ ایں چنیں میگویم تصوری و توہمی بلکہ شہودی و وجودی است۔ و اگر غنیمتے پیش افتد بحرص مال و بحرص اسباب دراں دست نزند بحکم رعایت رسم اسلام کارے کند۔ و اگر چنیں اتفاق افتد کہ مومنان یکدیگر قتال میکنند چنانچہ بسیار جا افتد و می افتد البتہ نشاید برا ہیچ کالائے مسلمان دستے نہد اگرچہ آں شخص ظالم بودہ باشد یعنی خارج بود از مسلمانان چنانچہ معاویہ بر علی رضی اللہ عنہ خروج کردہ بود۔ و اگر ایں میسر آید دل بحضور دادہ چشم بستہ تیغ زند و البتہ خیز بر خصم نیفتد زہے کارے ایں نوع نسبت بمرتضیٰ رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ کردہ اند۔ و سواری دابہ تا ما دام کہ سواری محتاج الیہ باشد و مجربے کہ ایں احتیاج برخیزد دابہ را سبک باید کرد و اگر در معرکہ میاں دو صف اسپ را جولاں کناند و تیغ بازی

نماید شاید۔ واگر وقت یوم الزحف رسد خدا را با خود دیده وجان را فدای راه
او ساخته ومقصود را در نظر داشته باشد جان را بضرب سیفی وقطع سنانی و
جرح سهمی گشته ورفته نداند وهات هوے که دران وقت کند نعره دقیقی که
دران وقت زند بتحقیق داند که با من کسی است که مرا این چنین گرم میدارد و
گرم میکند ودر خطرهٔ او این وهم نباشد که او مرا خواهد کشتن این وهم باشد
که من او را خواهم کشتن واگر از درد فراق تنگ آمده باشد وهجران که البته
مقصود بدان است نیت خود را بر فوجی عظیم زند که بمیرم وازین اندوه خلاص
یابم اگر کشته شود فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ هم عند ارزاق روح مقصود
او بدست او دهند وجان را به تیغ و تیر ونیزه بقاتل ندهد چنین داند و بیند
که جان را بخدا می سپارم وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا
درست خبر بشان این عزیز نباشد۔ ووقت ساخته شدن برای جنگ را
مثلاً لامه می پوشد وبیضه بر سر می نهد ودیگر باقی آلات حراب در هر آلتی که
گرد خویش می آرد مراقب ومحاضر باشد اگر مشاهده عین است خود عین را شاهد
آرد وازو اعانت ومدد طلبد وازو اجازت خواهد که بر گیرم یا نه ودر جنگ در
آیم یا نه۔ اگر او اجازت دهد در آید واگر منع کند باز ایستد واگر در مراقبه
مجرد تصوری وتخیلی دارد نظر در دل خویش کند اول خطره بیند که دام آمد
منع آمد یا اجازت صورت فتح نمود او را در خیال او یا هزیمت هر چیزی
را که قوی تر بیند واول باشد امضای او کند۔ واگر مشاهد عیان است اگر
او اجازت داد صریح یا منع کرد خود هم بران رود چنانچه گفتم ونظر در آن [illegible]

حال کند اگر از محاورہ صورت او ایں می بیند کہ اجازت است خود بداں رود و
اگر صورت منع است ہماں کند۔ و اگر در حالت تصور آواز ے شنود یا چیزے
پیش آید کہ او از انجا منع تصور میکند یا اجازت ہمیراں رود۔ و اگر مرد از
اہل تفرس نبودہ باشد برائے دل او راہیں تصور و تخیل بسندہ بود و اگر
تصور پیر دارد در حالت محاربہ او را یا خود دانند یا پیشتواں خویش بیند یا
مقدمہ کار خود ہمو را احساس کند۔ چنانچہ در نماز گفتہ ام پیر را یا ر استاد
چیا تصور کند یا امام اینجا نیز ہماں صورت است و اینجا مزدحم کار است
دل بہ طبیعت خویش مضطر و ملجا شدہ تصورے درستے دست می دہد۔ و البتہ
نخست در تصور و تخیل خود تجدید سبق با پیر کند و در نماز ہم چنیں کردہ اند
برائے ہر فریضہ تجدید بیعت با پیر کنند۔ ہم چنیں اینجا۔ و اینجا دو تصورات
یا صورت جمال تصور کند یا صورت جلال و کذلک لطف و قہر و دریں مقام
ہر دو بر محل بکار اند اگر صورت جمال تصور افتد فتحے بسہولتے و آسانی دست
دہد و اگر صورت لطف افتد غنیمتے و نقدے بدست آید۔ و اگر صورت
جلال روے نماید قتال سختے و اژدحامے قوی و اگر قہر باشد فنعوذ باللہ
منہ۔ من ایں ہر چہار صورت بعینہ نوشتم اما مرداں عالم نام جاہل
صفت فہم نکنند زباں دراز کنند قطع لسان ایشاں را بضرورت سخن
کشیدہ می باید نشست۔

کیفیت و شرائط چاکری کردن مرید۔

(۳۳۲) و مرید طالب اگر چاکری کسے کہ خواہد کند اگر صاحب
ازاں مردم است کہ کارہائے نامشروع فرماید چاکری او حرام باشد۔

ترک آوردن صحبت او واجب بود و اگر کارہائے سخت فرماید کہ در شغل او زیانکا
آید ہم ترک صحبتش باید کرد۔ و اگر ملکے را صاحب اقطاع رایا آں ملک کہ
ملازم خدمت پادشاہ می باشد طلب خدا در سر او افتد اصل کار ایست کہ ترک
چاکری و صحبت و ملک و اقطاع کند و اگر ازاں چارہ نباشد خدمت
پادشاہ بجا آورد و بنال وظائف خوش باشد از خدمتش جدا شود و گوشہ گیرد
گذاردنی خویش را تمام کند و اگر خواندنی ہم ہمچنیں میسر آید بہتر و اگر نہ پیش
او استادہ باشد و خواندنی خویش بسر برد۔ و اگر جنبانیدن لب و حرکت
دہان آں صاحب را خوش نیاید و البتہ کارہائے فرماید کہ بگفتار تعلق
دارد ہمہ خواندنیہا بدل خواند چنانکہ لب نجنبد۔ ایں چنیں خواندن اثرے
بلیغے دارد و دل را گرم کند و اثر حرف و صوت آنچہ در زبان بود ہم در دل
افتد عنقریب فتحے و فتوحے روئے نماید و آں ملکے کہ صاحب اقطاع است
ایں کارہا کردن بر و نیک آساں است۔ ہیچ کارے بہتر از احسان فقرا
و غربا نیست۔ یک کارے کہ برائے خدا کند کہ آں مقرب باحسان باشد
آنقدر مزید در وقت او باشد کہ آنرا حصر نتواند آورد او خود ندانند کہ ایں مدد
از کجا است۔

(۳۴۳) ایں ہمہ کہ میگوییم با ایں ہمہ پاکی نفس شرط کلی است
بے ایں ہیچ کار نمی شود۔ بر رعایا آں معاملت کند کہ مادر و پدر بر فرزند
آں قدر نکنند و البتہ دراں کوشد کہ وقت او معمور بذکر خدا باشد شب او
منحصر برائے ذکر و فکر بود و روز را در تمشیت امور مسلمانان بود و کارہا ہیچ

را فرو داشت نکند۔ واگر پادشاه او را فرماید فلانه را بکش و فلان را مطالبه
کن و یا جلا کن نشاید که درین کارها اقدام کند بر وے گوید مرا این کارها مفرمای
واگر خواهی که مرا بفرمائی خود مرا عزل کن از من این کارها نخواهد آمد۔ و البته
حرص برین نه نهند که مال اقطاع را گرد آرد و آنچه حق بیت المال است آں را
بانتها و غایت رساند و ازاں خود را غنی و مالدار گرداند ہما مقدار که او را کفایت
باشد ہما مقدار بگیرد۔ و البته چند نا شروعے که ازاں ملکی است و شره کار
ملکی است گرد آں کار نگردد چنانچه جامه نا مشروع پوشیدن قبائے ابریشم
و کلاه زر و موزه ابریشم۔ ہمبرین مثال ہر چه ازین جنس باشد گرد او نبود
واگر پادشاه برائے او مرحمتے کند پس آنکه از و بیرون آید بکشد نگاه دارد
و سه روزے که رسم ایشان است ہماں ساعت بپوشد که پیش او
رود و نزدیک فقہا روایتے مرجوحے ہست گوئی بران عمل کرد فقہا شعار
و دثارے را اعتبارے کرده اند این نیز ہمیراں اعتبار کار کنند۔ درین
واقعات تصور شده بود بیر اثرے تمام دارد و ازین تصور بسیار انتفاع حاصل شد
(۳۳۴) واگر یکے ازین اعوانا نرا طلب در سر افتد جز ترک آں کار
تدبیرے دیگر نیست مگر یک تدبیر که او بدین نیت اختیار کند آنچه این
اعوانان بر خلق میکنند او پیش شود بر خود گیرد سبب خفت بر مسلمانان
و سبب خلاص ایشان۔ و کار یکه ازاں این قوم است باید ملازم حال
او باشد و صلاح کار آں اسیران و گرفتاران و ضعیفان و درماندگان
بو اجبی از خدا خواہد و آں عملے که ازاں اعوانان آنچه میکنند اما بصورت

خفت میکند از بستن و کشتن و داشتن ہم از خدا داند و ہم از خدا بیند ہم ازاں
رہ اخلاص ایشاں جوید۔ و اگر خصیمے و رقیقے از ایشاں بدو رسد آنرا قبول نکند
ایں چنیں شخصے در ایں چنیں ورطہ افتادہ اینچنیں کارے کند از بسیاراں
پیشتر رسد کہ رسول اللہ فرمودہ است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجرک
علی حسب تعبک اجر بر حسب تعب است جزا بحساب عمل است یکے
بفراغت و بغیر مزاحمت کارے میکند و یکے با چندیں گرفتاری بکار است
اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ در شان او درست باشد

(۳۳۵) طالب در عین حراب و قتال تصور خود را تصور کند اگر سوار
است میان دو گوش اسپ بیند و اگر پیادہ است خود را محاط بدو تصور
کند گوئی او را ہم بدو در پوشیدہ اند۔ اے عزیز تو نمیدانی کہ من چہ راہہا
و چہا تعلیم میکنم خدا ترا فہمے روزی کند تا بدانی کہ چہ میگویم۔ تیغ را سیف اللہ
و تیر را سہم اللہ و سنان را سنان اللہ داند آنچہ از ایشاں سر زد آں
از خدا داند و ایں ہمہ گفتیم بہ تحقیق و تثبت بدانی کہ عمل مرتضیٰ است کرم اللہ وجہہٗ

(۳۳۶) و اگر بادشاہے را طلب خدا در سر افتد تدبیر او یکے آنست
کہ سلطان ابراہیم ادہم و معاویہ ثانی و عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہم کردہ و اگر ایں
نتواند یا خود امامے است کہ برائے ایں کار را جز او بہتر نیست عالمے
متدین صالحے دانشمند کہ ہرگز از سیرت او ایں معلوم نشدہ است کہ
او بہوائے مبتلا است برائے امضائے احکام امور شرعی را بہ امور نصب
کند و ہم بدو نیست دہد و ہمارہ منہیاں و مخبران گمارد کہ متجسس و متفحص

تصور کردنیکہ طالب در عین حرب و قتال در نظر بدو داشتن

تربیت بادشاہے کہ طالب خدا در سر او افتد

حال او وکسان او باشند ہر چند کہ او مرد متدین است از و چیزے نزاید
اما از جوانب ایمن نباید بود تا حیلہ نکنند و از ظاہر روایت بر وایت مرجوحہ
غیر معمولہ نروند و حیلہ زکوۃ را روا ندارد والبتہ ہر کہ گوید حیلہ زکوٰۃ کردہ ام
از و بعنف زکوۃ بستاند و اگر حیلہ استبرا از کسے معلوم شود البتہ از زجرے
و منعے و از ضرب چند تازیانہ خالی نگذارد و شارب عرق و ماء الشعیر و آنچہ
بدیں ماند بے ہشتاد تازیانہ نگذارد والبتہ روا ندارد کہ بایع ایں اشیا
فاش و آشکارا باشد۔ مرد متدین خدا ترس دریں مسئلہ عمل بروایت
حنفی نکند۔ و اگر اختلاف میاں علما رفتہ است آنچہ احوط و اسلم بود
ہماں را اختیار کند۔

(۳۳۷) بادشاہ طالب را تتبع و تفحص فقرا و ضعیفاں و ایتام و
عجائز واجب باشد بلکہ فریضہ است نباید حق کسے در گردن او بماند
کہ دادن بیت المال بمستحق ہر دو فریضہ و واجب است برائے ایں
متدنیان و خدا ترساں را نصب کند کہ ایشاں چیزے رسانند۔ و
آں قدر کہ در ولایت او از خطوط و قصبہ و قریات است از ضعفا و
مساکین آں ولایت باید کہ باخبر باشد و اگر خبر بد و نرسد او عند اللہ معذور
باشد۔ و اگر مردم بے دیانت خود را باستحقاق نمایند استصحاب حال را
بکار باید داشت۔ کور و لنگ و گنگ و پیت و عورت بیوہ و یتیم
و امثال ایشاں باید ضایع نماند و ایں کار خیر بحسب وسع امکان بخیریت
ہیچ کارے ازیں مشکل تر نباشد۔

(۳۳۸) بادشاه طالب را دو کار باید کرد نفس را وقف اعلاے کلمة الدین
سازد تن را هم بدان در دهد و دل را در مراقبه به تصور جلال و عظمت و قهر کند که
صولت نفس او را جز عظمت و قهر باری نشکند این آیت را بسیار خواند
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ
مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ
ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝
فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝-
هرچند که خود را بادشاه شکسته تر و خوار تر گرداند راه او بخدا نزدیکتر باشد
و دولتے درست دست دهد و حالتے پیش آید قریب بحالت مصطفی و مرتضی
صلی الله علیه و آله وسلم و کرم الله وجهه چنین گفته اند اگر سالے امساک باران
شود و بادشاه لته کهنه رنگین در کمر بندد و جامه کهنه به پیوندے رنگین بر دوش
کشد سر برهنه کرده کلند بدست گیرد و چندے گز زمین هم بدان کلند بدست
خویش کاود و سبد تخم جو بدست گیرد و آنرا بکارد و بایستد مستقبل قبله و بعجز
وزاری و شکستگی و درماندگی از خدا باران خواهد بیشک بیارد. در وقت دعا
بادشاه اگر خود را از جمله فقیران و مسکینان و از افتادگان کمتر دارد هرچه خواهد
بیابد و خواهشیکه طالبانرا است آن خواست مقصود بهره نیابند جز
بشکستگی و واماندگی و از خود بیرون آمدن نیابد. سلطان ابراهیم ادهم
رحمة الله علیه میان جمله مشائخ و صوفیان بسیارے از همه خود را خوارتر کرده
بود هم از سبب این که باوے عزت بادشاهی بود اگرچه اثر آن خراب باز

سراو فرو افتادہ است اما البتہ اثر خمارے باقی است۔

طالبان و تارکان را بزرگ بلائے است اینکہ در دل ایشاں گذرد کہ من طالبم یا من تارکم یا بادشاہ اگر در کسے احساس فتنہ کند او را چہ باید کرد

(۳۳۹) طالبان و تارکان را بزرگ بلائے است اینکہ در دل ایشاں بگذرد کہ من طالبم یا من تارکم۔ ازیں کوک نفس بصبر اے صفا شدن جز باستعانت خاصہ نباشد۔

(۳۴۰) واگر بادشاہ در کسے احساس فتنہ کند صورت حکمت را در کار نہد و در قتل و جلاے او دل نہ نہد معاملتے با وے کند کہ او بجان خویش بجاں ماند و فتنۂ او دفع شود و سلاطین کہ حکما را بر خود داشتہ اند ہم برائے ایں مصلحت را۔

تربیت زنانیکہ ایشاں را طلب در سر افتد

(۳۴۱) اگر عورتے را خداوند سبحانہ و تعالیٰ کرم کند طلب ارادت در سر او فگند چہ عورت چہ مرد از آں طرف ہمہ را در یک سلک کشیدہ اند تفاوت جز عضوے بعضوے نیست از روے صورت ظاہری تدبیر آں عورت چہ باشد۔ اگر جوان است تدبیرش جز ایں نباشد انقطاعے و انزوالے ایں چنیں کہ روئے آفتاب دیدن و سوے آسمان نگریستن جز بضرورت بشری نباشد و ایں کار بے مرشد نشود۔ مرشد او پیرے کہنہ ریختہ بختہ باید آنچناں کسے کہ او را شیخ معصوم خوانند تلقینے کہ او کند ایں عورت در کنج خانہ نشستہ جز بداں شغل شغلے دیگر مشغول نباشد و طعام البتہ گوشت نباشد۔ برنجے یا نانے کہ مردم فقرا خشک خورند۔ البتہ البتہ صوم دوام ملازم او باشد و در جہانیہا و شادیہا کم نشیند و در غم و شادی یار کسے نباشد۔ و چنانچہ رسوم عورات است البتہ چیزے با خود دارند کہ

برائے گور و کفن کار آید از یں رسوم و عادات بیروں آید۔ و ایں طائفہ خود را
برگرد خود گشتن ندہد۔ و پیر را نشاید توجہ خود فرماید۔ و عورت را باید تعبد ظاہری
در و بسیار باشد تزیینے نکند بہیچ وجہے و سجلی و غیر آں خود را نیارا ید اگرچہ
در تنہائی خود است۔ حاصل حیات او بریں سخن منحصر است۔ عورتے کہ شوہر
او محبوب آں عورت بودہ باشد بمیرد چوں نہ احداد کند او بریں صفت باشد
باز سجدہ میگویم کہ با جنس خود نشست و خاست نکند و در خلوتہائے خود سر دوہا
کہ عورات گویند با خود نگوید و با خود باز نگرداند۔ و آنکہ گویند شوہرے مرشد
باید چنانچہ حکایت فاطمہ و احمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم دراں شبہا
تمام شدہ است من حکایت زنانہ خود میگویم۔ و ہرچہ ایں را پیش آید در
خلوت خویش از خیرے و شرے چنانچہ نارے و نورے دل بداں ندہد
و بہ جہد جہید ازاں معترض باشد و آنچہ دراں وقت بیند او را در دل نداردہد
تا ثانی الحال او را وسوسہ ندہد۔ و از جملہ اذکار و اوراد و وظائف باید کہ
نماز بیشتر باشد۔ و اگر صنعتے خواہد رسیدن و پس کشیدہ نکشد و کسے
را با درو کسے را پدر و کسے را برادر خواندہ نکند کہ ازیں خواندہ راندہ شود
و اگر شوہر دارد و شوہرش ازاں مردم نہ کہ قدر شناس ایں کار باشد تن
خود را بہ تمام بدو نسپارد و جز برائے اطاعت فرمان خدا ایں را۔ و اگر او بزنے
دیگر و کنیزک راضی شود و ایں را معذور دارد خود او ایں را دولتے ہندی تنہا رود
و دیگر گویم عادت شہوت پرستان است ہر کہ بہ کراہیت و عدم رضا ما ست
با وے رغبت کم است و ہر کہ شوخ است و رندانہ است و طلب دارد و بر اوے

ایں کار شیوہ و شکل بسیار دارد بر و رغبت بیشتر است ۔ و چوں ایں خود را
کشیدہ دارد و برائے ایں کار را ساختہ نباشد زیرا چہ و لئے گرفتار دارد
از سر تا پا شعور از خود رفتہ است برائے کہ آراید صوم دوام دارد و در روغنش نمش
بوے می آید و تنش بیشتر ریختہ است از آں اعضا کہ او حظ دارد آں
اعضا گداختہ است ضرورت شوہر از و دست خواہد داشت ۔ و اگر فقیہے
پرسد کہ آراستن و سر و اندام شستن و ساختہ شدن برائے شوہر است حق او
ناحقی چونہ کند گوییم فقیہا راست میگوئی و لیکن ایں سخن محبان و عاشقان
است ایں سخن سوختگاں و افروختگاں و واماندگان است نشنیدہ
ان اللہ لا یواخذ العشاق بما یصدر منھم جوانے را در اول
جوانی طلب خدا در دل افتاد طعام گذاشت آب گذاشت خواب گذاشت
مادر و پدر او در تاپاک اند و حقوق ایشاں بر و فرض و مع ہذا گرفتار
گرفتار است اگر جوانے در عشق مجاز گرفتار شد مادر و پدر را بر و طلب حقوق
ماند ایں کار را ہمبراں قیاس کن ۔ و اگر شوہر ندارد خود فارغ است
چنانچہ طالبے را زن نباشد ۔ و اگر زال باشد او را تسبیح گردانیدن و
رشتہ نماز گزاردن موافق تر باشد و صوم دوام باید کہ بود ۔ و رشتہ
غم پسر و دختر و نبیرہ و فرزند خرد و درد او و ستد ایشاں دخل نکند
و رسوم و عاداتے کہ میان ایشاں جاریست آنرا یکبار وداع کند
و رشتہ فرزنداں و دختراں و بندگاں را رسوم و عادات تعلیم نکند
مثلاً گوید کہ در خیلخانہ ما ایں آمدہ است و ایں نیامدہ است و چنانچہ

ازکفرے اجتناب میکنند ازاں اجتناب کند۔ وچنانچہ جواں راگفتم در جہانی وشادی حاضر نشود وبا ایشاں یار نباشد۔ وگریۂ او جز در نایافت مقصود نباشد ودم سرد او جز از خوف حرماں نبود۔ واگر دلش برائے حج مائل شود یاد خدا را کعبۂ خود سازد وہمہ روز گرد او گردد۔ واورا از کنج بروں آمدن تشتتے و تفرقے فاحش پیش آید۔ ودر ایامیکہ از عبادت ظاہر بیکار میشود درکنج نشستہ بحبس دل اللہ اللہ گوید کہ از جملہ عبادتہا اینجا او بیشتر اثر بیند واگر بہ بلاغت نرسیدہ وروئے شوہر ندیدہ اورا ایں کار مناسب تر و موافق تر۔ زہے دولتے کہ او دارد واگر در اینچنیں ایام اورا طلب خدا در سر افتد۔ گفتہ ام آخر طالب نسبت بمحبت وعشق دارد ایں ہمہ کار عاشقاں است کہ میگویم۔

(۳۴۲) ویک کلی با خود راست گیرد واقعے وخوابے کہ اورا پیش آید اگر از آنہا است کہ نقیض وضد است مرہوا را کلًا وجملۃً آنرا اتباع کند وبراں باشد اگر چیزیش پیش آید کہ در وے ہم لذت ایں جہاں باشد از وے الحذر الحذر۔ ایں سخن با مرداں طالب ہم ہست۔

(۳۴۳) وخود را عورتے بابرکتے وپارسائے نسازد برآب نجواند بدمد بر کودکاں دست فرود آرد وبر کسے رانشستہ نفسے بدمد۔ ایں از مطلوبات باز آمدن است۔ مرد طالب راہم ہمیں صورت است واگر خدائے تعالیٰ اورا ایں دولت روزی کند چنانچہ رابعہ بصریہ وبی بی فاطمہ سام رحمہما اللہ ایں حکایت دیگر است ایشاں پیرانہ ارشاد میکردند۔

(۳۴۴) اے عزیز بہ تحقیق بدانی کہ منحو استم ہر ملتے کہ آں را ہفتاد و
دو ملت گویند۔ رہ ارشاد و تعلیم ایشاں نتوانیم وایں ہفتاد و دو ملت
اجملہ لیست منحو استم رہ ارشاد و تعلیم مشرکان و مجوس و ترسا ہم نتوانیم باوجود
آنکہ ایشاں بآں شرک و مجوسیت و ترسائی کہ گرفتار اند اما وقت عزیز
است و عمر قصیر است و خداوند سبحانہ و تعالیٰ فرمود مَا مِنْ دَآبَّةٍ
اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ آخذ بناصیتہا
عبارت از رابطہ کہ ممکن را با واجب است۔ علیٰ صراط مستقیم عبارت
از اجتماع آں رابطہ است بدست رب تعالیٰ از آں رو کہ او اوست
و آں رابطہ بدست او متحد باشد۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ہم بریں اشارت فرمودہ است باشد
کسے کہ ایں رابطہ بدست او دہند و او بر اسرار ہمہ و بر بواطن ہمہ مطلع
باشد اتباع شیخ نصیر الدین محمود اودھی ثم چشتی قدس اللہ روحہ العزیز
محمد حسینی راسلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم التناد پرتوے از آں
بر دلش زدہ است ہر آئینہ شئے ہائی در خیال دل او بعضے نہادہ است
کہ از آنشاں معارف و حقائق آنجا تولیدے ہست۔ ولکن فہوم قاصر
و ریب غیور ہمت روا ندارد براہلے و نااہلے سخن رود۔ یک سخنے
درستے جامعے با تو گویم و بسیار گفتہ ام و شاید ہم دریں پارسی چند بار
گفتہ ام۔ مرجع سلوک و منباع او بدو کلمہ باز آمدہ است تزکیۂ نفس
و توجہ تام تزکیۂ نفس ہر کسے باندازہ کہ اوست بر دینے و رسمے کہ

اوست۔ وتوجہ تام آنچہ ملقن تلقین کند۔ بدست ہرکہ ایں دو کلمہ بلا کلام
سپرد ند خمیر مایہ ہمہ سعادتہا در خزینۂ وجود او نہادند وبذیل دامن خرقہ او
بربستند کارش بفضل اللہ مرتب تمام شد۔

تمت

تمام شد

کتاب مستطاب المعروف بہ **خاتمہ** از تصانیف حضرت
قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین سلطان العارفین الولی الاکبر خواجہ
صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی
رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیقات بر کتاب خاتمہ

مصنف کتاب خاتمہ یعنی حضرت خواجہ بندہ نواز مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز دریں کتاب در بعض جاہا بہ بعضے از واقعات بزرگان سلف اشارہ فرمودہ اند و آنہا را بہ تفصیلہا در معرض تحریر نیاوردہ اند۔ راقم ایں سطور سید عطا حسین غفر اللہ ذنوبہ بعضے از آنہا را از دیگر تصانیف حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ و از کتب مستندہ اقتباس کردہ حوالہ قلم می نمایدہ۔

(۱) صفحہ ۱۲ فقرہ (۲۶)

"جنید رحمۃ اللہ کہ در شان سہل رحمہ اللہ گفتہ است آسان نخفتہ نیست" جنید فرمود قدس اللہ سرہ العزیز۔ "سہل آں روز کہ از مادر بوجود آمد روزہ دار بود و آں روز کہ وفات کرد روزہ دار بود و چوں ار سید روزہ نا کشودہ ہماں سہل گفتہ انا ذکر خطاب الست بربکم باایں ہمہ او چیزے از دل نداشت" (منقول از تذکرۃ الاولیاء حضرت خواجہ فرید الدین عطار و بعض تصانیف حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہما)

صفحہ ۳۳ فقرہ ۴۸

"حکایت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بالا رفتہ است" از لفظ

"بالا رفتہ است" غالباً مراد مصنف علیہ الرحمۃ از ترجمہ اداب المریدین است کہ
ایں کتاب خاتمہ را بطور تکملہ آں تصنیف کردہ اند۔ از کتاب ترجمہ اداب المریدین کہ
بار چہارم در سنہ ہشت صد و سیزدہ ہجری تصنیف کردند و الآن ہمیں نسخہ در دنیا
موجود است ایں حکایت نقل کردہ میشود:۔

"ذوالنون مصری را از حال و آل سماع پرسیدند گفت سماع وارد حق است
چیزے از خدا بر بندہ فرود می آید دلہا بسوے حق میکشد ہر کہ بسوے آں وارد کہ
گوش بحق داشت محقق و متحقق شد و ہر کہ بسوے آں گوش بہ نفس داشت زندیق شد
بحق چند معنی دارد متصف بصفت حق است محقق و متحقق شود و ہر کہ او بہ سبب حق
شنود یعنی آنچہ حق و حقا باشد۔ دیگر بحق شنود یعنی او از خودی او نرفتہ و نفس نفسانیت
او باقی سماع چنیں کس بزندقہ کشد سخن مختصر می کنم کہ ترجمہ دراز نگردد۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔ از عبداللہ خفیف حکایت آرند کہ او گفت با احمد ابی الجواری
بشیراز در مجلسے بودہ ام دراں جمعیت اتفاق قے سرودے گفتند وقت شیخ احمد
خوش شد خاست و تواجدے میکرد مقابل او صفہ بود و بعضے ابناے دنیا آنجا بودہ
اند یکے میان ایشاں تبسم کرد شیخ احمد منارہ شمعے بود آں را گرفت و طرف او
انداخت بروے نرسید بدیوار رسید سہ پایہ آں منارہ بدیوار خلیدہ اگر بروے رسیدے
تا چہ شدے۔ مقصود ازیں حکایت ایں بود کہ آنکہ بلہو و تبسم در سماع بہ ایستد
او در مجلس سماع نشاید۔ اما فقیہ بادطبع را و متعلم خشک مزاج را از سماع آنچناں
بیروں کنند چنانچہ یکس از شہید و ہمچنیں گویند شیخ ابی احمد ابی الجواری سی سال
نماز صبح بوضوء عشا گذارد یعنی انچنیں متعبد و سماع می شنید و بر تبسم و متلی ایں چنیں

مو ا ا ہیکرد و ا زینجا ایں معلوم شود کسے گماں نبرد کہ صوفیاں در سماع بیخبر می باشند۔ خبرے تمامے است ا ا چنانچہ چندیں اعمال و ا رند یکے از اعمال ایشاں سماع است۔"

(۳) **صفحہ ۵۹ فقرہ ۸۵**

"حکایت خضر و موسیٰ علیہما السلام شنیدہ باشی۔"

ایں قصہ در کلام اللہ شریف در سورۂ کہف مذکور است از انجا باید طلبید۔

صفحہ ۶۱ فقرہ ۸۸

"حکایت خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و خدمت شیخ قطب الدین و خدمت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہم بارہا گفتہ ام شنیدہ باشی۔"

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ راقم الحروف عطا حسین آں را بہ تمامہا از کتاب سبع سنابل کہ تصنیف حضرت سید عبدالواحد بلگرامی است رحمۃ اللہ علیہ اینجا نقل میکند۔

"چوں مخدوم شیخ فرید بشہر دہلی رسید با خواجہ قطب الدین بیعت کرد بعد ازاں ملازم خدمت گشت بعد از مدتے خواجہ جہاں شیخ معین الحق والدین از مقام اجمیر آمدند مخدوم شیخ فرید بجہت پاے بوس ایشاں نرفت بہ سبب آنکہ اگر من بحضور پیر خود نخست پاے بوس پیر پیر کنم ملاحظۂ پیر فرو گذاشتہ باشم و اگر نخست پاے بوس پیر کنم ملاحظۂ پیر پیر فرو گذاشتہ باشم آنگاہ خواجہ جہاں خواجہ معین الدین با خواجہ قطب الدین فرمودند کہ شیخ فرید را بطلبید و حاضر کنید چوں بہ طلب ایشاں حاضر شد نخست پاے بوس پیر کردند و پیر ایشاں باز وے مخدوم شیخ فرید گرفتہ

دربارے پیر خود اندا ختند و ایشاں شیخ فرید را در کنار گرفتند و عنایتہا و نوازشہا
بسیار فرمودند با خواجہ قطب الدین گفتند کہ کار شیخ فرید برائے چہ معطل میداریں
کار ایشاں را تمام کنید"

صفحہ ۷۷ فقرہ ۱۱۵

"حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفتہ باشم و تو بارہا از من شنیدہ باشی"

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ یوسف حسین بودند و
ہر دو بزرگان از اکابر متقدمین اند و معاصر حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ
عنہ۔ حضرت یوسف بن الحسین الرازی در سنہ ثلث و اربع و ثلثمائتہ از دنیا
رفت و حضرت ابراہیم خواص قبل از و در سنہ احدے و تسعین و مائتین وفات
یافت۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ آں قصہ را کہ اشارتے
ازاں دریں جا فرمودہ اند در بعض تصانیف خود ملخصاً آوردہ اند۔ راقم ایں حروف
آں را بہ تمامہا از کتاب تذکرۃ الاولیا خواجہ فریدالدین عطار بہ نقل می آرد۔

"......ابراہیم خواص از برکات صحبت او یوسف بن حسین آنجا رسید کہ
بے زاد و راحلہ بادیہ را قطع میکرد تا ابراہیم گفت شبے از شبہا ندائے شنیدم
کہ برو و یوسف حسین را بگوے کہ تو از راندگانی ابراہیم گفت کہ مرا ایں سخن چناں
سخت آمد کہ اگر کوہے بر سر من زدندے آساں تر ازاں بودے کہ ایں سخن
با او می بایست گفت۔ شبے دیگر ہمیں آواز شنیدم کہ با او بگوئی کہ از راندگانی
بر خاستم و غسلے کردم و استغفار آوردم و متفکر بہ نشستم تا شب سوم ہاتف ہمچناں
تر ازاں گفتند کہ با او بگوئی کہ از راندگانی و گرنہ زخمے خوری کہ بر نخیزی۔ برخاستم

و بہ اندوہے تمام در مسجد شدم او را در محراب نشستہ دیدم چوں چشمش بر من افتاد گفت ہیچ بیتے یاد داری گفتم و ارم پس بیتے (عجمی) بگفتم او را خوش آمد و دیر بر پاے بود و آب از چشمش رواں شد چنانچہ با خوں آمیختہ بود پس روے بمن آورد و گفت از بامداد تا اکنوں پیش من قرآن میخواندند کہ قطرہ آب از چشم من نمی آمد و مرا حالتے نبود بہ یک بیت (عجمی) کہ بشنودم چنیں حالتے پدید آمد کہ طوفاں از چشم من ریختن گرفت مرداں راست میگویند کہ او زندیق است و از حضرت خطاب راست می آید کہ او از راندگانست کسیکہ از بیتے چنیں شود و از قرآن بر جاے فسردہ بماند راندہ بود۔ ابراہیم گفت کہ من متحیر بماندم در کار او و اعتقاد من سستی گرفت ترسیدم و برخاستم و بہ بادیہ در آمدم اتفاقاً بخضر افتادم فرمود کہ یوسف حسین زخم خوردہ حق است ولے جاے او علیین است کہ در راہ حق قدم چناں باید زد کہ اگر دست رد بر پیشانی تو نہند ہنوز جاے تو اعلیٰ علیین بود کہ ہر کہ دریں راہ از پادشاہی بیفتند از وزارت نیفتند"

صفحہ ۱۰ فقرہ ۱۸۴

"حکایت سلطان ابراہیم ادہم شنیدہٗ قدس اللہ روحہ"

در رسالہ قشیریہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کردہ کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم کہ بادشاہ بلخ بود روزے براے شکار بیروں رفتہ و اسپ را در پے ثعلبے یا ارنبے انداخت کہ ناگاہ ہاتفے آواز داد یا ابراہیم ایا براے ہمیں کار پیدا کردہ شدہٗ و براے ہمیں کار امر کردہ شدہٗ ہمچنیں و چنیں از قربوس زیں اسپ او آواز آمد کہ واللہ براے ایں کار پیدا کردہ نہ شدہٗ

در حال او متنبہ شد از پشت اسپ فرود آمد و لباس خود را بہ شبانے کہ آنجا گوسفندان او می چرانید داد و لباس او خود پوشید و اسپ خود را و ہر چیز کہ با خود داشت نیز بہ شبان داد و راہ بادیہ گرفت و بعد چندے بمکہ رفت و در صحبت امام سفیان ثوری و خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہما درآمد۔

(۷) صفحہ ۱۳۸ فقرہ ۸ ۲۵

"حکایت لیلیٰ و شکستن کاسۂ مجنوں شنیدہ باشی۔"

"آوردہ اند کہ چند نفر گدایاں بر در لیلیٰ آمدند ملازمان لیلیٰ کاسہ ہائے آنہا پیش او بردند دراں میاں کاسۂ مجنوں ہم بود لیلیٰ ہمہ کاسہ ہا را پر کرد و کاسۂ مجنوں را شناختہ بشکست۔ مرداں مجنوں را خبر کردند بمجرد شنیدن مجنوں را ذوقے درگرفت و برقص درآمد۔

(۸) صفحہ ۱۳۱ - فقرہ ۸ ۲۴

"حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی"

"چنیں گویند کلیب مجذوم شد از شہر بیروں آمد در بادیہ افتاد و شبے اصحاب جنید رفتند بر گرد او بایستادند و گوش با سماع داشتند کہ دریں حالت زلیا بلا او با خدا چہ میگوید و چہ می نالد شنیدند کہ می گوید یا رب اسہی کلیب و تبلی

مجذوم ورسہی ہذہ فاقۃ این جبرئیل و من المبارزت ؟

خدایا من نام من کلیب و تن من از جذام میگداز و خوردن من بعد چند روز بفاقہ کجا است جبرئیل دریں میدان بلا و محنت معلوم شود کہ مبارز کیست او یا من" منقول

از ترجمہ آداب المریدین)

(۹) صفحہ ۱۶۶ فقرہ ۳۰۶

"حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی۔"

منقول از بعضے تفاسیر و قصص الانبیاء تالیف شیخ عبدالواحد بن محمد المفتی رحمۃ اللہ علیہما۔

"منقول است کہ در وقت عرض اولاد آدم علیہ السلام درمیان اصحاب الیمین بریک فرزند سعادتمند افتاد کہ میان مردم نورانی بود و بصورت و سیرت بے نظیر و دلپذیر میمون و با وجود اینہمہ ناز و اعزاز میگریست دل آدم علیہ السلام بر دیدن گریان آن فرزند چون سپند بسوخت و کیفیت احوال او از جبرئیلؑ سوال نمود او گفت یکے از پیغامبران اولاد تست کہ نام او داودؑ خواہد بود گفت موجب گریہ او چیست گفت بجہت زیستے کہ مدت چہل سالش بگریانند گفت عمرش چہ مقدار باشد گفت شصت سال گفت عمر من چہ باشد گفت ہزار سال گفت از جملہ ہزار سال چہل سال باو بخشیدم بعد از آں توبہ دعا آورد گفت یا رب از عمر من چہل سال بردار و بہ داودؑ ارزانی دار دعاے او بہ محل اجابت رسید حکم گردید کہ عمر داودؑ صد سال باشد بعد از گذشتن مدت نہ صد و شصت سال از عمر آدمؑ ملک الموت بہ قبض روح آدم آمد وے گفت مرا وعدہ اجل بعد ہزار سال مقرر شدہ ہنوز چہل سال باقیست ملک الموت واقعہ داودؑ درمیان آورد آدمؑ از دوستی جان رجوع از ہبہ جائز نپنداشت ملک الموت بہ تفصیل ایں قصہ را بعرض حق تعالیٰ رسانید بکرم خود عمر آدمؑ ہزار سال تمام عطا فرمود و عمر داودؑ بہ صد سال رسانید"

(۹) صفحہ ۱۶۸ فقرہ ۳۰۷

"حکایت شیخ لقمان سرخسی پرندہ با این سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام"

حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ این حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ اینجا از نفحات الانس مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ میشود۔

"وے (شیخ لقمان سرخسی قدس سرہ العزیز) در ابتدا مجاہدہ بسیار داشت و معاملہ باحتیاط۔ ناگاہ کشفے افتادش کہ عقلش برفت گفتند لقمان آن چہ بود این چیست گفت ہر چند بندگی بیش کردم بیش می بایست درماندم گفتم الٰہی پادشاہاں را چوں بندہ پیر شود آزادش میکنند تو پادشاہ عزیزی در بندگی تو پیر گشتم آزادم کن گفت ندائے شنیدم کہ گفتند اے لقمان آزادت کردیم نشان آزادی آن بود کہ از عقل تو برگیرم پس وے از عقلائے مجانین بودہ است و شیخ ابوسعید ابوالخیر بسیار گفتہ است کہ لقمان آزاد کردۂ خدا است"

(۱۱) صفحہ ۷۶ فقرہ ۳۱۵

"سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ را شنیدہ باشی"

راقم این سطور بہ تحقیق نتواں گفت، کہ اشارہ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ بہ جانب کدام سخن حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ است ولیکن حکایتے کہ مطابق مضمون این عبارت کتاب خاتمہ است امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ در رسالہ قشیریہ از شیخ خود استاد ابو علی دقاق قدس سرہ روایت کردہ اند این است۔ وقتے بشر حافی در راہے میگذشت مردمان یک دیگرے با دیگرے گفت کہ این مرد (یعنی حضرت بشر حافی) تمام شب نمی خسپد و بعد از سہ روز افطار میکند۔ بشر حافی شنید و بگریست و گفت کہ یاد ندارم کہ

وقتے تمام شب بیدار بودہ ام وگاہے روزہ نداشتہ ام کہ بہ شب افطار کردہ ام لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہ لطف و کرم خود در قلوب مرداں بیشتر ازاں می اندازد کہ بندہ از بندگان او بعمل می آرد و بعد ازاں حضرت بشر حافی گاہے در شب نخفت و ہمیشہ روزہ میداشت و بعد از سہ روز افطار میکرد و نیز در رسالہ قشیریہ آوردہ کہ وقتے بشر حافی علیہ الرحمہ بہ ملاقات معافی بن عمران رفت رحمۃ اللہ علیہ در را او زد از اندروں پرسیدہ شد کہ کیستی گفت بشر حافی دختر از اندروں خانہ گفت کاشکے اگر بہ دو دانگ نعلین میخریدی و می پوشیدی اسم حافی از تو دور میشد۔

(۱۲) صفحہ ۱۶۸ فقرہ ۳۱۶

"حکایت ابراہیم خواص رحمہ اللہ بریں شاہد است و عمرو بیکار کذالک"

در نفحات الانس آوردہ کہ عادت حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ ایں بود کہ ہر بار کہ او را ضرورت وضو شدے غسل کردے وقتے او را علت شکم پدید آمد ہر بار کہ فارغ گشتے غسل کردے ہمچنیں شصت و ہفتاد بار غسل کرد سر انجام بود چو بار ہفتادم در آب در آمد جان خود را بہ جاں آفریں سپرد در سنہ احدی و تسعین[۲۹۱] و مائتین۔

(۱۳) صفحہ ۱۹۱ فقرہ ۳۴۱

"حکایت فاطمہ و احمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم دراں شبہا تمام شدہ است من حکایت زنانہ خود میگویم"

از تذکرۃ الاولیاء حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ۔

"........ احمد جامہ چوں لشکریاں پوشیدے و فاطمہ عیال او بود

در طریقت آیتے بود و از دختران امراے بلخ بود توبہ کردہ بود و کس بہ احمد فرستاد کہ
مرا از پدر بخواہ احمد اجابت نکرد دیگر بار کس بہ احمد فرستاد کہ من ترا مردانہ
تر ازیں نپنداشتم کہ راہ حق بنی راہبر باش نہ راہ بُر احمد کس فرستاد و اورا
از پدرش بخواست پدرش بحکم تبرک اورا بہ احمد داد و فاطمہ ترک شغل دنیا گفت
و بحکم عزلت با احمد بیارامید تا احمد را قصد زیارت بایزید افتاد فاطمہ با او برفت
چوں پیش بایزید آمدند نقاب فاطمہ از رخ برداشت و با بایزید گستاخ وار
سخن آمد احمد از آں متغیر شد و غیرتے در دلش مستولی گشت گفت اے فاطمہ ایں چہ
گستاخی بود کہ با بایزید کردی فاطمہ گفت از آنکہ تو محرم طبیعت منی و او محرم طریقت
من از تو بہوا رسم و از و بخداے و دلیل بر ایں سخن آنست کہ او از صحبت من
بے نیاز است و تو بمن محتاج و پیوستہ بایزید با فاطمہ گستاخ بودے تا روزے
بایزید را چشم بر دست فاطمہ افتاد کہ حنا بستہ بود گفت یا فاطمہ از براے چہ
حنا بستہ گفت یا بایزید تا ایں غایت کہ تو دست و حناے من ندیدہ بودی
مرا با تو انبساط بود اکنوں کہ ترا نظر بریں افتاد صحبت ما بر تو حرام شد و اگر کسے
را اینجا خیالے افتد پیش ازیں گفتہ ایم کہ بایزید گفت کہ از خداے درخواست
کردم تا مونث زناں از من باز گیرد تا چناں شد کہ زناں را و دیوار را در چشم
من یکساں گردانیدہ است چوں کسے چنیں بود او از کجا زن بیند پس احمد و
فاطمہ از آنجا بہ نیشاپور آمدند و اہل نیشاپور را با احمد خوش بود چوں یحیی
بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ بہ نیشاپور آمد و قصد بلخ داشت احمد خواست کہ
اورا دعوتے سازد با فاطمہ مشورت کرد گفت دعوت یحیی را چہ باید فاطمہ گفت

چندیں گاؤ و گوسفند و حوائج و شمع و عطر و با ایں ہمہ نیز بیست خر باید تا بکشیم احمد گفت خر بارے چہ معنی دارد گفت چوں کریمے بمہمان آید باید کہ سکان محلت را نیز ازاں نصیبے بود ایں فاطمہ در فتوت چنیں بود تا لاجرم بایزید گفت کہ ہر کہ میخواہد کہ مردے را در لباس زناں بیند گو در فاطمہ نگرد۔"

۷۸۶

فہرست مضامین کتاب خاتمہ

تمت

غلط نامہ کتاب خاتمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۸	لبندواز	بلندپرواز	۸۰	۷	حز	حرز
۲	۱	شاید آنکہ	شاید تا آنکہ	۹۳	۱۶	اخذ	آخذ
۷	۱۲	خالت	حالت	۱۰۴	۱۱	ناشروعات	نامشروعات
۱۱	۱۰ و ۱۱	صلوات علیہ	صلوات اللہ علیہم	۱۰۵	۱	واحترارزکلی	واحترازکلی
۲۱	۱۳	شومیتیے	شومیتے	۱۰۶	۳	یاپیرے	باپیرے
۲۳	۴	(۲۹)	(۳۹)	۱۱۶	۹	(۱۰۳)	(۲۰۳)
۲۴	۲	میارو	می آرد	۱۱۸	۹	بازاچۂ	بازارچۂ
۳۴	۱	درقص شود	دررقص شود	۱۲۱	۳	نقاقے	نفاقے
۳۴	۹	خوجاگرید	خوجاگوید	۱۳۴	حاشیہ مصرع اول	×	مرید راہر جا بدعوت نباید رفت
۳۴	۱۷	کسے راکہ از	کسیکہ از	۱۳۴	۱۳	ازمثن ایں	ازمثل ایں
۳۴	۱۸	بعدازگرشتگی	بعداز آب گرفتگی	۱۳۴	۲	اکسل	الکسل
۵۸	۱۹	تاتینی	تانیئے	۱۴۱	۲	بحضورخداوند	بحضورخداوہد
۶۹	۱۱	یاپیر	باپیر	۱۴۵	[illegible]	سخن جنیں	سخن چنیں
۶۷	۵ حاشیہ	ذلت	زلت	۱۴۶	۲	ولافد	نہ لافد
۷۷	۷	ماشی	باشی	۱۴۶	[illegible]	ہمجرد	بمجرد
۷۷	۱۰	بہاو الدین	بہاء الدین	۱۴۷	۱۷	کیرد برد	گیرد برد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۹	اوجھانے	وجھانے	۱۸۱	۱	بیتے	بعتے
۱۵۹	۱۱	جہاں	جبال	۱۸۹	۱۳	سیدتخم	سبیدتخم
۱۶۱	۱	خودطبیعت	خود بہ طبیعت	۱۸۹	۱۴	پیارد	بیارد
۱۶۵	۱۹	آن جہان	آن جہان بہتر ازیں جہان	۱۹۰	۱۷	تانے	نانے
				۱۹۴	۱۲	روجہہ	روحہ
۱۷۷	۲	گذارد	گدازد	۲۰۸	۱۹	نخسپند	بخسپند
۱۷۹	۴	خوددرہ	خوددررہ				

۵۸۶
بتقریب سلور جوبلی شاہ دکن
(قائم ہوا)
زندہ طلسمات فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ برقی پریس
اب اور ملک کو رنگین طباعت کے لئے باہر جانے کی ضرورت باقی نہیں رہی
حیدرآباد دکن میں رنگین طباعت کا پہلا پریس ہے
جو بالکل انگلش وضع قطع کے کیالنڈر ۔ تصاویر ۔ پوسٹر
طغرے ۔ و اقسام کے لیبل وغیرہ طبع کرتا ہے
آپ بھی ایک مرتبہ کام لیکر
آزمائش کیجیے
مطبوعہ
زندہ طلسمات فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ برقی پریس حیدرآباد دکن